لا تزال طائفة من أمتي يقاتلون على الحق ظاهرين
على من ناوأهم حتى يقاتل آخرهم المسيح الدجال
(ابوداؤد)

فتنہ دجال

قرآن و حدیث کی روشنی میں

قرآن کریم میں دجال کی طرف اشارہ، ساٹھ صحابہ کرامؓ کی مرویات
مستند حوالہ جات کے ساتھ، ظہور خوارق دجال کے منکرین، دجال
اپنے ذاتی تشخص کے آئینے میں، خروج دجال کی منتظر قوم

افادات
حضرت مولانا مفتی محمد یوسف خان صاحب مدظلہ
استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

مؤلف
مولانا حافظ محمد ظفر اقبال
فاضل جامعہ اشرفیہ

بیت العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون

لاتزال طائفة من امتي يقاتلون على الحق ظاهرين
على من ناوأهم حتى يقاتل آخرهم المسيح الدجال
(ابوداؤد [illegible])

فتنۂ دجّال

قرآن و حدیث کی روشنی میں

قرآن کریم میں دجال کی طرف اشارہ، ساٹھ صحابہ کرامؓ کی مرویات مستند حوالہ جات کے ساتھ، معجزہ و خوارق
دجال کے منکرین، دجال اپنے ذاتی تشخص کے آئینے میں، خروج دجال کی منتظر اقوام

از افادات
حضرت مولانا مفتی محمد یوسف خان صاحب مدظلہ
استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

مؤلف
مولانا محمد ظفر اقبال صاحب
فاضل جامعہ اشرفیہ

بیت العلوم
۲۰۔ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور۔ فون [illegible]

نام کتاب: تحفۂ جمال قرآن و حدیث کی روشنی میں

مؤلف: حافظ محمد ظفر اقبال (فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور)

افادات: پروفیسر مولانا محمد یوسف خان صاحب

باہتمام: محمد ناظم اشرف

ناشر: بیت العلوم ۲۰ نابھہ روڈ، چوک پرانی انارکلی، لاہور
فون: ۷۳۵۲۲۸۳

﴿ملنے کے پتے﴾

بیت العلوم = ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور
ادارہ اسلامیات = ۱۹۰ انارکلی، لاہور
ادارہ اسلامیات = موہن روڈ چوک اردو بازار، کراچی
دار الاشاعت = اردو بازار کراچی نمبر ۱
بیت القرآن = اردو بازار کراچی نمبر ۱
بیت الکتب = گلشن اقبال، کراچی
ادارۃ المعارف = ڈاکخانہ دار العلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴
مکتبہ دار العلوم = جامعہ دار العلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴
مکتبہ سید احمد شہید = الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
ادارۃ القرآن = اردو بازار، کراچی

فہرست

باب اول

خروج دجال عقائد کی روشنی میں

باب دوم

دجال اپنے ذاتی تشخص کے آئینہ میں

نام کتاب: مختصر مسائل قرآن وحدیث کی روشنی میں

مؤلف: حافظ محمد ظفر اقبال (فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور)

افادات: پروفیسر مولانا محمد یوسف خان صاحب

باہتمام: محمد ناظم اشرف

ناشر: بیت العلوم۔ ۲۰ نابھہ روڈ، چوک پرانی انارکلی، لاہور
فون ۷۳۵۲۴۸۳

﴿ملنے کے پتے﴾

بیت العلوم = ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور
ادارہ اسلامیات = ۱۹۰ انارکلی، لاہور
ادارہ اسلامیات = موہن روڈ چوک اردو بازار، کراچی
دارالاشاعت = اردو بازار کراچی نمبر۱
بیت القرآن = اردو بازار کراچی نمبر۱

بیت الکتب = گلشن اقبال، کراچی
ادارۃ المعارف = ڈاک خانہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر۱۴
مکتبہ دارالعلوم = جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر۱۴
مکتبہ سید احمد شہید = الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
ادارۃ القرآن = اردو بازار، کراچی

فہرست

باب اول

خروج دجال عقائد کی روشنی میں

باب دوم

دجال اپنے ذاتی تشخص کے آئینہ میں

باب سوم

ابن صیاد اور دجال

﴿باب چہارم﴾

﴿علامات اور واقعاتی ترتیب کی روشنی میں﴾

﴿باب پنجم﴾

﴿منکرین ظہور وخوارق دجال﴾

﴿باب ششم﴾

﴿فتنہ دجال سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر﴾

باب ہفتم

خروج دجال کی منتظر اقوام

باب ہشتم

دجال سے متعلق وارد شدہ احادیث

﴿تقریظ﴾

امام الخطاطین، سلطان القلم حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

پیش نظر مقالے کا عنوان ہے ''فتنہ دجال قرآن وحدیث کی روشنی میں'' دورِ حاضر کی مقتدر تعلیم گاہ جامعہ اشرفیہ کے فاضل جناب مولوی محمد ظفر سلمہٗ کی تالیف ہے اس مقالے کو جامعہ اشرفیہ کے بلند پایہ اساتذہ کی سرپرستی کا شرف حاصل ہے بالخصوص ہمارے محب مخلص حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب دامت برکاتہم کی تائید نہایت درجہ تسلی بخش ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مقالے کو قبول عام کی سند عطا فرمائے اور ہم سب کو اس سے فیض یاب ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین

نفیس الحسینی

۱۷ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

﴿تقریظ﴾

استاذ العلماء جامع المحاسن حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب مدظلہ

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

زیر نظر رسالہ ''فتنہ دجال قرآن وحدیث کی روشنی میں'' عزیزم حافظ قاری مولوی محمد ظفر سلمہ نے انتہائی محنت اور جامعہ اشرفیہ کے اساتذہ خصوصاً مولانا محمد یوسف صاحب زید مجدہ کی زیر سرپرستی مرتب کیا ہے۔ عزیز مذکور نے جس انداز میں اس کو ترتیب دیا ہے اسکو پڑھ کر دل سے دعائیں نکلیں۔

کم از کم میرے علم میں اس موضوع پر اتنا جامع رسالہ نظر سے نہیں گذرا خصوصاً انہوں نے ساٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو سب کے سب فتنہ دجال کی احادیث کے راوی ہیں، کی روایات کو جس محنت سے جمع کیا ہے انہیں دیکھ کر بلاشبہ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ روایات حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔

ان صحابہ کرامؓ کے بارے میں عزیز مذکور نے جو ایک طویل فہرست کہ جس میں اسمائے گرامی، حوالہ جات کا ذکر کیا ہے، دیکھ کر دل سے مزید دعائیں نکلیں۔

میری درخواست ہے کہ قارئین کرام اس کو اپنی فکر آخرت کے لئے وقت نکال کر پڑھیں۔ انشاء اللہ العزیز جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشادات عالیہ سے قلب منور ہوگا اور آخرت کے لیے زاد راہ ہوگا۔ پروردگار عالم عزیز مذکور کی ان خدمات کو اپنی رضا کے لئے قبول فرمائے اور تمام حضرات کو اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

محتاج دعاء

فضل الرحیم

نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

﴿مقدمہ﴾

استاذ العلماء استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب مدظلہ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم، اما بعد!

"فقد قال رسول اللّٰہ ﷺ: لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق، ظاھرین علی من ناواھم، حتی یقاتل آخرھم المسیح الدجال."

(ابو داؤد: ۲۴۸۴)

اقوام وملل کا تاریخی اور تقابلی مطالعہ کرنے والوں پر یہ بات روز روشن کی طرح واضح رہی ہے کہ ہر دور میں حق پرستوں کی ایک جماعت باطل کے خلاف برسر پیکار رہی ہے۔ اور جلد یا بدیر ہمیشہ فتح نے انہی کے قدم چومے ہیں چنانچہ صفحات تاریخ میں بدر وحنین، موتہ وتبوک، قادسیہ ویرموک، ایران وروم، افغانستان وہندوستان، شام وعراق، فلسطین اور بیت المقدس کی فتوحات کے زریں نمونے آج بھی موجود ہیں۔

حق و باطل کا یہ معرکہ قیام قیامت تک یونہی چلتا رہے گا اور خروج دجال انہی معرکوں کے تناظر میں ہوگا، ایک طرف مٹھی بھر مسلمان پہاڑ کی چوٹی پر محصور ہوں گے اور دوسری طرف اس دور کا سب سے بڑا فتنہ گر اپنے لاؤ لشکر سمیت ان کا محاصرہ کیئے ہوئے ہوگا۔

دور جدید میں اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت کی وجہ سے بہت سے لوگ دجال کے بارے میں ایسے عقائد کو اپنے ذہنوں میں جگہ دیئے ہوئے ہیں جن کی نہ تو کوئی حقیقت ہے اور نہ ہی کوئی اصلیت۔ اسی طرح کچھ لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ دجال ایک تخیلاتی چیز ہے جس کا حقائق کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں اور بعض لوگ ہر فتنے کے سربراہ اور سرکردہ افراد کو "دجال" قرار دینے کی کوششوں میں مصروف نظر آتے ہیں۔

ماضی قریب و بعید اور زمانہ حال میں بھی بہت سے حضرات مغربی ممالک

کے سربراہان وغیرہ کو دجال اوران کی مادی وتمدنی ترقی کو دجالی فتنہ قرار دیتے رہے ہیں ان سے اختلاف رائے اور اتفاق رائے کا سلسلہ جاری ہے اور جاری رہے گا۔ اسی بناء پر ''فتنہء دجال قرآن وحدیث کی روشنی میں'' لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی تا کہ عوام الناس تک دجال کے بارے میں وہ تفصیلی معلومات پہنچا دی جائیں جو نبی اکرم سرور دو عالم ﷺ نے اپنی امت کو بتائیں۔

زیر مطالعہ کتاب میں اس بات کی بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ دجال سے متعلق تعلیمات نبوی ﷺ جامع اور سہل انداز میں ذکر کر دی جائیں۔

کہ کیا قرآن کریم میں دجال کا تذکرہ ہے؟ دجال کے متعلق صحیح اسلامی عقیدہ کیا ہے؟ دجال کون ہوگا؟ اس کا ذاتی اور صفاتی تشخص کیا ہوگا؟ احادیث مبارکہ میں فتنہء دجال کی کیا تفصیلات بیان کی گئی ہیں؟ خروج دجال کی علامات کیا ہیں؟ خروج دجال کے وقت کس قسم کے حالات ہوں گے؟ کیا موجودہ حالات کو خروج دجال کا پیش منظر قرار دیا جا سکتا ہے؟ دجال کو کون اور کہاں قتل کرے گا؟ اس فتنہ کا خاتمہ کیسے ہوگا؟ اس کے ہاتھوں ظاہر ہونے والے خوارق اور خلاف عادت حیرت انگیز واقعات کی کیا حیثیت ہوگی؟ فتنہء دجال سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر کیا ہیں؟ کیا ''دجال'' کے متعلق دیگر اقوام وملل میں بھی کوئی تصور پایا جاتا ہے؟ کیا ابن صیاد دجال تھا وغیرہ۔

یہ اور اس قسم کے بہت سے عنوانات کے تحت دجال اور اس کے فتنے سے متعلق سیر حاصل بحث آپ کو ان اوراق میں ملے گی اور دجال کے متعلق اسلامی معلومات کو اپنے ذہن میں جگہ دینے کی اہمیت اس بات سے مزید واضح ہوتی ہے کہ احکام اسلامی کے ذخیرۂ حدیث کی ہر اہم کتاب میں اس موضوع کی روایات موجود ہیں اور بخاری ومسلم جیسے جلیل القدر ائمہ نے بھی اس موضوع کی احادیث کو اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ دجال کوئی تخیلاتی اور فرضی شخصیت نہیں بلکہ اس کا

ایک ذاتی تشخص بہرحال ہوگا۔

احادیث مبارکہ سے خروج دجال سے قبل کے جن حالات کے بارے میں آگاہی حاصل ہوسکی ہے۔اس کی رو سے خروج دجال کا زمانہ اگرچہ متعین نہیں کیا جا سکتا لیکن اس کے قرب میں کسی شک کی بھی گنجائش نہیں اس لئے یہ بات اپنی جگہ قابل غور اور اہمیت کی حامل ہے کہ ہم نے فتنہء دجال سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر اختیار کی ہیں یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو مقام شکر ورنہ مقامِ فکر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دجال کے بارے میں صحیح اسلامی تعلیمات کے مطابق عقائد رکھنے اور اس کے ظہور وخروج کا انتظار کئے بغیر اپنی اصلاح کرنے کی فکر نصیب فرمائیں اور ہم سب کی اس فتنہ سے حفاظت فرمائیں۔

آمین

﴿عرضِ مؤلف﴾

دجال اور دجالیت ہمیشہ سے لازم وملزوم کے طور پر استعمال ہوتے رہے ہیں، ایسے جھوٹے اور مکار افراد دنیا میں ہمیشہ رہے ہیں جنہوں نے دلفریب اور جاذب نظر عنوانات اختیار کر کے دجل وفریب کے کسی دقیقے کو فروگذاشت نہیں کیا۔ خود حضور اکرم سرور دو عالم ﷺ کے دور باسعادت میں مسیلمہ کذاب نے نبوت باطلہ کا دعوی کر کے لوگوں کو جس گمراہی کے راستے پر ڈالا اس نے فحاشی اور بدکاری کے تمام اسباب مہیا کر دیئے۔

نبوت کے عالی فہم دماغ نے اپنی دوررس نگاہوں سے دیکھ کر امت کے نام یہ پیغام چھوڑ دیا تھا کہ اس امت میں کچھ جھوٹے اور مکار لوگ بھی پیدا ہوں گے، ان سے ہمیشہ بچ کر رہنا، کہیں وہ تمہارے دامن ایمان کو تار تار نہ کر دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور امت میں ایسے لوگوں کی ذریت ہر وقت موجود رہی ہے۔ خواہ وہ خوارج کی صورت میں ہو یا معتزلہ کی، مدعیان نبوت کی صورت میں ہو یا مرتدین کی، منکرین قرآن کی صورت میں ہو یا منکرین حدیث کی، اور اس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔

چھوٹے چھوٹے کچھ دجالوں کے تذکرے کے ساتھ احادیث طیبہ میں ایک "بڑے دجال" کا ذکر بھی بہت کثرت کے ساتھ ملتا ہے جس کی موجودگی میں اس کے تواتر کا دعوی کرنا بھی بیجا نہیں ہے اور اس کی فتنہ انگیزی کو خوب تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے اور اب آپ کو "دجال" کے متعلق کوئی ایسا پہلو نہیں مل سکتا جو ہدایات نبوی سے تشنہ لب واپس آ گیا ہو۔

بعض حضرات نے اس فتنے کو بھی تختہ مشق بنایا اور انکار وتردید کے مختلف پہلو اس کے ساتھ منسلک رہے لیکن یہ اللہ رب العالمین کی کرم نوازی ہے کہ ان کے نظریات کو امت نے مجموعی طور پر کبھی قبول نہیں کیا اور اب تک امت میں خروج دجال کا

عقیدہ مسلمات کی حیثیت سے موجود ہے۔

کچھ لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ دجّال کے متعلق بعض روایات میں ''المسیح الدجال'' کے الفاظ ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال مسیحی (عیسائی) ہوگا، کچھ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ دجال جس مردمؤمن کو قتل کرے گا اس کے بارے میں حضرت خضر علیہ السلام ہونے کا قول صحیح نہیں کیونکہ خضر ایک فرضی شخصیت کا نام ہے جس کا حقائق کی دنیا میں کوئی وجود نہیں، اور کچھ لوگ گو خروج دجال کے منکر نہیں لیکن اس سلسلے کی واردشدہ تفصیلی احادیث کو وہ اتنی اہمیت دینے کے لیے تیار نہیں جتنا کہ ان کا حق ہے۔

اسلاف واکابر ان تمام آراء ونظریات سے ہٹ کر شاہراہ مستقیم پر گامزن، حدیث نبوی کے ترجمان اور امت کے اجماعی عقائد کے حامل رہے ہیں اور ہمیشہ ان نظریات کی تردید کرتے آئے ہیں۔

زیرنظر کتاب میں اکابرین اور اسلاف کی آراء کے تناظر میں عقیدۂ دجال کو قارئین کرام تک پہنچانے کی ایک ادنی سی کاوش کی گئی ہے، اللہ تعالی اپنی بارگاہ میں اس کو قبول فرمائیں۔

کتاب ایک مقدمہ اور آٹھ ابواب پر مشتمل ہے جس کی اجمالی فہرست یہ ہے۔

(۱) خروج دجال عقائد کی روشنی میں
(۲) دجال اپنے ذاتی تشخص کے آئینہ میں
(۳) ابن صیاد اور دجال
(۴) علامات اور واقعاتی ترتیب کی روشنی میں
(۵) منکرین ظہور وخوارق دجال
(۶) فتنہ دجال سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر
(۷) خروج دجال کی منتظر اقوام

(۸) دجال سے متعلق واردشدہ احادیث

صحاح ستہ کی جتنی بھی حدیثیں درج کی گئی ہیں، ان کے ساتھ ہر کتاب کی حدیث نمبر بھی لکھی گئی ہے تاکہ تلاش اور مراجعت میں آسانی رہے اور اس کے لئے دارالسلام الریاض کی شائع کردہ مجموعہ صحاح ستہ سے مدد لی گئی ہے۔

اس تحریر میں ہر قابل اصلاح پہلو کا میں بصد شکریہ منتظر رہوں گا لیکن یہ درخواست کرنا بھی ضروری ہے کہ میری کسی لغزش قلم کو میرے اساتذہ کی طرف منسوب کرنے کے بجائے میری کم علمی وکم فہمی پر محمول کر کے مطلع کر دیا جائے۔ انشاء اللہ بشرط صحت اس کو قبول کرلیا جائے گا۔

آخر میں اپنے ان تمام محسنین کی مساعی جمیلہ کا شکریہ ادا کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے کسی بھی طرح اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں تعاون فرمایا خصوصاً حضرت الاستاذ مولانا محمد یوسف خان صاحب مدظلہ، حضرت الاستاذ مولانا محمد کفیل خان صاحب مدظلہ کے مشوروں اور سرپرستی نے میرے لئے ذریعہ اطمینان وسکون مہیا کرنے میں جو کردار ادا کیا اس کا مجھے پوری طرح احساس ہے اور حضرت مولانا محمد ناظم اشرف صاحب مدظلہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس عمدہ طریقے پر اس کی طباعت کا اہتمام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو اپنی شایان شان اجر جزیل عطا فرمائے اور اپنے عفو وکرم کے سائے میں اس گناہگار کو بھی سایہ عطا فرمائے۔ آمین

محمد ظفر

۲۹ صفر ۱۴۲۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿ابتدائیہ﴾

اللہ رب العزت نے آج سے ہزاروں سال پہلے زمین وآسمان، شجر وحجر، نجوم ومدر اور شمس وقمر سے بھرپور اس کائناتِ رنگ و بو کو بکھیرا۔ حضرت انسان کو اپنا خلیفہ اور نائب مقرر کر کے مسجود ملائکہ بنایا۔ شیطان انکار سجدہ کر کے راندۂ درگاہ ہوا تو اس نے ایک دعا کی تھی "رب انظرنی الی یوم یبعثون" یہ اس بات کی انتہائی واضح دلیل ہے کہ اس دنیا کے فناء وزوال اور خاتمہ کا فیصلہ روز ازل میں ہی ہو چکا تھا اور یہ بات سب کو معلوم تھی۔

آپ حضرات اکثر سنتے رہتے ہوں گے کہ فلاں آدمی کا کروڑوں کا کاروبار دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہو گیا۔ اسی طرح یہ دنیا بھی دیکھتے ہی دیکھتے اپنے انجام کے قریب سے قریب تر ہوتی جارہی ہے کیونکہ یہ ایک عام سا اصول ہے کہ

ہر کمالے را زوال است

نبی علیہ السلام کی پیدائش و بعثت سے یہ دنیا اپنی تخلیق کے مرحلہ تکمیل میں پہنچ چکی اور اب اس کا زوال کوئی خلاف قانون چیز یا اچنبھے کی بات نہیں ہے۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ یک دم کسی چیز کا زوال بھی کسی زبردست تصادم پر جا کر منتج ہوتا ہے اس لئے قسام ازل نے کچھ علامات ایسی رکھ دیں کہ جن کو دیکھ کر ہر صاحب بصیرت فکر آخرت کی طرف متوجہ ہو سکے اور کچھ توشہ اگلی زندگی کے لئے بھی مہیا کر لے۔

زیر نظر سطور اسی فکر آخرت کی نشوونما اور زاد آخرت کی تیاری کے لئے متوجہ کرنے کا بہانہ ہیں، اس میں شاید علمی تحقیقات نہ مل سکیں لیکن رقت قلب کا ایک مواد ضرور نظر پڑے گا۔ فنی باریکیاں تو شاید خال خال ہی ہوں لیکن جائزہ حیات لینے کے

لئے ایک تڑپ ضرور ملے گی۔

شاید ہمارے قارئین کتاب کے نام اور زیر مطالعہ سطور میں تطبیق نہ کر سکیں اس لئے اب ہم کھل کر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر فکر آخرت ہو تو دجال کے انتظار میں بیٹھنے کے بجائے اس کے فتنے سے بچاؤ کا انتظام کرنا چاہئے اس لئے کہ جب سیلاب آنے کا خطرہ ہو تو سیلاب آنے کے انتظار میں بیٹھے رہنے کو کوئی بھی عقلمندی نہیں سمجھے گا۔ ہر صاحب عقل اس کا سد باب کرنے کی طرف متوجہ ہوگا۔

اسی نقطہ نظر سے ''دجال'' کارناموں اور علاج و سد باب کی روشنی میں ایک تجزیہ پیش کرنے کی ہمت کی جا رہی ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

باب اول

خروج دجال عقائد کی روشنی میں

قرآن کریم میں دجال کی طرف اشارہ، دجال کے متعلق اہلسنت والجماعت کا عقیدہ، احادیث دجال کے راوی صحابہ کرامؓ، آراء علماء کرام اور تذکرۂ کتب۔

﴿خروج دجال عقائد کی روشنی میں﴾

خالق کائنات نے اس دنیائے رنگ و بو میں ہر چیز کی ضد پیدا فرمائی ہے۔ شاید اسی کی طرف ذیل کی آیت میں اشارہ ہے۔

﴿و من کل شیٔ خلقنا زوجین﴾

اگر خنزیر نجس العین ہے تو اس کے مقابلے میں پانی طاہر العین ہے، دن کی ضد رات، دھوپ کی ضد سایہ، کڑوے کی ضد میٹھا، جوانی کی ضد بڑھاپا، تندرستی کی ضد بیماری، ایمان کی ضد کفر، غالبًا متنبی نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا

و ندیمهم و بهم عرفنا فضله ــــ و بضدها تتبین الاشیاء

اسی طرح اس حکیم وخبیر ذات نے ہر چیز کا ایک منبع اور سرچشمہ بھی بنایا ہے، چنانچہ دھوپ کا منبع سورج اور سایہ کا منبع سورج کے آڑے آنے والی ہر چیز خواہ وہ درخت ہو یا عمارت اسی طرح ایمان کا منبع ملائکہ کرام علیہم السلام ہیں۔ آپ سوال کر سکتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ہوتے ہوئے ملائکہ کو منبع ایمان کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟ لیکن اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام باوجود اپنی شان، عظمت و رفعت، قدر و منزلت کے بشر ہیں اور بشری تقاضے ان کو پیش آتے رہتے ہیں۔ انہی بشری تقاضوں کی وجہ سے اگر انبیاء کرام علیہم السلام سے کوئی کام ''خلاف اولیٰ'' صادر ہو جائے تو یہ کوئی مستبعد نہیں گو کہ وہ روز ازل ہی سے ''مغفور لهم'' کا اعزاز حاصل کر چکے ہیں۔

پھر ارشاد ربانی بھی اس بات کی تائید میں پیش کیا جا سکتا ہے، آپ سورۃ التحریم آیت نمبر ۶ میں ملائکہ کی شان پڑھیے۔

﴿لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ﴾

الغرض! ایمان کا منبع ملائکہ کرام علیہم السلام ہیں اور کفر کا منبع و مرکز شیطان ہے۔ دلیل مطلوب ہو تو ذیل کی آیت پڑھیے:

﴿وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا﴾ (الاسراء: ۲۷)

معلوم ہوا کہ ملائکہ سے بھول کر بھی "نہ ماننا" نہیں ہو سکتا اور شیطان سے بھول کر بھی "ماننا" نہیں ہو سکتا، اس میں ماننے کا جذبہ ہی نہیں، اب مرکز ایمان و منبع کفر میں مقابلہ ہوا کیونکہ ضد، ضد سے ٹکراتی ہے چنانچہ دونوں کو طویل عمر دی گئی، دونوں مختلف شکلوں میں متشکل ہو سکتے ہیں، اگر ایک آن میں عروج و زوال ملائکہ کو حاصل ہے تو شیطان کو بھی ہے، اگر قلب کی ایک جانب شیطان ہے تو دوسری جانب فرشتہ بھی موجود ہے، الغرض! ایمان اور کفر کا مقابلہ تو برابر جاری ہے لیکن ہماری ان مادی آنکھوں کو دکھائی نہیں دے رہا اس لئے حکمت خداوندی کا تقاضا ہوا کہ اس مقابلے کی ایک جھلک اور اس کا نظارہ ان مادی آنکھوں کو بھی کروانا چاہئے۔

اس مقصد کی تکمیل کے لئے اللہ رب العزت نے ایک ایسی شخصیت کو پیدا کیا جس کی اصل فطرت "شیطان" ہے اور جسم اور ڈھانچہ انسان کا ہے اس کو ہم "دجال" کے نام سے یاد کرتے ہیں اور دوسری طرف ایک ایسی شخصیت کی تخلیق فرمائی جس کی اصل فطرت "ملکیت" ہے اور جسم اور ڈھانچہ انسانی ہے، ان کو ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقدس نام سے یاد رکھتے ہیں۔

رب ذوالجلال کی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ و شاملہ نے ان دونوں میں باہمی جوڑ اور مناسبت بھی بہت زیادہ رکھی چنانچہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں سے ہیں تو دجال بھی بنی اسرائیل میں سے ہوگا، اگر دجال کا یکا یک ظہور ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اچانک ظاہر ہوں گے، دجال آئے گا تو خدائی کا دعویٰ کرے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آتے ہی نعرۂ عبدیت لگا کر ساری دنیا میں اپنی عظمت کا سکہ جما دیا، دونوں کا لقب بھی "مسیح" ہوگا، دجال کا ظہور ملک شام میں ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی شام میں ہوگا، دجال کا کام اسلام کو مٹانا ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذمہ داری کفر کو مٹانا ہوگی، دجال آکر فساد برپا کرے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آکر عدل و انصاف سے دنیا کو بھر دیں گے، اگر دجال سے بڑے بڑے خوارق کا

ظہور ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ہوگا۔

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ جب دونوں میں اتنی زبردست مناسبت موجود ہے تو پھر دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کے زمانے میں کیوں نہ آگیا؟ اس سوال کے جواب کے لئے اگر آپ ذیل کی حدیث یادرکھیں تو بات سمجھنا آسان ہوگی۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

﴿سیکونون فی امتی ثلاثون کذابون دجالون﴾

ان میں سے آخری کذاب "دجال اکبر" ہوگا، سرکار دو عالم علیہ الصلوۃ و السلام خاتم النبیین ہیں اور دجال خاتم الدجالین اس لئے اس کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں نہ ہوا لیکن چونکہ سرکار دو عالم ﷺ آفتاب نبوت ہیں اور دجال سراپا ظلمت، بھلا ظلمت آفتاب کے سامنے کیسے ٹھہر سکتی ہے اور مقابلہ بہرحال ہونا ہے اس لئے یہ بات قرین قیاس ہے کہ آفتاب نبوت اپنے کسی نمائندے کو بھیج کر اس مقابلہ کو پایہ تکمیل تک پہنچائے لیکن نمائندہ ایسا ہونا چاہئے جس کو آفتاب نبوت سے پوری پوری مناسبت ہو۔

آپ غور تو کریں کہ نبی علیہ السلام کو قرآن میں اللہ "عبداللہ" فرماتے ہیں: "و انه لما قام عبداللّٰه" اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی دنیائے فانی میں قدم رکھتے کے ساتھ ہی "انی عبداللّٰه" کا نعرۂ مستانہ لگایا تھا اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی آپ کی نمائندگی کرتے ہوئے دجال سے مقابلہ کر کے اس کو جہنم رسید کریں گے۔

اسی مختصری تمہید کے بعد اصل مقصد کی طرف توجہ کیجئے!

﴿قرآن کریم میں دجال کی طرف اشارہ!﴾

یہ بات تو ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر اور ہر خاص و عام کو معلوم ہے کہ

پورے قرآن میں لفظ ''دجال'' صراحۃً ایک مرتبہ بھی نہیں آیا تاہم کچھ آیات مبارکہ میں اس کی طرف اشارہ ضرور ملتا ہے اور فصحاء وبلغاء کا مسلم ضابطہ ہے: ''الکنایۃ ابلغ من التصریح'' یعنی کسی چیز کو صراحۃً ذکر کرنے سے زیادہ بلیغ اشارۃً ذکر کرنا ہوتا ہے۔

(۱)

پارہ نمبر ۸، سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۵۸ میں ارشاد ربانی ہے:

﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾

''جس دن آپ کے رب کی کچھ نشانیاں ظاہر ہو جائیں گی تو کسی ایسے نفس کو اس کا ایمان لانا کچھ فائدہ نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہوگا یا اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کمائی ہوگی۔''

امام مسلمؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

﴿ثلاث اذا خرجن لا ينفع نفسا ايمنها لم تكن آمنت من قبل او كسبت في ايمنها خيرا طلوع الشمس من مغربها و الدجال و دابة الارض﴾

(صحیح مسلم۔ حدیث نمبر ۳۹۸، ترمذی ۳۰۷۲)

''تین چیزیں ایسی ہیں کہ جب وہ ظاہر ہو جائیں تو کسی ایسے نفس کو اس کا ایمان لانا نفع نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کمائی ہو۔ (۱) مغرب سے سورج کا نکلنا (۲) دجال (۳) دابۃ الارض۔''

مندرجہ بالا آیت اور حدیث میں کمال مطابقت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مذکورہ آیت میں اشارۃً دجال کا ذکر موجود ہے اور حدیث سے اس کی تفسیر وتائید ہو رہی ہے۔

(۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان دنیا سے نزول اجلال فرمائیں گے اور دجال کو جہنم رسید کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول فرمانا قرآن کریم میں صراحۃً مذکور ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

﴿وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾

(النساء:۱۵۹)

"اور اہل کتاب میں سے ہر شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے مسلمان ہو جائے گا۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس دنیا میں دوبارہ نزول کے بعد فوت ہونے اور فوت ہونے سے قبل تمام اہل کتاب کے ایمان لانے کا ذکر فرمایا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، قتل دجال کے لئے ہوگا، جب ایک ضد کا ذکر قرآن کریم میں آگیا تو دوسری ضد خود بخود سمجھ میں آگئی اس لئے صراحۃً ذکر کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

علامہ ابن کثیرؒ نے مذکورہ بالا آیت کے تحت تحریر فرمایا ہے۔

"ابن جریرؒ فرماتے ہیں کہ حضرات مفسرین نے "قبل موتہ" کی ضمیر کے مرجع میں اختلاف کیا ہے، اکثر حضرات نے اس کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دیا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کرنے کے لئے نزول فرمائیں گے تو تمام اہل کتاب ان کی تصدیق کریں گے اور سارے دین ایک ملت ہو جائیں گے یعنی ملت اسلامیہ حنیفیہ"

(ابن کثیر عربی ج ۱ ص ۵۷۴)

اس سلسلے کے متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد ابن جریر نے اسی قول کو زیادہ صحیح قرار دیا

ہے اور ابن کثیرؒ نے اسی کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

''اس میں کوئی شک نہیں کہ ابن جریر کا قول ہی صحیح ہے اس لئے کہ سیاق آیات کا مقصد یہودیوں کے ''قتل عیسیٰ وصلب عیسیٰ'' کے دعویٰ کا بطلان ہے اور ناواقف عیسائیوں کے اس کو تسلیم کر لینے کا ذکر ہے چنانچہ اللہ نے خبر دی کہ ایسا نہیں ہوا بلکہ ان کو اشتباہ ہو گیا اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شبیہ کو قتل کر دیا اور ان کو پتہ ہی نہ چل سکا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا اور وہ اب تک زندہ اور باقی ہیں اور قیامت سے پہلے نازل ہوں گے جیسا کہ اس پر احادیث متواترہ دلالت کرتی ہیں اور ہم عنقریب ان احادیث کو ذکر کریں گے، نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح الضلالہ یعنی دجال کو قتل فرمائیں گے، صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، اور جزیہ ختم کر دیں گے یعنی کسی دین والے سے بھی جزیہ قبول نہیں کریں گے بلکہ صرف اسلام یا تلوار کی بات کریں گے۔'' (ابن کثیر ج اص ۵۷۵)

تفسیر ابی السعود میں اسی آیت کی دو ضمیروں (بہ اور موتہ) پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

﴿و قيل كلا الضميرين لعيسى والمعنى و ما من اهل الكتاب الموجودين عند نزول عيسى عليه السلام احد الاليؤمنن به قبل موته، روى انه عليه السلام ينزل من السماء فى آخر الزمان فلا يبقى احد من اهل الكتاب الا يؤمن به حتى تكون الملة واحدة و هى ملة الاسلام، و يهلك الله فى زمانه الدجال و تقع الامنة الخ﴾

(تفسیر ابی السعود ج اص ۲۵۲)

''بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہیں، آیت کا مطلب یہ ہے کہ جتنے بھی اہل کتاب نزول عیسیٰ کے وقت موجود ہوں گے، انتقال عیسیٰ سے پہلے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے، چنانچہ مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانے میں آسمان سے نزول فرمائیں گے اور تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے اور ایک ہی ملت، ملت اسلام باقی رہ جائے گی، ان کے زمانے میں اللہ تعالیٰ دجال کو ہلاک کروائیں گے اور امن قائم ہو جائے گا۔''

تفسیر نعمۃ الانوار ص ۱۶۳ پر بھی اس احتمال کو ذکر کیا گیا ہے بلکہ اسی کو راجح قرار دیا گیا ہے۔

خاتم المحدثین حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اس آیت کے تحت اپنی شہرۂ آفاق تفسیر ''معارف القرآن'' میں تحریر فرماتے ہیں:

'' یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی آسمان میں زندہ موجود ہیں اور قیامت کے قریب جب یہود میں مسیح دجال ظاہر ہوگا، اس وقت عیسیٰ ابن مریم آسمان سے اتریں گے اور اترنے کے بعد مسیح دجال کو قتل کریں گے، اس وقت یہود و نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت پر ایمان لے آئیں گے۔''

(معارف القرآن ج ۲ ص ۳۵۸)

(۳)

تفسیر معالم التنزیل ج ۴ ص ۱۰۱ پر علامہ بغویؒ نے آیت ذیل کی جو تفسیر کی ہے اس سے بھی دجال کے مذکور فی القرآن ہونے پر روشنی پڑتی ہے۔

﴿لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَ لٰكِنَّ

اَکْثَرَ النَّاسِ لاَ یَعْلَمُوْنَ﴾ (غافر:۵۷)

''یقیناً آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا زیادہ بھاری ہے لوگوں کو پیدا کرنے سے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔''

امام بغویؒ تحریر فرماتے ہیں:

﴿قال اهل التفسیر نزلت هذه الآیة فی الیهود، و ذلک انهم قالوا للنبی ﷺ ان صاحبنا المسیح بن داود. یعنون الدجال. یخرج فی آخر الزمان فیبلغ سلطانه البر و البحر، و یرد الملک الینا، قال الله تعالیٰ "فاستعذ بالله" ای من فتنة الدجال﴾

''مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یہ اس وقت کی بات ہے جب یہودیوں نے حضور ﷺ سے کہا تھا کہ ہمارا ساتھی مسیح بن داؤد یعنی دجال آخر زمانے میں نکلے گا اور اس کی بادشاہت بر و بحر میں پھیل جائے گی اور ہمیں پھر سے بادشاہت مل جائے گی۔ ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی علیہ السلام! آپ اللہ کی پناہ میں آجائیں یعنی دجال کے فتنہ سے۔''

علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی فتح الباری ج ۱۳ ص ۹۸ میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کو مستحسن قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس تفسیر کے مطابق "الناس" سے مراد یہاں ''دجال'' ہوگا۔

اس موقع پر راقم الحروف کے ذہن میں مذکورہ آیت کے تحت ایک نکتہ بلاتکلف وارد ہوا ہے قارئین کرام کی دلچسپی کیلئے پیش خدمت ہے۔

مذکورہ صدر آیت میں زمین و آسمان کی تخلیق کو "النـــاس" کی تخلیق سے "اکبر" قرار دیا گیا ہے اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی مسلم شریف

کی ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں:

﴿ما بین خلق آدم الی قیام الساعة خلق اکبر من الدجال﴾ (مسلم: ۷۳۹۵)

گویا مسلم شریف کی یہ حدیث، آیت قرآنی کی تفسیر ہے اور اس سے بھی وہی مقصد ثابت ہو رہا ہے، جو امام بغویؒ کا مطمح نظر تھا کیونکہ آسمان و زمین اپنی تخلیق کے اعتبار سے "اکبر" ہیں اور دجال اپنے فتنہ کے اعتبار سے "اکبر" ہے، اگر آسمان و زمین اپنی صلابت اور مضبوطی میں "اکبر" ہیں تو دجال اپنی ساخت میں "اکبر" ہے، اگر آسمان و زمین جمادات میں "اکبر" ہیں تو دجال حیوانات میں "اکبر" ہے، اگر آسمان و زمین تخلیقِ آدم سے قبل اکبر ہیں تو دجال تخلیق آدم سے لے کر قیام قیامت تک "اکبر" ہے۔ اگر آسمان و زمین اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لئے "اکبر" ہیں تو دجال شیطان کا آلہ ہونے میں "اکبر" ہے۔

آیت اور حدیث میں اتحادِ مضمون اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اگر آیت مذکورہ میں بھی دجال کی طرف اشارہ مان لیا جائے تو یہ صرف چند مفسرین کی رائے نہیں ہوگی بلکہ امام المفسرین اور صاحب قرآن ﷺ کی طرف سے بھی تائید ہوگی۔ واللہ اعلم

(۴)

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ حدیث شریف کی مشہور کتاب "مشکوۃ المصابیح" کی شرح "التعلیق الصبیح" میں اپنی طرف نسبت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"قال العبد الضعیف عفا اللّٰہ عنہ: لا یبعدان یکون ذکر الدجال [اعاذنا اللّٰہ من فتنتہ] منطویا فی قولہ تعالٰی: ھل انبئکم علی من تنزل الشیٰطین تنزل علی کل افاک اثیم [الشعراء: ۲۲۱، ۲۲۲] الآیۃ. و فی قولہ: و من

اظلم ممن افتری علی اللّٰہ کذبا اوقال اوحی الی و لم یوح الیہ شیٔ و من قال سانزل مثل ما انزل اللّٰہ [الانعام: ٩٣] و لذاورد فی الحدیث ذکر الدجالین بصفۃ الکذب کما فی الصحیحین عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ لا تقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریبون من ثلاثین کلھم یزعم انہ رسول اللّٰہ ای یفتری علی اللّٰہ الکذب، و یقول انہ یوحی الیّ ولا یوحی الیہ شیٔ، والدجال الاکبر الذی حدث بہ کل نبی و انذر و اخبر نبینا ﷺ انہ اعور، ہوراس الا فاکین، و الافتراء علی اللّٰہ الکذب و ان کان ظہورہ اخیرا حتی ظہرت صفۃ الکذب علی جبینہ کما اشرقت انوار صدق الرسالۃ علی جبین نبینا الصادق المصدوق محمد ﷺ و ظہرت سمۃ صدق النبوۃ علی ظہرہ ﷺ و قد امر اللّٰہ عزوجل بقتال ائمۃ الکفر حیث قال: و قاتلوا ائمۃ الکفر ولا ریب ان الدجال الاکبر ہو الامام العظیم لجمیع ائمۃ الکفر فھو احق بالقتال فلذا قدر نزول عیسی بن مریم علیہ السلام و ظہور المہدی لقتلہ و قتال اتباعھم فافھم، واللّٰہ سبحانہ و تعالٰی اعلم۔ و علمہ اتم واحکم"۔ (التعلیق الصبیح ج٦ ص٢٠٦)

"بندۂ ضعیف عرض گزار ہے کہ یہ بات بھی بعید از قیاس نہیں ہے کہ دجال کا ذکر اس ارشاد خداوندی کے تحت مندرج ہو "ھل انبئکم علی من تنزل الشیطین تنزل علی کل افاک اثیم" اسی طرح "و من اظلم ممن افتری علی اللّٰہ الخ۔

اسی لئے تو احادیث میں ''دجالوں'' کا ذکر'' کذب'' کی صفت کے ساتھ کیا گیا ہے چنانچہ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تمیں کے قریب دجال کذاب نہ بھیج دیئے جائیں، ان میں سے ہر ایک بزعم خویش خدا کا پیغمبر ہوگا یعنی وہ اللہ پر جھوٹا افتراء باندھے گا، اور کہے گا کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس پر کچھ وحی نہیں آتی ہوگی۔ اور دجال اکبر وہی تو ہے جس کی تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے خبر دی ہے اور ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے آگاہ کیا ہے کہ وہ کانا ہوگا اور تہمت تراشوں کا سرغنہ۔

دجال کا افتراء علی اللہ گو اخیر میں ظاہر ہوگا لیکن اس کی پیشانی پر اس کذب وافتراء کی علامت (بصورت کافر لکھنے کے) ظاہر ہو جائے گی جیسا کہ حضور ﷺ کی جبین مبارک صدق رسالت کے انوارات سے جگمگاتی تھی اور پشت مبارک پر بھی صدق نبوت کے آثار ظاہر رہا کرتے تھے۔

پھر اللہ تعالی نے ''کفر کے سرغنوں'' سے قتال کا بھی حکم دیا ہے، اور فرمایا ہے کہ کفر کے سرغنوں سے قتال کرو، اور اس میں کسی قسم کا شک نہیں کہ دجال اکبر تمام ائمہ کفر کا امام اعظم ہوگا لہذا اس سے تو بطریق اولی قتال کا حکم ہوگا، اسی مقصد کے لئے اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول اور امام مہدی علیہ الرضوان کا ظہور مقدر فرما دیا تا کہ اس کو اس کے پیروکاروں سمیت قتل کر دیں۔

فافہم، واللہ سبحانہ وتعالی اعلم، وعلمہ اتم واحکم

(۵)

علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی کتاب "النہایۃ" میں اس موضوع کے آخر میں یہ سوال اٹھایا ہے کہ دجال کا ذکر قرآن کریم میں کیوں نہیں کیا گیا؟ اور اس کے جواب میں دو آیتیں (جو ہم نے بھی پہلے اور دوسرے نمبر پر ذکر کی ہیں) نقل کی ہیں پھر "الثالث" کا عنوان قائم کر کے تحریر فرماتے ہیں۔

''دجال کا نام لے کر قرآن میں اس کا ذکر اس کی ''حقارت'' کے پیش نظر نہیں کیا گیا کہ وہ الوہیت کا مدعی ہوگا حالانکہ اس کا بشر ہونا ہی اللہ رب العالمین کے جلال، عظمت، کبریائی اور نقائص سے منزہ ہونے کے منافی ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا معاملہ اتنا حقیر اور اتنا چھوٹا تھا کہ اس کا ذکر ہی نہیں کیا اور اتنا دھتکارا ہوا کہ اس کے دعوی کی حقیقت ہی منکشف نہ فرمائی اور نہ اس سے ڈرایا۔

لیکن انبیاء کرام علیہم السلام نے جناب باری تعالیٰ کے بدلے اپنی اپنی امتوں کے سامنے اس کو کھول کر بیان فرما دیا اور اس کے ساتھ موجود گمراہ کن فتنوں سے ڈرایا اور ان خلاف عادت امور سے تنبیہ فرمائی جو گمراہ کن ہوں گے۔

حاصل یہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی خبر پر اکتفاء کر لیا گیا چنانچہ سید ولد آدم، امام الاتقیاء ﷺ سے اس سلسلے کی احادیث تواتر سے منقول ہیں اور اس کے حقیر تذکرے کو قرآن کریم میں بوجہ جلال خداوندی کے ذکر نہیں کیا گیا اور ہر قوم کے نبی پر اس کو بیان کرنے کی ذمہ داری سونپ دی گئی۔

اگر آپ یہ اعتراض کریں کہ قرآن کریم میں فرعون کا

بھی تو ذکر کیا گیا ہے حالانکہ اس نے دعویٰ الوہیت کر کے کتنا بڑا جھوٹ اور بہتان باندھا تھا چنانچہ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔ اور یہ بھی کہا تھا کہ اے سردارو! میں اپنے علاوہ کسی کو تمہارا خدا نہیں جانتا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ فرعون کا معاملہ گزر چکا، اس کا جھوٹ ہر مؤمن کیا، ہر عقلمند کے سامنے واضح ہو چکا اور دجال کا معاملہ آئندہ زمانے میں پیش آئے گا اور وہ مستقبل میں بندوں کے لئے امتحان و آزمائش کا سبب بنے گا پس قرآن میں اس کا ذکر نہ کرنا اس کی حقارت، اور اس کے ذریعے آزمائش ہونے کی وجہ سے ہے اور اس کا جھوٹ اتنا واضح ہے کہ اس پر تنبیہ کرنے یا خوف دلانے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔"

(النہایہ فی الفتن والملاحم ص ۱۳۵)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری ج ۱۳ ص ۹۸ پر بھی سوال جواب تحریر فرمایا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ امام ابن کثیرؒ نے "فرعون" کی مثال دی ہے اور حافظ صاحبؒ نے "یاجوج ماجوج" کی۔ اور ابن کثیرؒ والا جواب انہوں نے اپنے شیخ امام بلقینی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

اس موقع پر ایک سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ حافظ ابن کثیرؒ یا امام بلقینیؒ کے جواب کا منشاء یہ ہے کہ گو فرعون کا ذکر بھی حقارت کے پیش نظر نہیں کیا جانا چاہئے تھا لیکن چونکہ اس کے ساتھ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا اس لئے اس کا تذکرہ کر دیا گیا، جب کہ دجال کا معاملہ اس کے برعکس ہے اور اس کا فتنہ مستقبل میں پیش آئے گا، اس لئے اس کا تذکرہ نہیں کیا گیا، سوال یہ ہے کہ یاجوج ماجوج کا فتنہ بھی تو بعد میں ہی ظہور پذیر ہوگا، اس طرح تو اس کا ذکر بھی حقارت کے پیش نظر نہیں کیا جانا چاہئے تھا حالانکہ قرآن کریم میں دو جگہ یاجوج ماجوج کا تذکرہ کیا گیا ہے ان دونوں میں فرق کیا ہے؟

شاید اسی وجہ سے حافظ ابن کثیرؒ نے یاجوج ماجوج کی مثال کو چھیڑا ہی نہیں بلکہ فرعون کی مثال ذکر کی اور یہ بھی ممکن ہے کہ حافظ ابن کثیرؒ نے اس کے آگے جو تقریر لکھی ہے وہ اسی کا جواب ہو۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ بعض اوقات کسی چیز کا ذکر اس لئے بھی نہیں کیا جاتا کہ وہ بہت واضح ہوتی ہے جیسے حضور ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت نامہ لکھنے کا ارادہ فرمایا پھر یہ کہہ کر اس ارادے کو ترک فرما دیا کہ اللہ اور مومنین ابوبکر کے علاوہ کسی کو پسند ہی نہیں کریں گے یعنی یہ بات واضح ہے کہ ان کی موجودگی میں کسی دوسرے کو خلیفہ نہیں بنایا جائے گا۔ اسی طرح دجال کا ناقص الخلقت اور مذموم الصورت ہونا اتنا واضح تھا کہ قرآن کریم میں اس کے ذکر کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ یہی وجہ تو ہے کہ جس مومن کو دجال قتل کرنے کے بعد زندہ کرے گا، پھر دوبارہ اس کو مارنا چاہے گا تو قادر نہ ہو سکے گا، اس وقت اس کا جواب یہ ہوگا کہ بخدا! تیرے بارے میں میری بصیرت میں اور اضافہ ہوا ہے کہ تو وہی کانا کذاب ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی تھی۔

دجال کے متعلق عقیدہ

دجال کا ظہور اور خروج برحق ہے، اس میں کسی شک وشبہ یا تردد کا کوئی معنی نہیں اس لئے کہ احادیث صحیحہ اور متواترہ سے اس کا ثبوت پایہ تکمیل تک پہنچ چکا ہے کہ قریب قیامت میں "دجال" کا آنا، فتنہ وفساد پھیلانا اور بالآخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچنا علم خداوندی میں ازل سے موجود ہے۔

چنانچہ شیخ احمد مصطفیٰ اپنی کتاب "المسیح الدجال" میں تحریر فرماتے ہیں:

﴿لاشک ان الاحادیث الواردة فی صفة الدجال و خروجه کثیرة و متنوعة رواها جمع غفیر من الصحابة رضی اللّٰه عنهم. ولذاصرح اهل العلم بتواترها و من هؤلاء ابن کثیر فی تفسیره و الشوکانی والف فی ذلک کتاباً "سماه التوضیح فی تواتر ماجاء فی المنتظر و المسیح"

و قال الکتانی و قد ذکر غیر واحدانها واردة من طرق کثیرة صحیحة عن جماعة من الصحابة و فی التوضیح للشوکانی منها مائة حدیث و هی فی الصحاح و المعاجم و المسانید، والتواتر یحصل بدونها فکیف بمجموعها؟﴾ (المسیح الدجال ص ۱۷)

"اس میں کوئی شک نہیں کہ دجال کی صفات اور اس کے خروج کے متعلق وارد شدہ احادیث بہت زیادہ اور متنوع ہیں جن کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی ایک بڑی جماعت نے روایت کیا ہے، اسی لئے اہل علم نے ان روایات کے متواتر ہونے کی تصریح کی

ہے، جن میں سے ابن کثیرؒ بھی ہیں (انہوں نے) اپنی تفسیر میں (تصریح کی ہے) اور شوکانی ہیں۔ نیز علامہ شوکانیؒ نے اس میں ایک کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام انہوں نے رکھا ہے

"التوضیح فی تواتر ما جاء فی المنتظر و المسیح"

کتانیؒ فرماتے ہیں کہ بہت سے علماء نے ذکر کیا ہے کہ سلسلہ دجال کی احادیث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے کثیر تعداد میں صحیح اسناد کے ساتھ وارد ہوئی ہیں، صرف شوکانیؒ کی توضیح ہی میں اس سلسلے کی سو احادیث موجود ہیں جو حدیث کی کتابوں صحاح، معاجم اور مسانید میں منقول ہیں اور تواتر تو اس سے کم میں بھی حاصل ہو جاتا ہے، ان سے تو بطریق اولیٰ ہو جائے گا۔"

نہ صرف یہ کہ احادیث دجال تواتر کی حد تک پہنچ چکی ہیں اس لئے خروج دجال کو اپنے عقیدے کی فہرست میں شامل کر لیا جائے بلکہ اس پر علماء امت کا اجماع بھی موجود ہے، چنانچہ خاتم المحدثین حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ تحریر فرماتے ہیں۔

"قیامت کی علامات کبریٰ میں سے دوسری علامت "خروج دجال" ہے جو احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے"۔

(عقائد الاسلام حصہ اول ص ۶۵)

خروج دجال علامات قیامت میں سے بذات خود ایک اہم علامت اور دوسری علامت کی تکمیل ہے یعنی نزول عیسیٰ علیہ السلام کے لئے۔ اس لئے علماء کرام نے تحریر فرمایا ہے کہ اپنی اولاد اور اہل خانہ کو اس کے فتنہ کے بارے میں بتاتے رہنا چاہئے چنانچہ علامہ سفارینیؒ تحریر فرماتے ہیں:

ینبغی لکل عالم ولا سیما فی زماننا هذا الذی عمت فیه الفتن، و کثرت فیه المحن، و اندرست فیه معالم

السنن، و صارت فيه السنة كالبدعة، والبدعة شرعا يتبع ولا حول ولاقوة الا بالله ان يشيع حديثه و يكثر خبره في الناس﴾

(لوامع الانوار البھیہ ۲/۱۰۶، ۱۰۷، بحوالہ المسیح الدجال ص ۵)

"ہر عالم کے لئے ضروری ہے خاص طور پر اس زمانے میں، جب کہ فتنے عام ہو چکے، تکالیف بڑھ گئیں، نشانات سنت مٹا دیئے گئے، اور سنت بدعت کی طرح ہو چکی اور اب شرعی معاملات میں بدعت کی پیروی کی جا رہی ہے، کہ سلسلہ دجال کی احادیث کی اشاعت کرے اور لوگوں میں اس کا کثرت سے تذکرہ کرے۔"

شیخ یوسف الوابل نے اپنی کتاب "اشراط الساعۃ" میں تحریر فرمایا ہے۔

"خوارق دجال کے ذکر میں صحیح اور ثابت شدہ احادیث وارد ہیں، نہ تو کسی شبہ کی وجہ سے ان کو رد کیا جانا جائز ہے اور نہ ان کی غلط سلط تاویل کرنی چاہئے، احادیث دجال میں نہ تو کوئی اضطراب ہے اور نہ تعارض۔" (اشراط الساعۃ ص ۳۲۰)

امام ابن ماجہ نے اپنی کتاب سنن ابن ماجہ میں دجال سے متعلق حضرت ابوامامہ باہلیؓ کی ایک طویل روایت نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے:

﴿قال ابو عبدالله سمعت ابا الحسن الطنافسي يقول سمعت عبد الرحمٰن المحاربي يقول ينبغي ان يدفع هذا الحديث الى المؤدب حتى يعلمه الصبيان في الكتب﴾ (السنن لابن ماجہ۔ رقم الحدیث ۴۰۷۷)

"ابوعبداللہ امام ابن ماجہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن الطنافسی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے عبدالرحمٰن محاربی سے سنا ہے کہ یہ حدیث استاذ کو بتانی چاہئے تا کہ وہ اپنے شاگرد بچوں کو کتاب میں

یہ حدیث سکھائے۔"

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات تو کھل کر سامنے آگئی کہ دجال کے متعلق وارد شدہ احادیث تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔ ان کا انکار یا تاویل کرنا جائز نہیں۔ اہل سنت والجماعت کے مسلم عقائد اور اجماعی طور پر اس کا ثبوت ہے اور اس کی اتنی اہمیت ہے کہ بچوں تک کو اس کے فتنے سے آگاہ اور خبردار کرنا ضروری اور استاذ کے فرائض منصبی میں شامل ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں امام قرطبی کی کتاب "التذکرہ" سے بھی خروج دجال کے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ نقل کردیا جائے۔ فرماتے ہیں:

﴿الایمان بالدجال و خروجه حق، و هذا مذهب اهل السنة و عامة اهل الفقه و الحديث خلافا لمن انكر امره من الخوارج و بعض المعتزلة﴾ (التذکرہ ص ۷۵۵)

"دجال اور اس کے خروج پر ایمان لانا برحق ہے اور یہی اہل سنت والجماعت، اور اکثر فقہاء، ومحدثین کا مذہب ہے بخلاف خوارج اور بعض معتزلہ کے، کہ وہ اس کے منکر ہیں۔"

علامہ نسفیؒ اپنی مشہور کتاب عقائد نسفیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"حضور ﷺ نے قیامت کی جو علامات ذکر فرمائی ہیں مثلاً خروج دجال، دابۃ الارض، یاجوج ماجوج، آسمان سے حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا سو یہ تمام چیزیں برحق ہیں۔" (شرح عقائد نسفیہ ص ۱۷۴)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ تحریر فرماتے ہیں:

"دجال کے بارے میں ایک دو نہیں، بہت سی احادیث ہیں اور یہ عقیدہ امت میں ہمیشہ سے متواتر چلا آیا ہے۔ بہت سے اکابر امت نے اس کی تصریح کی ہے کہ خروج دجال اور نزول عیسی علیہ السلام کی

احادیث متواتر ہیں۔" (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج اص ۲۸۰)

دجال سے متعلق احادیث مبارکہ کے راوی صحابہ کرامؓ

چونکہ ہر دعویٰ کی کوئی نہ کوئی دلیل ہوتی ہے اور دعویٰ بلا دلیل مسموع نہیں ہوتا اس لئے سطور بالا میں جو دعویٰ کیا گیا ہے کہ دجال سے متعلق روایات تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں، یہاں ان روایات کا ایک مختصر سا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔ تفصیلات عنقریب آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

نمبر شمار	نام صحابی رضی اللہ عنہ	حوالہ جات
۱	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	ترمذی ۲۲۳۷۔ ابن ماجہ ۴۰۷۲۔ مسند احمد۔ حاکم
۲	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	مسلم ۳۵۴۷۔ ابوداؤد ۴۳۲۹۔ ترمذی ۲۲۳۹
۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ	مسند احمد، عقد الدرر ص ۳۳۸
۴	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	بخاری، ۶۵ ۲۳، مسند احمد، ابو یعلی، بزار
۵	حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ	ابوداؤد ۴۷۵۶، ترمذی ۲۲۳۴
۶	حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	مسند احمد، مجمع الزوائد، مسلم ۵۳۵۵
۷	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	مسلم۔ ۷۲۸۱۔ ابن ماجہ ۴۰۸۱
۸	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	بخاری ۵۷۳۱۔ مسلم ۷۲۷۴، ابوداؤد ۴۳۲۴، ترمذی ۲۲۴۳، نسائی ۵۵۰۷، موطا مالک ص ۶۹۸
۹	حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ	بخاری ۱۸۸۲۔ مسلم ۷۲۷۷۔ مسند احمد۔ حاکم۔ مصنف عبدالرزاق ۲۰۸۲۴

۱۰	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ	بخاری ۱۸۸۱، مسلم ۷۳۶۳، ابوداؤد ۴۳۱۶، ترمذی ۲۲۳۹، نسائی ۵۴۹۷، ابن ماجہ ۴۰۵۶
۱۱	حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	ابوداؤد ۴۲۹۴، ترمذی ۲۲۳۸، ابن ماجہ ۴۰۹۲
۱۲	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	بخاری ۳۴۳۹، مسلم ۷۳۶۱، ابوداؤد ۴۳۳۲، ترمذی ۲۲۳۵، موطا مالک ص ۷۱۲، مصنف عبدالرزاق ۲۰۸۲۰
۱۳	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	بخاری ۶۳۶۸، مسلم ۱۳۲۳، نسائی ۱۴۷۶، ابن ماجہ ۳۸۳۸
۱۴	حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	طبرانی بحوالہ التصایہ ص ۱۱۲
۱۵	حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا	مسلم ۷۳۵۹
۱۶	حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ	ابوداؤد ۴۳۲۰
۱۷	حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ	بخاری ۷۱۲۲، مسلم ۷۳۷۸، ابن ماجہ ۴۰۷۳
۱۸	حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ	بخاری ۷۱۳۰، مسلم ۷۳۶۸، ابوداؤد ۴۳۴۴، ابن ماجہ ۴۰۷۱
۱۹	حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ	ابوداؤد ۴۳۱۹، مسند احمد
۲۰	حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ	مسلم ۷۲۸۵، ابوداؤد ۴۳۱۱، ابن ماجہ ۴۰۵۵، ترمذی ۲۱۸۳
۲۱	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	مسلم ۱۳۲۳، نسائی ۵۵۱۴، ابن ماجہ ۳۸۴۰، مسند احمد
۲۲	حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما	مسلم ۷۳۸۱، نسائی ۵۴۹۲

۲۳	حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا	التذکرہ ص ۶۰۵، مسند احمد، مجمع الزوائد بحوالہ النہایہ ص ۱۰۵۔ مصنف عبدالرزاق ۲۰۸۲۱
۲۴	حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا	مسلم ۷۳۹۳
۲۵	حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ	مسلم ۱۸۸۳۔ ابوداؤد ۴۳۲۳، ترمذی ۲۸۸۶
۲۶	حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ	مسند احمد، طبرانی، مجمع الزوائد بحوالہ النہایہ ص ۹۲
۲۷	حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ	بخاری ۱۸۷۹، ترمذی ۲۲۳۸، المصنف لعبدالرزاق ۲۰۸۲۳
۲۸	حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	المسیح الدجال للطحطاوی ص ۲۵ بحوالہ مسند
۲۹	حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ	مسلم ۷۳۷۳، ابوداؤد ۴۳۲۱، ترمذی ۲۲۴۰، ابن ماجہ ۴۰۷۵۔
۳۰	حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ	مسلم ۷۲۸۴، ابن ماجہ ۴۰۹۱
۳۱	حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ	ترمذی ۲۲۴۴، مصنف عبدالرزاق ۲۰۸۳۵
۳۲	حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا	مسلم ۷۳۸۶، ابوداؤد ۴۳۲۵، ترمذی ۲۲۵۳، ابن ماجہ ۴۰۷۴
۳۳	حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ	ابن ماجہ ۴۰۷۷۔ ابوداؤد ۴۳۲۲
۳۴	حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ	مسلم ۷۳۸۶، ابوداؤد ۴۳۲۵، ترمذی ۲۲۵۳، ابن ماجہ ۴۰۷۴
۳۵	حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ	مسند احمد، ابن حبان، حاکم بحوالہ النہایہ ص ۹۳

۳۶	حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	بخاری ۷۳۵۵، مسلم ۷۳۵۳، ابوداؤد ۴۳۳۱
۳۷	حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ	مسلم ۷۳۹۵۔ مصنف عبدالرزاق ۲۰۸۲۹
۳۸	حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ	طبرانی بحوالہ التصریح ص ۱۱۳
۳۹	حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ	مسند احمد، مجمع الزوائد
۴۰	حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ	ابوداؤد ۴۲۹۶، ابن ماجہ ۴۰۹۳
۴۱	حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ	طبرانی، مجمع الزوائد بحوالہ التصریح ص ۱۲۰
۴۲	حضرت محجن بن ادرع رضی اللہ عنہ	مسند احمد، مجمع الزوائد بحوالہ التصریح ص ۱۲۰
۴۳	حضرت نہیک بن صریم رضی اللہ عنہ	مسند بزار بحوالہ التصریح ص ۱۲۲
۴۴	حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ	ابن ماجہ ۴۰۹۱
۴۵	حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ	بخاری ۷۱۳۰، مسلم ۷۳۷۱، ابوداؤد ۴۳۱۵
۴۶	حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ	ابن ماجہ ۴۰۹۴
۴۷	حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ	المسیح الدجال للطحاوی ص ۳۱ بحوالہ مسند احمد۔ الفتن ص ۳۲۶
۴۸	حضرت عمیر بن ہانی رضی اللہ عنہ	الفتن ص ۳۱۴، بتصحیح الالبانی۔
۴۹	حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ	المسیح الدجال ونزول عیسیٰ بن مریم ص ۱۰ بحوالہ مسند احمد ۴/۷۱
۵۰	حضرت فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ	التذکرہ ص ۵۴۷
۵۱	حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما	امام ترمذیؒ نے حضرت انسؓ کی روایت (۲۲۴۲) نقل کرکے ان کا حوالہ "وفی الباب عن اسامۃ بن زید" سے دیا ہے۔

۵۲	حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ	امام ترمذیؒ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کی روایت (۲۲۳۴) نقل کر کے ان کا حوالہ "وفی الباب عن عبداللہ بن مغفل" سے دیا ہے۔ علامات قیامت ص ۸۴
۵۳	حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ	امام ترمذیؒ نے مجمع بن جاریہ کی روایت (۲۲۴۴) نقل کر کے ان کا حوالہ "و فی الباب عن .... ابی برزۃ" سے دیا ہے۔
۵۴	حضرت کیسان رضی اللہ عنہ	امام ترمذیؒ نے مجمع بن جاریہ کی روایت (۲۲۴۴) نقل کر کے ان کا حوالہ "و فی الباب عن .... کیسان" سے دیا ہے۔
۵۵	عن رجل من الصحابۃ	مسلم شریف۔ ۷۳۵۶۔ مصنف عبدالرزاق ۲۰۸۲۰
۵۶	حضرت عبداللہ بن مغتم رضی اللہ عنہ	النہایۃ لابن کثیر ۱۳۹۔ بحوالہ طبرانی
۵۷	حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا	بخاری شریف ۱۰۵۳۔ مسلم شریف ۲۱۰۳
۵۸	حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	مسلم شریف۔ ۷۲۱۳
۵۹	حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ	الفتن ص ۳۲۶
۶۰	حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ	مسند احمد ۵/ ۴۶، ۵۶۳۔ حاکم ۳/ ۱۰۸، السنۃ لابن ابی عاصم ۱۱۷۷۔

قارئین کرام! آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس طویل فہرست میں کتنے جلیل القدر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اسمائے گرامی آئے ہیں اور یہ تو راقم الحروف کی مختصری علمی تنگدامنی کا ثبوت ہے ورنہ تلاش اور جستجو سے نجانے مزید کتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا

تام اس فہرست میں اضافہ کر سکے گا اس لئے بیک قلم و بیک لفظ ان تمام روایات کو من گھڑت، مبنی بر کذب اور خیالی کہانیاں قرار دینا شاید کسی بھی عقلمند کے نزدیک صحیح اور انصاف نہ ہو بالخصوص جب کہ بخاری اور مسلم جیسے نقادفن محدثین نے ان احادیث کو اپنی کتابوں میں جگہ دے دی تو ہمارے لئے ان کی تحقیق ہی ازبس ہے۔

آج کل کچھ لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ بخاری شریف میں اس موضوع کی روایات ذکر نہیں کی گئیں۔ ظاہر ہے کہ یہ بات صحیح نہیں اور گذشتہ صفحات میں متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ان روایات کا حوالہ گذر چکا ہے جن کی تخریج امام بخاریؒ نے فرمائی ہے۔

﴿اقوال و آراءِ علماء کرام﴾

حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جماعت کے بعد "انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلمؤا" کی صفت سے متصف کچھ علماء کرام کی آراء بھی ملاحظہ فرماتے جائیں تاکہ یہ پہلو بھی تشنہ نہ رہ جائے۔

(۱) قاضی عیاض رحمہ اللہ کی رائے

احادیث دجال کو نقل کرنے کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں:

"ان احادیث میں دجال کے پائے جانے کی خبر صحیح ہونے میں اہل سنت کے لئے حجت موجود ہے اور یہ کہ وہ ایک معین شخص ہوگا جس کے ذریعے اللہ اپنے بندوں کا امتحان لے گا۔ اور اس کو کچھ چیزوں پر قدرت بھی دے گا جیسے اپنے ہی قتل کئے ہوئے کو زندہ کرنا، سرسبزی، نہروں، جنت اور جہنم کا ظہور اور زمین کے خزانوں کا اس کے پیچھے پیچھے چلنا وغیرہ ..... اور یہ سب کچھ اللہ تعالی کی مرضی اور مشیت سے ہوگا، پھر اللہ تعالی اس کو بے بس کر دیں گے

چنانچہ وہ کسی بھی شخص کو قتل کرنے پر قادر نہ ہو سکے گا اور اس کے امر کو باطل کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو قتل کر دیں گے۔"

اس میں بعض خوارج، معتزلہ اور جہمیہ نے اختلاف بھی کیا ہے اور وجود دجال کا انکار کیا ہے اور صحیح احادیث کو رد کر دیا ہے (جو کہ ظاہر ہے کہ غلط ہے)۔

(المسیح الدجال للطہطاوی ص ۱۴)

(۲) امام قرطبی رحمہ اللہ کی رائے

امام قرطبیؒ اپنی کتاب "التذکرہ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ" میں "فصل" کے عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

"دجال اور اس کے خروج پر ایمان لانا برحق ہے اور یہی اہل سنت والجماعت اور اکثر فقہاء و محدثین کا مذہب ہے، بخلاف ان خوارج اور بعض معتزلہ کے جنہوں نے اس کے وجود کا انکار کیا ہے (الخ)۔" (التذکرہ ص ۵۵۲)

(۳) امام ابن کثیر رحمہ اللہ کی رائے

امام ابن کثیرؒ نے دجال سے متعلق مروی احادیث کا ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے۔

"دجال بنی آدمی میں کا ایک شخص ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے آخر زمانے میں اپنے بندوں کے امتحان کے لئے پیدا کیا ہے اس کے ذریعے بہت سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے اور بہت سے راہ راست پر آجائیں گے اور گمراہ ہونے والے فاسق ہی ہوں

گے''۔ (النہایہ بتحقیق ابو محمد اشرف بن عبد المقصود ص ۱۴۲)

(۴) شیخ یوسف بن عبداللہ الوابلؒ کی رائے

احادیث دجال کو نقل کرنے کے بعد آپ نے تحریر فرمایا ہے:

''گذشتہ صفحات میں ذکر کی گئی احادیث آخر زمانے میں خروج دجال کے تواتر پر دلالت کرتی ہیں نیز یہ کہ وہ حقیقۃً ایک شخص ہوگا (کوئی خیالی اور فرضی نہ ہوگا) اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق بڑے بڑے خوارق اس کو عطا فرمائیں گے۔'' (اشراط الساعۃ ص ۳۶۵)

(۵) امام طحاوی رحمہ اللہ کا عقیدہ

امام طحاویؒ ''عقیدۂ طحاویہ'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

﴿و نؤمن با شراط الساعة: من خروج الدجال، و نزول عيسى ابن مريم عليه السلام. من السماء الخ﴾

(شرح العقیدۃ الطحاویہ لابن العز ۵۶۴)

''اور ہم علامات قیامت پر ایمان رکھتے ہیں مثلاً خروج دجال اور آسمان سے نزول عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ''

(۶) امام ابوجعفر الکتانی رحمہ اللہ کی تحقیق

آپ اپنی کتاب ''نظم المتناثر فی الحدیث المتواتر'' ص ۲۲۸ پر تحریر فرماتے ہیں۔

﴿وقد ذكر غير واحد انها واردة من طرق كثيرة صحيحة عن جماعة من الصحابة و في التوضيح للشوكاني منها مائة حديث، و هي في الصحاح، و

المعاجم، و المسانید، والتواتر یحصل بدونها فکیف بمجموعها﴾

''متعدد علماء کرام نے ذکر کیا ہے کہ سلسلہ دجال کی احادیث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے صحیح سندوں کے ساتھ کثرت سے مروی ہیں چنانچہ شوکانی کی توضیح میں اس سلسلے کی سو حدیثیں درج ہیں جو صحاح، معاجم اور مسانید کے حوالے سے لی گئی ہیں، تواتر تو اس سے کم میں بھی ہو جاتا ہے اس سے کیوں نہ ہوگا؟''

(۷) حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی رائے

آپ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

''دجال کے بارے میں ایک دو نہیں، بہت سی احادیث ہیں اور یہ عقیدہ امت میں ہمیشہ سے متواتر چلا آیا ہے۔ بہت سے اکابر امت نے اس کی تصریح کی ہے کہ خروج دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث متواتر ہیں''

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۸۰)

(۸) حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ کی رائے

آپ اپنی مشہور کتاب ''معارف الحدیث'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

''حدیث کے ذخیرے میں مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دجال سے متعلق اتنی حدیثیں مروی ہیں جن سے مجموعی طور پر یہ بات قطعی اور یقینی طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

قیامت کے قریب دجال کے ظہور کی اطلاع دی ہے اور یہ کہ اس کا فتنہ بندگانِ خدا کے لئے عظیم ترین اور شدید ترین فتنہ ہوگا۔"

(معارف الحدیث۔ ج ۴ ص ۱۲۶)

«"دجال" کے موضوع پر لکھی جانے والی کتابیں»

یوں تو "علامات قیامت" پر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں دجال کا تذکرہ ہونا ایک بدیہی اور ظاہری بات ہے لیکن جن کتابوں میں خاص طور پر اس موضوع کو چھیڑا گیا ہے ان کو دو حصوں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) وہ کتابیں جو صرف دجال کے عنوان پر لکھی گئیں۔

(۲) وہ کتابیں جن میں دجال کا خاطر خواہ ذکر موجود ہے۔

اول الذکر حصے میں درج ذیل کتابوں کے نام آتے ہیں۔

۱	المسیح الدجال و الاحداث المثیرۃ لنهایة العالم	احمد مصطفیٰ قاسم الطهطاوی	دار الفضیلۃ قاہرہ
۲	المسیخ الدجال حقیقة لاخیال	عبداللطیف عاشور	مکتبۃ القرآن قاہرہ
۳	المسیح الدجال و نزول عیسی بن مریم علیه السلام	بتحقیق خالد بن محمد بن عثمان	مکتبۃ الصفا قاہرہ
۴	المسیح الدجال منبع الکفر و الضلال و ینبوع الفتن و الاوجال	بتحقیق ابو محمد اشرف بن عبدالمقصود	مکتبۃ السنۃ قاہرہ

اور ثانی الذکر حصے میں درج ذیل کتابوں کے نام آتے ہیں۔

۱	بخاری شریف	امام بخاریؒ نے "دجال" پر ایک خاص باب بھی باندھا ہے اور پوری بخاری شریف میں ۵۱ مرتبہ لفظ دجال آیا ہے۔

۲	مسلم شریف	امام مسلمؒ نے ''دجال'' پر ایک خاص باب بھی باندھا ہے اور پوری مسلم شریف میں لفظ دجال ۶۵ مرتبہ آیا ہے۔
۳	ابوداؤد	امام ابوداؤدؒ نے ''دجال'' پر ایک خاص باب بھی باندھا ہے اور پوری ابوداؤد شریف میں لفظ دجال ۲۹ مرتبہ آیا ہے۔
۴	جامع ترمذی	امام ترمذیؒ نے ''دجال'' پر ایک خاص باب باندھا ہے اور پوری جامع ترمذی میں لفظ دجال ۲۸ مرتبہ آیا ہے۔
۵	سنن نسائی	امام نسائیؒ نے چند روایات ہی نقل فرمائی ہیں اور پوری نسائی میں لفظ دجال ۳۳ مرتبہ آیا ہے۔
۶	سنن ابن ماجہ	امام ابن ماجہؒ نے بھی روایات کثیرہ اور طویلہ نقل فرمائی ہیں اور پوری سنن ابن ماجہ میں لفظ دجال ۱۸ مرتبہ آیا ہے۔
۷	مسند احمد	امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں بے شمار روایات نقل فرمائی ہیں جن میں سے بعض ضعیف بھی ہیں اور پوری مسند احمد میں لفظ دجال ۲۰۶ مرتبہ آیا ہے۔
۸	مؤطا مالک	امام مالکؒ نے صرف دو تین روایتیں نقل فرمائی ہیں اور پوری مؤطا میں لفظ دجال ۵ مرتبہ آیا ہے۔
۹	حاکم	امام حاکمؒ نے بے شمار روایات نقل کی ہیں تاہم ان میں بھی بعض ضعیف ہیں۔
۱۰	ابویعلی	امام ابویعلیؒ نے بھی ایک ذخیرہ جمع فرمایا ہے۔
۱۱	بزار	امام بزارؒ نے بھی ایک ذخیرہ جمع فرمایا ہے۔
۱۲	طبرانی	امام طبرانیؒ نے بھی ایک ذخیرہ جمع فرمایا ہے۔

۱۳	مجمع الزوائد	امام ہیثمیؒ نے بھی ایک ذخیرہ جمع فرمایا ہے۔
۱۴	ابن حبان	امام ابن حبانؒ نے بھی ایک ذخیرہ جمع فرمایا ہے۔
۱۵	دارمی	امام دارمیؒ نے ایک دو حدیثیں ہی ذکر کی ہیں اور پوری دارمی میں لفظ دجال صرف ۳ مرتبہ آیا ہے۔
۱۵	التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ	امام قرطبیؒ نے اپنی کتاب میں اس موضوع پر کھل کر بحث کی ہے جو الگ سے چھپ بھی چکی ہے۔
۱۶	الفتن	امام بخاریؒ کے شیخ نعیم بن حمادؒ نے بڑا تفصیلی مواد جمع کر دیا ہے گو کہ اس میں بعض موضوع تک روایات بھی ہیں۔
۱۷	النھایہ فی الفتن و الملاحم	امام ابن کثیرؒ نے امام قرطبیؒ سے زیادہ تفصیلی مواد جمع کیا ہے جو الگ سے چھپ بھی چکا ہے۔
۱۸	اشراط الساعۃ	شیخ یوسف الوابل کا ایک تحقیقی مقالہ ہے۔
۱۹	الاشاعۃ لاشراط الساعۃ	سید برزنجیؒ نے اپنے خاص انداز میں اس کو جمع کیا ہے۔
۲۰	عقد الدرر	شیخ یوسف مقدسی شافعی نے بھی اچھا خاصا مواد جمع کیا ہے۔
۲۱	عقائد الاسلام	حضرت کاندھلویؒ نے دو صفحوں میں کتب حدیث کا خلاصہ نکال کر رکھ دیا ہے۔
۲۲	علامات قیامت اور نزول مسیح وغیرہ	مولانا رفیع عثمانی صاحب مدظلہ نے قابل قدر کاوش اور اچھی تحقیق کی ہے۔

باب دوم

دجال اپنے ذاتی تشخص کے آئینہ میں

دجال کا حلیہ اور عادات، اس کی پیشانی پر ک، ف، ر لکھا ہونا، خوارق (خلاف عادت اور حیرت انگیز کارنامے) دجال کے پیروکار، مقام و وقتِ خروج۔ دجال کے طواف کرنے کا مطلب اور مفہوم

﴿دجال اپنے ذاتی تشخص کے آئینہ میں﴾

ہر انسان کی شخصیت کا تعارف اس کے نام ونسب، سیرت وکردار، اخلاق اور حلیہ سے ہوتا ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ دجال کے تعارف کے لئے اس کے نسب نامے سے زیادہ اس کے کارنامے شہرت کے حامل ہیں۔ روایات بھی دجال کے نام سے خاموش ہیں البتہ اس کے نسب نامے سے متعلق کچھ مختصری روشنی ان روایات سے پڑتی ہے جن میں دجال کے ماں باپ کا حال مذکور ہے۔

چنانچہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا دجال کے ماں باپ تیس سال تک اس حال میں رہیں گے کہ ان کی کوئی اولاد نہ ہوگی۔ تیس سال بعد ان کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوگا جو بھینگا ہوگا، انتہائی ضرر رساں اور قلیل المنفعۃ، اس کی آنکھیں تو سوئیں گی لیکن اس کا دل نہیں سوئے گا۔

پھر حضور ﷺ نے ہمارے سامنے اس کے والدین کا حلیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا، اس کے باپ کا قد انتہائی لمبا ہوگا، چھریرا بدن ہوگا، اور اس کی ناک گویا طوطے کی چونچ ہوگی اور اس کی ماں بہت گوشت والی اور بڑی بڑی چھاتیوں والی ہوگی۔ الخ (ترمذی شریف۔ ۲۲۴۸)

اس روایت کے اصل الفاظ آپ انشاء اللہ باب ہشتم میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے تحت پڑھیں گے، یہاں صرف یہ عرض کرنا مقصود تھا کہ دجال کے ماں باپ اور خود اس کا حلیہ بھی کتب احادیث میں مروی ہے گو کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس کو "ابن صیاد" پر بھی چسپاں کیا لیکن ہم ابھی اس بحث کو چھیڑے بغیر اتنی بات کہنے پر اکتفا کریں گے کہ دجال اور اس کے والدین کا نام کتب حدیث سے معلوم نہیں ہوتا البتہ اس کا اور اس کے والدین کا حلیہ ضرور ملتا ہے، اگرچہ علامہ انور شاہ صاحبؒ نے فیض الباری ج ۴ ص ۳۹۹ پر طبری کے حوالہ سے دجال اکبر کا نام صافن بن

صیاد یا صافی بن صیاد تحریر فرمایا ہے لیکن یہ یقینی نہیں ہے جیسا کہ آگے ابن صیاد کے متعلق تفصیلی بحث آرہی ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ بعض اوقات ایک شخص کسی نام سے اتنا مشہور ہو جاتا ہے کہ لوگ اس کا اصل نام بھول جاتے ہیں اور جو نام زبان زد عام ہو جاتا ہے وہی گویا اس کا اصل نام بن جاتا ہے، کچھ یہی حال "دجال" کے ساتھ بھی ہوگا کہ اس کا اصل نام جو کچھ بھی ہو، بہر حال وہ "دجال" سے ہی مشہور اور لوگوں میں متعارف ہوگا، اگر چہ حدیث کے مطابق اس سے پہلے تیس کے قریب دجال گذر چکے ہوں گے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ ارشاد نبوی نقل فرماتے ہیں کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دو بڑی جماعتیں آپس میں نہ لڑ چکیں، ان کے درمیان بڑی زبردست خون ریزی ہوگی اور دعوت دونوں کی ایک ہی ہوگی نیز جب تک تیس کے قریب دجال کذاب نہ بھیج دیئے جائیں جن میں سے ہر ایک بزعم خویش خدا کا پیغمبر ہوگا، اس وقت تک قیامت نہ آئے گی۔ الخ (بخاری شریف ۱۲۱ ۷، مسلم شریف ۲۳۳ ۷، ابوداؤد ۴۳۳۳، ترمذی ۲۲۱۸)

ممکن ہے کہ کسی شخص کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ ایسے دجال اور کذاب جو متنبی اور مدعی نبوت بنے ان کی تعداد تو تیس سے بہت زیادہ ہے، اور ہر زمانے میں دعویٰ نبوت کرنے والے بالفاظ دیگر تاج وتخت ختم نبوت پر حملہ کرنے والے شقی پیدا ہوتے رہے ہیں۔ خود نبی اکرم سرور دو عالم ﷺ کے زمانہ اقدس میں اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کو یہ بڑ ہانکنے کی جرأت ہوگئی تھی تو پھر یہ تیس کا عدد کچھ سمجھ میں نہیں آتا؟

اس سوال کو حل کرنے سے پہلے اگر آپ اہل عرب کے محاورے کا انداز سمجھ لیں تو بات خود بخود سمجھ میں آجائے گی اور وہ یہ کہ اہل عرب کا یہ دستور ہے کہ عدد کے لفظ سے عدد ہی مراد لینا بہت کم ہوتا ہے اس سے درحقیقت کثرت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔ عدد مراد ہی نہیں ہوتا، اردو میں بھی بکثرت ایسا ہوتا ہے کہ آپ کسی شخص کو کوئی کام کرنے کے لئے تین چار مرتبہ کہہ دیں، بعد میں آپ کہیں گے کہ میں نے اس کو بیسیوں مرتبہ یہ کام کرنے کو کہا تھا، اس کا یہ مطلب آپ بھی نہیں لیں گے کہ بیس مرتبہ کہا

تھا بلکہ آپ کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہوگا کہ میں نے اس کو کثرت سے یہ بات کہی تھی اسی طرح اس حدیث میں بھی تیس کا عدد مراد نہیں بلکہ کثیر تعداد مراد ہے۔

اس کی تائید حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو ابن کثیرؒ نے ابو یعلی کے حوالے سے نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "دجال اکبرؒ کے خروج سے پہلے ستر سے کچھ اوپر دجالوں کا خروج ہوگا"۔ (المسیح الدجال ص ٣٥)

بہر حال! بات دور نکل گئی، عرض یہ کر رہا تھا کہ بعض اوقات اصل نام پر عرفی نام غالب آ جاتا ہے، دجال بھی ایک لقب ہے، جس سے آخر زمانے میں آنے والا شخص ملقب ہوگا اس کی کیا وجہ ہوگی؟ علماء کرام نے متعدد وجوہات تحریر فرمائی ہیں، اکثر حضرات نے ایک ہی جیسی دس وجوہات لکھی ہیں جن کا اصل ماخذ ابن دحیہ کی تحقیق ہے، چند ایک آپ بھی ملاحظہ فرمالیں۔

"دجال" کی وجہ تسمیہ

(١) دجال اصل میں "دَجِــلَۃٌ" سے نکلا ہے جس کا معنی ہے "جھوٹ" چونکہ دجال ایک بہت بڑا کذاب اور جھوٹا شخص ہوگا اس لئے اس کو "دجال" کہتے ہیں۔

(٢) "دجل" کا معنی ہوتا ہے "طے کرنا" چونکہ دجال پوری زمین کی مسافت طے کرے گا اس لئے اس کو "دجال" کہتے ہیں۔

(٣) "دجل" کا معنی ہوتا ہے کسی چیز کا پھیل پڑنا اور چھپا لینا چونکہ دجال پوری زمین پر اپنے لشکروں کے ساتھ پھیل کر زمین کو ڈھانپ لے گا اس لئے اس کو "دجال" کہتے ہیں، دریائے دجلہ کو بھی دجلہ کہنے کی وجہ یہی ہے کہ اس کے پانی نے زمین پر پھیل کر اتنے حصے کو ڈھانپ لیا ہے۔

(٤) "دجل" کا معنی ہوتا ہے لکڑی یا کسی اور دھات پر سونے کا پانی چڑھا دینا تاکہ لوگ اس کو سونا سمجھیں چونکہ دجال بھی باطل کو اسی انداز میں پیش کرے گا کہ محسوس ہوگا کہ یہی حق ہے اس لئے اس کو "دجال" کہتے ہیں۔

(۵) ''دجل'' کا معنی ہوتا ہے خرق عادت کوئی کام کرنا۔ چونکہ دجال سے بھی بہت سے امور خلاف عادت سرزد ہوں گے اس لئے اس کو دجال کہتے ہیں۔

(تذکرہ ص ۵۴۶، ۵۴۷)

احادیث مبارکہ میں ''دجال'' کے لئے ایک اور لقب بھی استعمال ہے اور وہ ہے ''مسیح'' گو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی یہی لقب ہے تاہم اس میں کئی وجوہ سے فرق کیا جا سکتا ہے۔

(۱) بعض احادیث مبارکہ میں دجال کے لئے لفظ مسیح کے ساتھ ایک لفظ زائد کیا گیا ہے اور پورا لفظ ہے ''مسیح الضلالۃ'' اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ''مسیح الھدیٰ'' کا لفظ وارد ہوا ہے چنانچہ مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔

(۲) بعض احادیث میں دجال کے لئے ''مسیح الدجال'' کا لفظ استعمال ہوا ہے چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضور ﷺ کی منجملہ دعاؤں کے ایک دعا یہ بھی تھی۔

﴿و اعوذبک من فتنۃ المسیح الدجال﴾

(حدیث نمبر ۶۳۶۸)

بعض لوگ اسی حدیث کی بنیاد پر یہ کہتے ہیں کہ دجال مسیحی (عیسائی) ہوگا؟ حالانکہ یہ بات غلط ہے اور اس حدیث سے ان کا استدلال بالکل ناتمام ہے کیونکہ اس میں ''مسیح'' کا لفظ ہے۔ ''مسیحی'' نہیں اور پھر یہ ان روایات کے بھی خلاف ہے جن میں صراحۃً دجال کا یہودی ہونا مذکور ہے جیسا کہ عنقریب تفصیل سے آتا ہے۔

اور اگر لفظ ''مسیح'' کسی قید کے بغیر استعمال ہو تو سیاق وسباق سے اس کا معنی متعین کر لینا کچھ مشکل نہیں البتہ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ''مسیح'' کہنے کی الگ وجہ ذہن میں ہونی چاہئے اور دجال کو ''مسیح'' سے ملقب کرنے کی الگ دلیل معلوم ہونی چاہئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "مسیح" کہنے کی وجہ

(۱) اصل میں "مسیح" کا معنی ہے چھونے والا، پھیرنے والا، جیسے سر پر گیلا ہاتھ پھیرا جائے تو اس کو بھی "مسح" کہہ دیتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس بیمار پر ہاتھ پھیرتے وہ تندرست اور چنگا بھلا ہو جاتا اس لئے ان کا نام ہی "مسیح" پڑ گیا۔

(۲) یا پھر "مسیح" کا لفظ "سیاحت" سے نکلا ہے چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیاحت فرمایا کرتے تھے اس لئے ان کو "مسیح" کہا جاتا ہے۔

(۳) بعض لوگوں کو آپ نے دیکھا ہوگا کہ ان کے پاؤں کے تلوے گہرے نہیں ہوتے بلکہ ہموار ہوتے ہیں ان کو بھی "مسیح" کہا جاتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پاؤں مبارک ایسا ہی تھا۔

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام گناہوں سے پونچھے پونچھائے دنیا میں تشریف لائے تھے اس لئے ان کو "مسیح" کہتے ہیں۔

دجال کو "مسیح" کہنے کی وجہ

(۱) جس شخص کی ایک آنکھ اور ابروؤں کے بال غائب ہوں اس کو "مسیح" کہتے ہیں، دجال لعین ایسا ہی ہوگا جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ آئے گا۔

(۲) "مسیح" کا ایک معنی "کذاب" بھی ہے اور اس سے بڑا جھوٹ کیا ہوگا کہ کوئی شخص خدائی کا دعویدار ہو اس لئے دجال کو "مسیح" کہتے ہیں۔

(۳) "مسیح" کا ایک معنی "سرکش" بھی ہے اور دجال سے بڑا سرکش اس وقت کوئی نہ ہوگا۔

(۴) احادیث مبارکہ کے مطابق چونکہ دجال بھی پوری زمین پر بھاگا پھرے گا اور خوب سیاحت کر کے فتنہ وفساد پھیلائے گا اس لئے اس کو "مسیح" کہتے ہیں۔

فائدہ

لفظ "مسیح" کے متعلق علامہ قرطبیؒ نے حافظ ابن دحیہ کے حوالے سے اپنی کتاب التذکرہ ص ۵۶۳ میں ۲۳ اقوال ذکر کئے ہیں، تفصیل کے لئے وہاں مراجعت فرمائیں لیکن یہاں ایک لطیفہ پڑھتے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو جس بیمار اور کوڑھی پر ہاتھ پھیر دیتے، وہ تندرست ہو جاتا اور دجال پر جو قدرت نے اپنا ہاتھ پھیرا تو وہ بیچارہ یک چشم گل ہی ہو گیا اس لئے ہر ایک کو "مسیح" کہنا صحیح ہو گیا۔

ایک اور فرق

بعض لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کے لئے بولے جانے والے لفظ مسیح میں ایک فرق یہ بیان کرنے کی بھی کوشش ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے جب یہ لفظ استعمال ہو تو اس کا تلفظ "مسیح" ہوگا اور جب دجال کے لئے استعمال ہو تو اس کا تلفظ "مسیخ" خ کے ساتھ ہوگا چنانچہ اسی نقطہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے مصر کے ایک صاحب نے دجال کے موضوع پر اپنی لکھی ہوئی کتاب کا نام ہی "المسیخ الدجال" رکھا ہے لیکن علماء کرام کے سنجیدہ طبقے نے کبھی بھی اس کو پسند نہیں کیا بلکہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے بقول تو ابن عربی نے ایسے لوگوں کے لئے "گمراہ" جیسا سخت لفظ استعمال کیا ہے اور خود حافظ ابن حجرؒ نے اس کو حدیث میں تحریف اور تصحیف قرار دیا ہے۔ امام نوویؒ نے بھی "مسیح" کے لفظ ہی کو راجح قرار دیا ہے۔

پھر ہمارے لئے تو حدیث نبوی ہی از بس ہے کہ حضور ﷺ نے دونوں کیلئے "مسیح" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ فرق کیلئے "مسیح الضلالۃ" اور "مسیح الهدی" کے الفاظ کافی ہیں چنانچہ دجال کیلئے "مسیح الضلالۃ" کا لفظ ابن حبان کی روایت میں آیا ہے اس لئے اس کو بگاڑنے کی ضرورت ہی نہیں۔

دجال کا نسب نامہ

کتب حدیث وسیرت میں ایک مشہور کاہن کا نام ملتا ہے اور وہ ہے "شق" بقول بعض حضرات کے دجال اسی شق نامی کاہن کی اولاد میں سے ہوگا اور بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ خود ہی "شق" ہوگا۔ اس کی ماں ایک جنیہ تھی جو اس کے ہونے والے باپ "پر عاشق" ہوگئی اور اس کا ثمرہ "شق" کی صورت میں نکلا، شیطان اس کے بڑے عجیب عجیب کام کرتے تھے جس کی وجہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو قید کر دیا اور اب یہ کسی جزیرے میں جکڑا ہوا ہے۔ (الاشاعۃ ص ۲۵۸)

دجال کے نام اور نسب پر قدرے تفصیلی گفتگو کے بعد اب اس کا حلیہ بھی پڑھ لیجئے۔

دجال کا حلیہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے سامنے دجال کا حلیہ انتہائی تفصیل سے بیان فرما دیا ہے اور کیوں نہ ہو؟ جب کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو دجال کے فتنہ سے آگاہ کرتے رہے ہیں، دلیل کے لئے بخاری شریف میں مروی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت پیش کی جاسکتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> "میں تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں اور ہر نبی نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے، حتی کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے لیکن میں تمہیں ایک ایسی بات بتاؤں گا جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہ کہی ہوگی اور وہ یہ کہ دجال کانا ہوگا اور خدا کانا نہیں ہوسکتا"۔ (حدیث نمبر ۳۰۵۷)

اس حدیث سے دو باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔

(۱) ہر نبی نے اپنی امت کو فتنہ دجال سے آگاہ کیا ہے۔

(۲) دجال کے حلیہ کا ایک جزو یہ ہے کہ وہ کانا ہوگا، بالفاظ دیگر یک چشم کل ہوگا۔

الغرض! ہر زمانے میں ہر نبی نے ہر قوم کو اس بڑے فتنے کی خبر دی اور اس فتنے میں ملوث ہونے سے اپنے آپ کو اور دامن ایمان کو بچا کر رکھنے کی ہدایت کی اور تفصیل سے اس کا حلیہ ذکر فرمایا کہ ہر آدمی اس کو دیکھتے ہی پہچان لے چنانچہ متعدد احادیث میں وارد ہونے والے حلیہ کا ایک خلاصہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

دجال کے سر پر بہت زیادہ بال ہوں گے اور وہ انتہائی گھونگھریالے ہوں گے، اس کا سر کسی درخت کی ٹہنی کی طرح ہوگا، انتہائی سفید رنگ ہوگا، ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور ایک آنکھ بالکل سپاٹ ہوگی، پیشانی نمایاں ہوگی، ناک کے نتھنے چوڑے ہوں گے، بھاری بھر کم جسم ہوگا، چھوٹا قد ہوگا، دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ زیادہ ہوگا، قطن بن عبدالعزی کے مشابہ ہوگا، اس کی کنیت ابو یوسف ہوگی، اس کا سر پیچھے سے ایسا معلوم ہوگا کہ گویا یہ گنجا ہے جیسا افعی نامی سانپ ہوتا ہے، کان کٹا ہوگا، جوان ہوگا، ایک ہاتھ دوسرے کی نسبت لمبا ہوگا، اس کی پیشانی پر ک، ف، ر لکھا ہوگا جس کو ہر مسلمان پڑھ سکے گا خواہ وہ لکھنا پڑھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

دجال کا حلیہ پڑھنے کے بعد اب حدیث میں وارد شدہ الفاظ اور ان کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں تو بات اور زیادہ سمجھ آئے گی۔ انشاء اللہ۔

دجال کے حلیہ میں یہ بات بھی ذکر کی گئی ہے کہ اس کے سر پر بہت زیادہ بال ہوں گے۔ روایات میں اس کے لئے دو لفظ ملتے ہیں۔ (۱) کثیر الشعر (۲) جفال الشعر۔

"گھونگھریالے بالوں" کا تذکرہ احادیث میں "قطط" کے لفظ سے کیا گیا ہے۔

"سر درخت کی ٹہنی کی طرح" ہونے کا ذکر احادیث میں "کان راسہ غصنۃ شجرۃ" سے کیا گیا ہے۔

''انتہائی سفید رنگ'' کے لئے احادیث مبارکہ میں ''اقمر اھجان'' اور ''ابیض امھق'' کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جب کہ بعض روایات میں ''ھجان اقمر'' کے الفاظ آئے ہیں۔

دجال کا رنگ کیسا ہوگا؟

آگے بڑھنے سے پہلے ہم اس سوال کو یہیں حل کرنا چاہتے ہیں کہ دجال کا رنگ کیسا ہوگا؟ اوپر ذکر کئے ہوئے حلیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کا رنگ انتہائی سفید ہوگا جب کہ بعض صحیح روایات میں اس کا رنگ ''سرخ'' بتایا گیا ہے اور ایک روایت میں اس کا رنگ ''گندمی'' ذکر کیا گیا ہے۔

علامہ سید برزنجیؒ نے حافظ ابن حجرؒ کے حوالے سے ان مختلف احادیث میں تطبیق اس طرح دی ہے کہ ممکن ہے دجال کا رنگ تو ''گندمی'' ہو لیکن صاف ہو کیونکہ بعض اوقات اگر گندمی رنگ صاف ہو تو اس کو ''سرخی'' سے بھی تعبیر کر دیتے ہیں اس لئے کہ گندمی رنگ کے بہت سے لوگوں کے رخسار سرخ ہی رہتے ہیں۔ (الاشاعہ ص ٢٦٠)

آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ تطبیق ناتمام ہے کیونکہ جس روایت میں اس کا رنگ ''سفید'' ہونا مذکور ہے اس پر یہ تطبیق چسپاں نہیں ہوتی، اسی طرح بعض حضرات نے سرخ اور سفید رنگ والی روایت میں تطبیق دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ دجال کا رنگ سرخ وسفید ہوگا لیکن ظاہر ہے کہ اس تطبیق سے ''گندمی رنگ'' والی حدیث خارج ہو جاتی ہے۔

اس کا جواب دو طرح سے دیا جا سکتا ہے ایک تو یہ کہ جس روایت میں گندمی رنگ کا ذکر ہے وہ طبرانی کی روایت ہے اور سند کے اعتبار سے ضعیف ہے اس لئے اس روایت کو ترک کر دیا جائے گا اور پہلی دو میں تطبیق ذکر ہو چکی اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ابتداء میں دجال کا رنگ انتہائی سرخ وسفید ہوگا پھر آخر میں اس کا رنگ گندمی ہو جائے گا اور یہ کوئی مستبعد نہیں بلکہ اس کا مشاہدہ ہم اپنی آنکھوں سے کر سکتے ہیں چنانچہ ایک شخص جس کا رنگ سرخ وسفید ہو، عمرے کے لئے جائے تو پندرہ بیس دن وہاں رہنے کے بعد

جب وہ واپس اپنے ملک پہنچے گا تو اس کے چہرے کی رنگت مائل بہ سیاہی ہوگی۔

دوسرے جواب کی تائید ایک روایت سے بھی ہوتی ہے جو اگرچہ ضعیف ہے لیکن ہم اس سے استدلال نہیں کر رہے، استشہاداً پیش کرنا چاہتے ہیں۔

حافظ ابن کثیرؒ نے طبرانی کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن مغنم رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''اس بات میں تو کوئی خفاء اور پوشیدگی نہیں کہ دجال مشرق سے نکلے گا اور شروع میں حق کی طرف لوگوں کو دعوت دے گا، لوگ اس کی اتباع کریں گے اور حق کو لوگوں کے سامنے کاذکر اس پر قتال کر کے لوگوں پر غالب آ جائے گا، یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا یہاں تک کہ وہ کوفہ آ جائے گا اور اللہ کے دین کو غالب کر کے اس پر عمل پیرا ہوگا اور لوگ اس کی اتباع کریں گے اور اس سے محبت کرنے لگیں گے کہ ایک دن یہ کہے گا کہ ''میں نبی ہوں''

اس کے دعویٰ نبوت کو سن کر ہر عقلمند گھبرا جائے گا اور اس کو چھوڑ دے گا، کچھ عرصہ بعد وہ خدائی کا دعویٰ کر دے گا جس سے اس کی دائیں آنکھ کی روشنی ختم ہو جائے گی، ایک کان کٹ جائے گا اور غیبی طور پر اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''کافر'' لکھ دیا جائے گا اور کسی مسلمان پر یہ بات مخفی نہ رہے گی اور مخلوق میں سے جس کے دل میں بھی ایمان کا ایک ذرہ برابر حصہ موجود ہوگا وہ اس سے مفارقت اور جدائی اختیار کر لے گا اور اس کے ساتھی اور لشکری مجوسی، یہودی، عیسائی اور یہ عجمی مشرک رہ جائیں گے۔ الخ'' (النھایۃ فی الفتن والملاحم ص ۹۰)

اس روایت کا پیش منظر اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ ابتداء میں وہ ایک نیک آدمی ہوگا اور ظاہر ہے کہ چہرہ سے نیکی ٹپکتی ہے اس لئے چہرہ سرخ وسفید ہوگا۔

دعوئ نبوت کے بعد اس کا چہرہ پژمردہ ہو کر گندمی رنگ کا ہو جائے گا جو اس کے دعوئ میں جھوٹا ہونے کی نشانی ہوگی۔

دجال ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور ایک آنکھ بالکل سپاٹ ہوگی

دجال کے حلیہ میں جتنا شدید اختلاف اس کی آنکھوں کے بارے میں ہے اتنا کسی اور عضو کے بارے میں نہیں اور مختلف روایات میں مختلف الفاظ کے ساتھ اس کی آنکھوں کی کیفیت بیان کی گئی ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) "اعور العین الیمنی کانها عنبة طافیة۔ دائیں آنکھ کانی ہوگی گویا کہ انگور کا پھولا ہوا دانہ ہو۔

(۲) "ممسوح العین" آنکھ پونچھی ہوئی ہوگی۔

(۳) "علیها ظفرة غلیظة" آنکھ پر موٹا ناخنہ ہوگا۔

(۴) "ممسوح العین الیسری" بائیں آنکھ پونچھی ہوئی ہوگی۔

(۵) "احدی عینیه کانها زجاجة خضراء" دو میں سے ایک آنکھ ایسے ہوگی جیسے سبزی مائل شیشہ۔

(۶) عینه الاخری ممزوجة بالدم" اس کی دوسری آنکھ خون سے رنگین ہوگی۔

(۷) "اعور العین الیسری" بائیں آنکھ کانی ہوگی۔

(۸) "اعور العین بالشمال و بالیمین ظفر غلیظ" بائیں آنکھ کانی ہوگی اور دائیں آنکھ پر موٹا ناخنہ ہوگا۔

(۹) "مطموس العین" سپاٹ آنکھ۔

(۱۰) "لیست بناتئة ولا جحراء" نہ ابھری ہوگی اور نہ دھنسی ہوئی ہوگی۔

(۱۱) "کانها کوکب دری" ایک آنکھ چمکدار ستارے کی طرح ہوگی۔

(۱۲) "جاحظ العین" بدصورت آنکھ (بھدّی)

دجال کی آنکھوں سے متعلق واردشدہ احادیث کا ایک خلاصہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ روایات میں بارہ قسم کے الفاظ آ رہے ہیں۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ بیچارہ دجال ایک ہی ہوگا اور اس کی آنکھیں بھی دو ہی ہوں گی تو بارہ قسم کے یہ الفاظ اس پر کیسے منطبق ہوں گے؟ اس سوال کا جواب دینے سے پہلے دو لفظوں کو لغوی طور پر واضح کرنا ضروری محسوس ہوتا ہے۔

(۱) پہلی روایت میں آپ نے "طافئة" لفظ پڑھا ہے، شراح حدیث نے اس کو دو طرح ضبط کیا ہے۔ ایک تو ی کے ساتھ اور دوسرا ہمزہ کے ساتھ "طافئة" اور دونوں طرح پڑھنا صحیح ہے چنانچہ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں۔

﴿اما طافئة فرويت بالهمزة و تركه و كلاهما صحيح فالمهموزة هي التي ذهب نورها و غير المهموزة التي نتات و طفت مرتفعة و فيها ضوء﴾

(حاشیہ صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۹۹)

"باقی رہا لفظ "طافئة" تو ہمزہ اور ہمزہ کے بغیر دونوں طرح مروی ہے اور دونوں صحیح ہیں، ہمزہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے "جس کی روشنی ختم ہو گئی ہو" اور ہمزہ کے بغیر ہو تو اس کا معنی ہے "ابھری ہوئی ہو اور اس میں کچھ روشنی ہو"۔

(۲) پہلی، ساتویں اور آٹھویں روایت میں "اعور" کا لفظ آیا ہے جو کہ "عور" سے نکلا ہے اور اس کا لغوی معنی "عیب" ہے چنانچہ علامہ نوویؒ ہی تحریر فرماتے ہیں۔

"والعور في اللغة العيب" (حاشیہ صحیح مسلم ص ۴۰۰)

یہیں پر ہم "ناخنہ" کا مطلب بھی عرض کر دیں کہ اگر آنکھ کے اوپر گوشت کی کھال آ جائے جس سے آنکھ چھپ جائے اور نظر آنا بند ہو جائے اس کو "ناخنہ" کہتے ہیں۔ اب احادیث مذکورہ میں تطبیق ملاحظہ فرمائیے۔

امام قرطبیؒ کا جواب

اصل میں امام قرطبیؒ کا جواب ایک نہیں بلکہ تین ہیں۔ ایک ابن عبدالبر کا جواب اور اس پر اعتراض، دوسرے قاضی عیاضؒ کا جواب اور تیسرے امام قرطبیؒ کی تحقیق اس لئے یہ ایک جواب درحقیقت تین جواب ہیں۔

"ابوعمر بن عبدالبر فرماتے ہیں کہ ایک حدیث میں دجال کی بائیں آنکھ کانی ہونا مذکور ہے اور امام مالک کی حدیث میں دائیں آنکھ کا کانا ہونا مذکور ہے۔ اصل حقیقت حال تو اللہ ہی کو معلوم ہے البتہ اتنی بات ہے کہ امام مالک کی حدیث سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہے۔ اس سے زائد جواب انہوں نے نہیں دیا۔

ابوالخطاب بن دحیہ فرماتے ہیں کہ ابن عبدالبر کی یہ بات صحیح نہیں کیونکہ دجال کی آنکھوں کے سلسلے میں وارد شدہ تمام حدیثیں صحیح ہیں، ہمارے شیخ احمد بن عمر نے اپنی کتاب "المفہم" میں لکھا ہے کہ اس اختلاف کو رفع کرنے کے لئے تطبیق دینا مشکل ہے اور قاضی عیاضؒ نے ان میں مندرجہ ذیل تطبیق دے کر تکلف ہی کیا ہے۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک دونوں قسم کی روایات کو جمع کرنا ہی صحیح ہے اور وہ اس طرح کہ دجال کی دونوں آنکھوں میں ہی کچھ نہ کچھ "عور" ہوگا کیونکہ "عور" کا حقیقی معنی عیب ہے اسی لئے "الکلمة العوراء" کا مطلب ہے "عیب دار بات" لہٰذا دجال کی ایک آنکھ تو حقیقۃً کانی ہوگی اور یہ وہ آنکھ ہوگی جس کو حدیث میں "لیست بجحراء ولا ناتئة" اور "ممسوحة" اور "مطموسة" اور "طافئة" ہمزہ کے

ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور دوسری آنکھ عیب دار ہوگی ''جاحظة' کوکب دری، عنبة طافية'' ہونے کی وجہ سے اور دونوں صورتوں میں اس کو "عور" سے تعبیر کرنا درست ہوگا عرف اور استعمال کی وجہ سے یا عور اصلی کے اعتبار سے۔

ہمارے شیخ فرماتے ہیں کہ قاضی عیاضؒ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ دجال کی دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی۔ ایک تو اس مصیبت کی وجہ سے جو اس کو پہنچے گی اور اس کی بینائی ختم ہو جائے گی اور دوسری آنکھ اصل خلقت کے اعتبار سے عیب دار اور کانی ہوگی لیکن یہ تاویل بعید از فہم ہے کیونکہ روایات میں ایک آنکھ کی جو کیفیت بیان کی گئی ہے بعینہ وہی کیفیت دوسری روایت میں دوسری آنکھ کے متعلق بیان کی گئی ہے اس لئے اس میں آپ غور وفکر کرلیں۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ قاضی عیاضؒ کی ذکر کردہ تاویل صحیح ہے اور یہ کہ دونوں آنکھوں میں ''عور'' کی کیفیت مختلف ہوگی لہٰذا جن روایات میں یہ آیا ہے کہ دجال کی ایک آنکھ ایسی ہوگی کہ گویا پیدا ہی نہیں ہوئی یہ بعینہ ترجمہ ہے "مطموس العین، ممسوح العین، لیست بناتئة و لا جحراء، کا۔ اور دوسری آنکھ خون آلود ہوگی اور یہ ایک بہت بڑا عیب ہے خاص طور پر جب کہ اس کی صفت ''موٹا ناخنہ'' ہو یعنی وہ موٹی کھال جو آنکھ کو چھپا لے۔ اس بنیاد پر دونوں آنکھوں میں ''عور'' برابر کا ہوگا کیونکہ موٹا ناخنہ بھی کسی چیز کے ادراک میں رکاوٹ بن سکتا ہے اور اس کو کچھ نظر نہ آئے گا گویا دجال اندھا یا تقریباً اندھا ہوگا۔

البتہ اس توجیہ پر یہ اشکال باقی رہتا ہے کہ حضرت سفینہ

رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دجال کی دائیں آنکھ میں ناخنے کا ذکر ہے اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بائیں آنکھ میں ناخنے کا ذکر ہے، تو ہو سکتا ہے کہ دونوں آنکھوں میں ناخنہ ہو کیونکہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ دجال کی آنکھ پونچھی ہوئی ہوگی اور اس پر موٹا سا ناخنہ ہوگا، الخ" (تذکرہ ص ۵۵۱)

امام قرطبیؒ اور قاضی عیاضؒ کی رائے آپ نے ملاحظہ فرمائی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دجال کی دونوں آنکھوں میں کوئی نہ کوئی عیب ضرور ہوگا۔ ابن حجر عسقلانیؒ، نوویؒ، سید برزنجیؒ، ابن کثیرؒ وغیرہ حضرات کی رائے بھی یہی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ اکابر علماء کرام نے اسی توجیہ پر جزم ظاہر فرمایا ہے اور اسی پر اعتماد کیا ہے، اس پر شرح صدر نہیں ہو پا رہا جب کہ صاحب مظاہر حق نے شرح مشکوۃ میں توجیہ ذکر فرمائی ہے وہ دل کو بھی لگتی ہے اور تمام احادیث پر منطبق بھی ہو جاتی ہے، صاحب مظاہر حق کے الفاظ ہی میں پڑھئے!

"بعض حضرات نے ان احادیث کے درمیان یہ کہہ کر مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ دجال کا اعور ہونا لوگوں کے فرق کی نسبت سے ہوگا یعنی کچھ لوگ تو اس کو بائیں آنکھ کا عیبی دیکھیں گے اور کچھ لوگ دائیں آنکھ کا عیب دار دیکھیں گے اور یہ اس لئے ہوگا تا کہ اس کا جھوٹا اور فریبی ہونا بالکل ظاہر ہو جائے کیونکہ جب تمام لوگوں کی نظر میں اس کی اصل حیثیت و حالت نہیں آئے گی بلکہ وہ آنکھوں کے اعتبار سے کبھی کسی طرح کا اور کبھی کسی طرح دکھائی دے گا تو لوگ یہی سمجھیں گے کہ یہ جادوگر اور شعبدہ باز ہے اور اپنی کرتب بازیوں کے ذریعے مختلف روپ اختیار کرتا رہتا ہے"۔ (مظاہر حق جدید، ج ۵ ص ۵۷)

اس توجیہ کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حضور ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ سائل کی کیفیت دیکھ کر جواب ارشاد فرماتے تھے کسی کو سمجھانے کے لئے ایک لفظ فرمادیا تو کسی کے سامنے کسی اور لفظ سے ذکر فرمادیا اس وجہ سے روایات میں بظاہر تعارض آ گیا۔

دجال کی پیشانی کشادہ ہوگی

اس کے لئے حدیث میں ''اجلی الجبہۃ'' کے الفاظ آئے ہیں۔

''ناک کے نتھنے چوڑے ہوں گے'' کے لئے حدیث میں "عریض المنخر" کے الفاظ آئے ہیں، بعض کتابوں میں اس موقع پر "عظیم المنحر" کا لفظ ہے اس کا معنی ہے سینہ چوڑا ہونا۔

''بھاری بھرکم جسم ہوگا'' کے لئے حدیث میں "جسیم"، "اعظم انسان رأیناہ"، "ضخم فیلمانی" کے الفاظ آئے ہیں۔

''چھوٹا قد ہوگا'' کے لئے حدیث میں "قصیر" کا لفظ وارد ہوا ہے۔ جب کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ دجال کا قد لمبا ہوگا، اس تعارض کو دور کرنے کے لئے سید برزنجی نے تحریر فرمایا ہے کہ اس کا پستہ قد ہونا اس کے بھاری بھرکم جسم کے اعتبار سے ہوگا ورنہ اس کا قد لمبا ہی ہوگا یا ابتداء میں وہ پستہ قد ہوگا پھر دعویٰ الوہیت کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے امتحان کے لئے اس کو دراز قامت کر دیں گے۔

(الاشاعۃ ص ۲۶۳)

''دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ زیادہ ہوگا'' کے لئے حدیث میں "افحج" کا لفظ آیا ہے۔ جس کا قدیم اردو ترجمہ ''پھڈا'' کیا جا سکتا ہے۔

قطن بن عبدالعزی کے مشابہ ہوگا

قطن بن عبدالعزی کے بارے میں ہمارے علماء کرام کے دو نظریے ہیں۔

(۱) بعض علماء کرام کی رائے یہ ہے کہ قطن بن عبدالعزی زمانہ جاہلیت میں مر چکا تھا، بقول حافظ ابن حجرؒ کے اس کا اصل نام عبدالعزی بن قطن تھا۔ راوی نے غلطی سے اس کو قطن بن عبدالعزی نقل کر دیا، یہ شخص قبیلہ بنوخزاعہ میں سے تھا، اس کی ماں کا نام حالہ بنت خویلد ہے اور اس نے نبی علیہ السلام کی صحبت نہیں پائی۔

(۲) بعض علماء کرام کی رائے یہ ہے کہ قطن بن عبدالعزی زمانہ جاہلیت میں فوت نہیں ہوئے بلکہ نبی علیہ السلام کا زمانہ پایا، اسلام لائے اور شرف صحابیت سے مشرف ہوئے۔

اس دوسری رائے کی تائید مسند احمد کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ جب حضور ﷺ نے یہ فرمایا کہ دجال قطن بن عبدالعزی کے مشابہ ہوگا تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کہیں دجال کی مشابہت مجھے نقصان تو نہیں پہنچائے گی؟ فرمایا نہیں! کیونکہ تم مسلمان ہو اور دجال کافر ہوگا۔ اگرچہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس روایت کو سند کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا ہے کہ اس حدیث کا ایک راوی ''مسعودی'' عمر کے آخری حصے میں حافظے کی کمزوری کا شکار ہو گیا تھا لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اس لئے کہ مصنف ابن ابی شیبہ، طبرانی اور بزار میں یہی روایت حضرت فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اور بقول علامہ ہیثمی کے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اس لئے یہ دوسری رائے ہی وزنی معلوم ہوتی ہے۔

تاہم حافظ ابن حجرؒ کی اس رائے سے اتفاق کیا جا سکتا ہے کہ اس شخص کا اصل نام قطن بن عبدالعزی کے بجائے ''عبدالعزی بن قطن'' تھا کیونکہ مسلم شریف کی حدیث نمبر ۷۳۷۳ میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

﴿كأني اشبهه بعبد العزى بن قطن﴾

اسی طرح بخاری شریف حدیث نمبر ۷۱۲۸ میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

﴿اقرب الناس به شبها ابن قطن﴾

ممکن ہے کہ بعض لوگوں کے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہو کہ بخاری شریف میں حدیث نمبر ۳۴۴۱ کے آخر میں امام زہریؒ کا یہ قول منقول ہے کہ عبدالعزی بن قطن بنی خزاعہ میں کا ایک آدمی تھا جو زمانہ، جاہلیت میں مر گیا تھا؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ امام زہریؒ کی اپنی رائے ہے جس پر انہوں نے کوئی دلیل پیش نہیں کی اور ممکن ہے کہ یہ دو الگ الگ شخص ہوں جن میں سے ایک کا انتقال زمانہ، جاہلیت میں ہو گیا ہو اور دوسرے نے اسلام قبول کیا ہو اور اسلام قبول کرنے والے کے حلیہ سے دجال کی مشابہت بیان کر دی گئی ہو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

دجال کا سر

دجال کے سر کی کیفیت احادیث مبارکہ میں "وان راسہ من ورائہ کانھا اصلۃ" اور "وان راسہ من ورائہ حبک حبک" کے الفاظ سے نقل کی گئی ہے۔

دجال کے کان کٹا ہونے کا ذکر حدیث میں "تقطع اذنہ" کے الفاظ سے کیا گیا ہے۔

دجال کے جوان ہونے کا ذکر حدیث میں "شباب" کے لفظ سے کیا گیا ہے جب کہ بعض روایات میں دجال کے "شیخ" ہونے کا ذکر ہے یعنی وہ ادھیڑ عمر کا ہوگا۔ ان روایات میں تطبیق اس طرح دی جا سکتی ہے کہ دجال ابتداء میں بھرپور جوان ہوگا، لیکن بعد میں اس پر ایسی نحوست چھا جائے گی کہ وہ ادھیڑ عمر کا محسوس ہونے لگے گا۔

"دجال کا ایک ہاتھ لمبا ہوگا" کے لئے حدیث میں "احدی یدیہ اطول من الاخری" کے الفاظ آئے ہیں۔

"دجال کی پیشانی پر ک۔ف۔ر لکھا ہوگا" کے لئے حدیث میں "مکتوب بین عینیہ ک،ف،ر" کے الفاظ آئے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ دجال کے حلیے میں یہ بات بھی گزری ہے کہ اس کی پیشانی نمایاں ہوگی، اس کی وجہ یہی ہوگی کہ اس کی پیشانی پر لفظ "کافر" واضح طور پر حروف تہجی کی شکل میں لکھا جا سکے تاکہ کسی کو پڑھنے میں

دشواری نہ ہو۔

آپ غور تو فرمائیں! کہ دجال کا فتنہ کتنا عظیم ہوگا لیکن اس سے بچنے کے لئے جو راہنمائی اور آسانی فرمائی گئی وہ اس سے بھی زیادہ عظیم ہے کہ دجال کی پیشانی پر دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھ دیا جائے گا اور ہر خواندہ یا ناخواندہ مسلمان اس کو پڑھ کر دجال کو شناخت کرنے میں کچھ مشکل محسوس نہ کرے گا۔

﴿ایک حقیقت، جائزہ اور تبصرہ﴾

علماء کرام کا اس بات میں باہمی اختلاف رہا ہے کہ دجال کی پیشانی پر حقیقۃً لفظاً "کافر" لکھا ہوگا یا حدیث میں سمجھانے کے لئے یہ ترکیب استعمال ہوئی ہے کہ جو شخص بھی ربوبیت اور الوہیت کا دعوی کرے گا، ہر شخص سنتے ہی سمجھ جائے گا کہ یہ کافر ہے، بعض حضرات نے دوسری رائے اختیار کی ہے لیکن جمہور شراح حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ دجال کی پیشانی پر حقیقۃً "کافر" لکھا ہوگا چنانچہ امام نوویؒ تحریر فرماتے ہیں۔

﴿الصحیح الذی علیه المحققون ان هذه الکتابة علی ظاهرها و انها کتابة حقیقةً جعلها اللّٰه آیة و علامة من جملة العلامات القاطعة بکفره و کذبه و ابطاله و یظهر اللّٰه تعالٰی لکل مسلم کاتب و غیر کاتب و یخفیها عمن اراد شقاوته و فتنته ولا امتناع فی ذلک و ذکر القاضی فیه خلافا منهم من قال هی کتابة حقیقة کما ذکرنا و منهم من قال هی مجاز و اشارة الی سمات الحدوث علیه و احتج بقوله یقرأه کل مؤمن کاتب و غیر کاتب و هذا مذهب ضعیف﴾ (حاشیہ صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۰۰)

"صحیح مذہب جس پر محققین قائم ہیں، یہ ہے کہ دجال کی پیشانی پر

یہ جملہ ظاہری طور پر لکھا ہوگا اور حقیقۃً کتابت ہوگی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دجال کے کفر، کذب اور ابطال کی قطعی علامات میں سے ایک علامت اور نشانی ہوگی اور اس کو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر ظاہر کر دیں گے خواہ وہ لکھنا پڑھنا جانتا ہو یا نہ اور ہر اس شخص سے مخفی رکھیں گے جس کی بدبختی اور آزمائش کا ارادہ کر لیں گے اور یہ کوئی ممتنع نہیں۔

قاضی عیاض نے اس میں علماء کا اختلاف بھی ذکر کیا ہے کہ بعض علماء تو اس کو حقیقۃً کتابت مانتے ہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ مجاز ہے اور اس کے حادث ہونے کی علامات کی طرف اشارہ ہے اور ان کی دلیل حدیث کے یہ الفاظ ہیں "یقرؤہ کل مؤمن کاتب و غیر کاتب" لیکن یہ مذہب ضعیف ہے۔"

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں قاضی ابوبکر بن عربیؒ کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے۔

"کہ ہر مسلمان کا لفظ "کافر" کو پڑھ لینا ایک ہونے والی حقیقت کی خبر دینا ہے کیونکہ آنکھ میں دیکھنے کی طاقت اللہ پیدا فرماتے ہیں جس طرح چاہتے ہیں اور جب چاہتے ہیں، لہٰذا مسلمان تو اس کو اپنی آنکھوں کی بینائی سے ہی دیکھ لے گا خواہ وہ لکھنا پڑھنا بھی نہ جانتا ہو اور کافر اس کو نہیں دیکھ پائے گا خواہ وہ لکھنا پڑھنا جانتا ہی کیوں نہ ہو؟ جیسے مسلمان اپنی چشم بصیرت سے اس کو دیکھ لے گا اور کافر نہ دیکھ سکے گا۔

پس جو اللہ مؤمن کے لئے چشم بصیرت کی راہیں کھولے گا اور کافر ان کو دیکھ نہ سکے گا وہی اللہ کچھ علم حاصل کئے

بغیر ہی اس کا ادراک نصیب فرما دے گا کیونکہ اس زمانے میں خلاف عادت امور کا ظہور تو ہو ہی رہا ہوگا۔''

(فتح الباری ج ۱۳ص ۱۰۷)

حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ کی اس عبارت کو نقل کرنے کا مقصد دراصل ایک سوال کا جواب دینا ہے کہ یہ کیا بات ہوئی؟ دجال کی پیشانی پر لکھا ہوا لفظ کافر مسلمان کو تو دکھائی دے گا اور وہ اس کو پڑھ لے گا لیکن کافر نہیں پڑھ سکے گا حالانکہ دجال تو وہی ہوگا؟ اس کا جواب سمجھنے کے لئے حافظ ابن حجرؒ کی تقریر دوبارہ غور سے پڑھیں تو بات سمجھ میں آجائے گی۔

اس کا خلاصہ اگر آپ ذہن نشین کرنا چاہیں تو یہ آیت پڑھ لیجئے "ان اللّٰہ علی کل شیء قدیر" اللہ اس بات پر قادر ہے کہ ایک امی کو پڑھنے کی طاقت دے دے اور ایک پڑھے لکھے کی آنکھوں پر پردہ ڈال دے اور اس کا مشاہدہ ہم روزمرہ کی زندگی میں بآسانی کر سکتے ہیں۔

فائدہ

حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ کی تقریر سے ملتی جلتی تقریر امام قرطبیؒ کی بھی ہے جو کہ ان کی کتاب ''التذکرہ فی احوال الموتی و امور الآخرۃ'' کے ص ۵۵۲ پر دیکھی جا سکتی ہے۔

فتنہء دجال اور خوارق کا بیان

''دجال'' کا حلیہ پڑھنے کے بعد اس کے ہاتھوں ظاہر ہونے والے خلاف عادت امور کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے کیونکہ انہی خلاف عادت امور کو دیکھ کر بہت سے لوگ کفر کی دلدل میں دھنس جائیں گے اور دجال کے پیروکاروں میں شامل ہو کر ہمیشہ کے لئے اپنی محرومی پر مہر تصدیق ثبت کر دیں گے اور کیوں نہ ہو کہ امام مسلم نے ابو

الدهماء اور ابو قتادہ سے نقل کیا ہے:

﴿کنا نمر علی هشام بن عامر ناتی عمران بن حصین فقال ذات یوم انکم لتجاوزونی الی رجال ما کانوا باحضر لرسول الله ﷺ منّی و لا اعلم بحدیثه منی سمعت رسول الله ﷺ یقول مابین خلق آدم الی قیام الساعة خلق اکبر من الدجال و فی روایة امر اکبر من الدجال﴾ (صحیح مسلم: ۷۳۹۶)

''کہ ہم حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرتے ہوئے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، حضرت ہشام رضی اللہ عنہ ایک دن فرمانے لگے کہ تم مجھے چھوڑ کر ایسے لوگوں کے پاس جاتے ہو جو کاشانہ ء نبوی میں مجھ سے زیادہ حاضر باش نہ ہوتے تھے اور نہ مجھ سے زیادہ علم حدیث ان کے پاس ہے، میں نے خود نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور قیام قیامت کے درمیان دجال سے بڑی مخلوق نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دجال سے بڑا فتنہ اور معاملہ نہیں ہے۔''

جب تخلیق آدم سے لے کر قیام قیامت تک ''دجال'' سے بڑا فتنہ کوئی نہ ہوگا اور ہر فتنے پر مفتون ہونے کے لئے کچھ اسباب کی ضرورت ہے خواہ وہ فتنہ چھوٹا ہو یا بڑا تو اب ان اسباب کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

فتنہء دجال میں مفتون ہونے کے اسباب

(۱) دجال آسمان کو حکم دے گا تو بارش برسنا شروع ہو جائے گی، زمین کو حکم دے گا تو وہ اپنی تمام پیداوار باہر نکال کر رکھ دے گی، اسی طرح کسی ویرانے پر

گذرتے ہوئے زمین سے کہے گا کہ اپنے خزانے اور دفینے نکال دے تو زمین کے خزانے اس کے پیچھے اس طرح چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ مکھی کے پیچھے چلتی ہیں۔

(۲) دجال کے پیروکاروں اور اس پر ایمان لانے والوں کے لئے ہر طرح کا سامان آرام و راحت موجود ہوگا چنانچہ ان کے اونٹ شام کو اس حال میں لوٹا کریں گے کہ ان کے کوہان خوب اونچے، تھن لبریز اور کوکھیں بھری ہوئی ہوں گی۔

(۳) دجال پر ایمان لانے سے انکار کرنے والوں کے لئے بڑی سخت آزمائش کا وقت ہوگا چنانچہ وہ قحط سالی کا شکار ہو جائیں گے اور ان کے ہاتھ ان کے مال میں سے کچھ نہ رہے گا۔

یہاں رک کر ذرا سوچئے! کہ جب ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو ایک عام آدمی کیا کرے گا۔ اللہ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔

اب پہلے مسلم شریف کی طویل روایت میں سے چند اقتباسات اس مضمون کے پڑھ لیجئے پھر مزید اسباب بیان ہوں گے۔ انشاء اللہ

﴿ فیاتی علی القوم فید عوهم فیؤمنون به و یستجیبون له فیامر السماء فتمطر و الارض فتنبت، فتروح علیهم سارحتهم، اطول ما کانت ذری، و اسبغه ضروعا، امده خواصر، ثم یاتی القوم، فیدعوهم فیردون علیه قوله فینصرف عنهم فیصبحون ممحلین لیس بایدیهم شیء من اموالهم الخ ﴾

(صحیح مسلم ۷۳۷۳، ابن ماجہ ۴۰۷۷)

"دجال لوگوں کی ایک جماعت کے پاس آکر ان کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دے گا، وہ اس کی بات مان کر اس پر ایمان

لے آئیں گے، تو دجال آسمان کو برسنے کا حکم دے گا پس آسمان سے بارش شروع ہو جائے گی، زمین کو حکم دے گا وہ نباتات اگائے گی چنانچہ ان کے اونٹ شام کے وقت اس حال میں واپس آئیں گے کہ ان کے کوہان خوب اونچے، تھن خوب لبریز اور کوکھیں خوب بھری ہوئی ہوں گی۔

پھر وہ لوگوں کی ایک اور جماعت کے پاس جا کر ان کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دے گا، وہ اس کی بات کو رد کر دیں گے اور دجال وہاں سے چلا جائے گا اور یہ لوگ قحط سالی کا شکار ہو جائیں گے، ان کے ہاتھوں میں ان کا کوئی مال باقی نہ بچے گا"۔

(۴) دجال کو قدرت خداوندی کی طرف سے اتنی ڈھیل دی جائے گی کہ وہ اس دنیا میں جنت اور جہنم کو اپنے ساتھ لئے پھرا کرے گا، جو اس کی بات مان کر اس پر ایمان لے آئے گا اس کو وہ اپنی خود ساختہ جنت میں داخل کر دے گا حالانکہ دجال کی جنت میں داخل ہونا گویا دجال کے رب کی جہنم میں داخل ہونا ہے اور اپنے اوپر ایمان نہ لانے والوں کو وہ اپنی خود ساختہ جہنم میں داخل کر دے گا اور جس اللہ نے اپنے خلیل علیہ السلام کے لئے نار کو گلزار بنایا تھا وہی اللہ ان کے لئے بھی اس جہنم کو جنت کا ایک باغ بنا دے گا۔ (ابن ماجہ: ۴۰۷۷)

(۵) دجال کو اس بات پر بھی قدرت دی جائے گی کہ اگر وہ کسی مردے کو زندہ کرنا چاہے یا زندہ کو مارنا چاہے تو ایسا کر سکے لیکن یہ ایک دھوکا ہوگا جس کا شکار لوگ ہو جائیں گے اس لئے کہ احادیث مبارکہ میں اسکی تفصیل اس طرح آتی ہے کہ دجال ایک دیہاتی کے پاس آئے گا اور اس سے کہے گا کہ دیکھ! اگر میں تیرے اونٹوں کو زندہ کر دوں تو کیا تب بھی تو مجھے اپنا رب یقین نہیں

کرے گا؟ وہ دیہاتی کہے گا کیوں نہیں! اسی لیے شیاطین اس کے اونٹوں کی صورت میں آجائیں گے جن کے تھن دیکھنے میں بھی خوبصورت ہوں گے اور کوہان بھی خوب بڑے ہوں گے۔

پھر دجال ایک ایسے شخص کے پاس آئے گا جس کا بھائی اور باپ مرگیا ہوگا اور اس سے کہے گا کہ اگر میں تیرے بھائی اور باپ زندہ کردوں تو کیا تب بھی تو مجھے اپنا رب یقین نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا کیوں نہیں! چنانچہ شیاطین اس کے سامنے اس کے باپ اور بھائی کی صورت میں آجائیں گے۔ یہ تفصیل تو النھایۃ اور الفتن میں مسند احمد کے حوالے سے نقل کی گئی ہے جب کہ سنن ابن ماجہ میں اسی سے ملتی جلتی حدیث ہے کہ دجال ایک دیہاتی کے پاس آکر کہے گا کہ دیکھ! اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کردوں تو کیا تو اس بات کی گواہی دے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟ وہ کہے گا ضرور! تو دو شیطان اس کے ماں باپ کی شکل میں اس کے سامنے آجائیں گے اور اس سے کہیں گے کہ اے بیٹا! اس کی اتباع کرو کیونکہ یہ تمہارا رب ہے۔ (ابن ماجہ: ۴۰۷۷)

شاید آپ یہ کہیں کہ اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ دجال کو حقیقۃً زندہ کرنے اور مارنے پر قدرت نہیں ہوگی بلکہ یہ ایک دھوکا ہوگا جس میں لوگ مبتلا ہو جائیں گے، یہ بات صحیح تو ہے لیکن اس کا دوسرا جزو بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ دجال کے پاس اپنے وقت کا سب سے بہترین آدمی آکر کہے گا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔

دجال اپنے پیروکاروں سے کہے گا کہ اگر میں اس کو قتل کر کے زندہ کردوں تو کیا تمہیں پھر بھی اس معاملے میں شک ہوگا؟ وہ کہیں گے کہ نہیں! چنانچہ دجال اس کو قتل کرے گا پھر زندہ کرے گا (مسلم ۷۳۷۵) اور مسلم شریف ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ دجال کے اسلحہ بردار ایک مسلمان کو پکڑ کر دجال کے پاس لائیں گے وہ مسلمان اس کو دیکھتے ہی کہے گا کہ لوگو! یہ وہی دجال ہے جس کا ذکر حضور ﷺ نے فرمایا ہے، دجال اس کو اپنے سامنے حاضر کرنے کا حکم دے گا اور کہے گا کہ اس کو کھینچو،

پھر حکم دے گا کہ اس کا سر اور چہرہ خوب زخمی کر دو چنانچہ اس کی پشت اور پیٹ پر خوب پٹائی شروع ہو جائے گی، پھر دجال اس سے پوچھے گا کہ مجھ پر اب بھی ایمان لاتا ہے کہ نہیں؟ وہ کہے گا کہ تو وہی مسیح کذاب ہے! یہ سن کر دجال ایک آرہ منگوائے گا اور جسم کے اس حصے پر رکھ کر چلائے گا جہاں سے جسم دو برابر حصوں میں تقسیم ہو جائے چنانچہ اس کا جسم دو ٹکڑوں میں بٹ جائے گا اور دجال ان دونوں کے درمیان چلے گا پھر اس سے کہے گا کھڑا ہو جا! تو وہ سیدھا کھڑا ہو جائے گا۔ الخ (مسلم ۷۳۷۷، بخاری ۱۸۸۲)

اس موقع پر ہم اس واقعہ کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتے کہ تفصیلات آگے آئیں گی، یہاں صرف یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ دجال کو احیاء موتی پر بھی قدرت دی جائے گی اور لوگ اس کو دیکھ کر اس پر دھڑا دھڑ ایمان لے آئیں گے۔

چلتے چلتے یہاں ایک اعتراض بھی دور کرتے جائیں کہ مردوں کو زندہ کرنا تو انبیاء کرام علیہم السلام کا ایک بڑا اور عظیم معجزہ ہے۔ دجال کو کیسے مل جائے گا؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ

> ''یہ بندوں کے امتحان کے لئے ہوگا کیونکہ لوگوں کے پاس اس کے باطل پر ہونے اور اپنے دعویٰ میں حق پر نہ ہونے کی دلیل تو موجود ہوگی کہ وہ کانا ہوگا اور اس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوگا جس کو ہر مسلمان پڑھ لے گا، لہٰذا اس کا دعویٰ تو ویسے ہی ختم ہو جائے گا کہ علامت کفر اور ذات وقدر میں نقص موجود ہوگا، اگر وہ خدا ہوتا تو اپنے آپ سے ان عیوب کو زائل کر سکتا جب کہ معجزاتِ انبیاء اس قسم کے معارضوں سے محفوظ ہوتے ہیں، لہٰذا ان دونوں میں مشابہت نہ رہی۔'' (فتح الباری ج ۱۳ ص ۱۱۵)

(۶) دجال کے فتنہ میں مبتلا ہو کر لوگوں کے گمراہ ہونے کا ایک سبب وہ دو نہریں بھی ہوں گی جو دجال کے حکم پر اس کے ساتھ ساتھ رہا کریں گی، ایک نہر پانی کی ہوگی اور دوسری شعلے مارتی ہوئی آگ کی۔ اور عین ممکن ہے کہ ماقبل میں جو

دجال کی جنت اور جہنم کا تذکرہ ہوا ہے وہ انہی دو نہروں سے کنایہ ہو کہ پانی کی نہر مدلول ہو جنت کا اور جہنم سے مراد وہ آگ کی نہر ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں الگ الگ ہوں۔ واللہ اعلم

(۷) دجال کے پاس اپنے پیروکاروں کے لئے خوراک کا اتنا بڑا ذخیرہ ہوگا کہ احادیث مبارکہ میں اس کے لئے "جبل خبز" روٹیوں کے پہاڑ کا لفظ وارد ہوا ہے یعنی خوراک کا ذخیرہ کافی وافر مقدار میں ہوگا۔ اور ظاہری سی بات ہے اندھا کیا چاہے؟ دو آنکھیں! اور غریب کیا چاہے؟ دو وقت کی روٹی، ضعیف الاعتقاد اور مفلوک الحال افراد تو یہ دیکھتے ہی اس کی الوہیت کا نہ صرف اقرار کر لیں گے بلکہ اس کا پرچار کرنا شروع کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کی اس فتنہ سے حفاظت فرمائیں۔

(۸) دجال کے ساتھ دو نبیوں کے ہم شکل فرشتے بھی ہوں گے۔ ایک دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف۔ جب دجال لوگوں سے یہ کہے گا کہ کیا میں تمہارا موت و زندگی دینے والا رب نہیں ہوں؟ تو ان میں سے ایک کہے گا کہ تو جھوٹ بولتا ہے لیکن اس کی یہ بات اس کے ساتھی کے علاوہ کوئی نہ سن سکے گا اور دوسرا اپنے ساتھی کی تصدیق میں کہے گا کہ تو سچ کہہ رہا ہے، لوگ اس کو سن لیں گے۔ اب ظاہری سی بات ہے کہ درمیان والی تکذیب تو گئی اور باقی دجال کا دعویٰ اور دوسرے کی تصدیق بچ گئی، لوگ جب دیکھیں گے کہ نبی اس کے خدا ہونے کی تصدیق کر رہے ہیں تو پھر اس پر ایمان لانے میں دیر کیوں کی جائے؟ یہ سوچ کر لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے۔

(مسند احمد ج ۵ ص ۲۲۱ بحوالہ النھایۃ لابن کثیر ص ۹۲)

(۹) بعض روایات میں آتا ہے کہ دجال چاند کو پکڑ کر اس طرح دو ٹکڑے کر دے گا جیسے چاول کو توڑ دیا جاتا ہے اور فضاء میں اڑتے ہوئے پرندوں کو پکڑ لیا کرے گا لیکن سند کے اعتبار سے یہ روایات ضعیف ہیں البتہ اگر اس کے فتنہ کی طرف

دیکھا جائے تو قدرت خداوندی سے یہ کوئی بعید بھی نہیں بالخصوص جب کہ اس کو اتنی ڈھیل دی گئی ہو۔

(۱۰) دجال پوری زمین پر گھومے گا اور فساد مچاتا پھرے گا، چونکہ یہ مدت تھوڑی ہوگی اس لئے اس کو انتہائی تیز رفتار سواری مہیا کی جائے گی اور محسوس ہوگا کہ گویا زمین اس کے لئے لپیٹ دی گئی ہے بلکہ مسلم شریف کی روایت میں تو ہے کہ دجال کی سرعت اس بارش کی طرح ہوگی جس کے پیچھے سے ہوا اس کو دھکیل رہی ہو۔ (مسلم حدیث نمبر ۷۳۷۳)

(۱۱) دجال جس گدھے پر سواری کرے گا اس کے متعلق مسند احمد اور مستدرک حاکم کی روایت سے اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا لیکن جن روایات میں دجال کے گدھے کا مکمل حلیہ بیان کیا گیا ہے مثلاً اس کا رنگ انتہائی سفید ہوگا، ہر کان کی لمبائی تیس گز کے برابر ہوگی، ایک کھر سے دوسرے کھر تک کا فاصلہ ایک دن اور رات میں طے ہوگا تو وہ روایات صحت کے اعتبار سے مشکوک ہیں۔

(۱۲) دجال جس مادرزاد اور پیدائشی اندھے پر ہاتھ پھیر دے گا اس کی بینائی لوٹ آئے گی، اسی طرح کوڑھی کے جسم پر ہاتھ پھیر کر اس کو تندرست کر دے گا، یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اس کے ہاتھوں صحت یاب ہوں گے وہ اسی کا گن گائیں گے۔

یہ بارہ اسباب تو موٹے موٹے تھے جن کا یہاں تذکرہ کیا گیا اس کے علاوہ کچھ ذیلی اور ضمنی اسباب بھی لوگوں کی گمراہی کا سبب بن سکتے ہیں۔ اس لئے یہاں بارہ کے عدد سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اسباب ضلالت صرف انہی بارہ میں منحصر ہیں بلکہ اس کے علاوہ بھی ہو سکتے ہیں۔

دجال کے ہاتھوں ظاہر ہونے والے خوارق کی حیثیت کیا ہے؟

دجال کے ہاتھوں پر ظاہر ہونے والے جن خوارق کا ذکر ہوا، ان کے بارے

میں علماء کرام کا اختلاف ہے کہ آیا حقیقتہً ان کا ظہور ہوگا یا لوگوں کی نظروں کا دھوکہ ہوگا جیسے آج کل مسمریزم کے ذریعے کیا جاتا ہے لیکن اس اختلاف کو ذکر کرنے سے پہلے ہم یہاں ایک حدیث اور اس کا ترجمہ نقل کریں گے تاکہ بات سمجھنا آسان ہو جائے۔

﴿عن حذیفة قال قال رسول الله ﷺ لانا اعلم بما مع الدجال منه، معه نهران یجریان احدهما رای العین ماء ابیض والآخر رای العین نار تاجج فاما ادرکن احد فلیات النهر الذی یراه نارا و لیغمض ثم لیطاطی راسه فیشرب منه فانه ماء بارد الخ﴾ (صحیح مسلم ۲۳۶۷)

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے سب سے زیادہ علم ہے کہ دجال کے ساتھ کیا کیا چیزیں ہوں گی؟ اس کے ساتھ دو نہریں ہوں گی، ایک تو دیکھنے میں سفید پانی کی نظر آئے گی اور دوسری دیکھنے میں شعلہ مارتی ہوئی آگ کی ہوگی، اگر تم میں سے کوئی اس کو پائے تو اس نہر میں داخل ہو جو اس کو آگ کی نہر دکھائی دے رہی ہو اور اس میں غوطہ لگائے اور اپنا سر نکال کر اس میں سے پی لے کیونکہ وہ ٹھنڈا پانی ہوگا۔ الخ''

اس حدیث سے ویسے تو بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں مثلاً

(۱) فتنہ دجال کا سب سے زیادہ تفصیلی علم حضور ﷺ کو دیا گیا ہے۔

(۲) فتنہ دجال کی ایک کڑی وہ دو نہریں بھی ہوں گی جو دجال کے ساتھ ہوا کریں گی۔

(۳) اس صورت میں فتنہ سے بچاؤ اور حفاظت کا طریقہ یہ ہوگا کہ اپنی بصارت پر یقین کئے بغیر اپنی بصیرت اور حدیث نبوی پر اعتماد کیا جائے اور جس چیز میں بظاہر تکلیف دکھائی دے رہی ہو اس کو اختیار کر لیا جائے۔

لیکن ان سب باتوں سے قطع نظر اس حدیث کو یہاں نقل کرنے کا مقصد خط

کشیدہ جملے کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ لوگوں کو ایسا نظر آئے گا، حقیقت اس کے برعکس ہوگی۔

اس حدیث کو ذہن میں مستحضر رکھ کر اب اصل مقصد کی طرف آئیے! کہ علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی کتاب النحایۃ فی الفتن والملاحم میں اس حدیث کے تحت تحریر فرمایا ہے:

''کہ اس حدیث سے علماء کرام کی ایک جماعت مثلاً ابن حزم اور طحاوی وغیرہ نے استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ دجال چالباز اور ملمع ساز ہوگا اور لوگوں کے سامنے وہ جن خوارق کو ظاہر کرے گا اور وہ اسی کے زمانے میں لوگوں کے مشاہدے میں آئیں گے ان کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ یہ سب چیزیں خیالی ہیں۔

رئیس معتزلہ شیخ ابوعلی جبائی کا کہنا ہے کہ ان واقعات کا حقیقت کی دنیا میں اسی طرح ہو جانا کبھی درست نہیں ہو سکتا، کہیں ساحر کے خوارق، نبی کے خوارق سے مشابہہ نہ ہو جائیں۔'' (ص ۱۲۹،۱۲۸)

شیخ یوسف الوابل نے ابن کثیر کے حوالے سے مذکورہ صدر تین حضرات کے اقوال نقل کرنے کے بعد اپنی تحقیق نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے:

''کہ ان حضرات کے بعد شیخ رشید رضا آئے اور انہوں نے بھی ''خوارق دجال'' کا انکار کر دیا اور یہ گمان کیا کہ ایسا ہونا مخلوق میں عادت اللہ کے خلاف ہے چنانچہ وہ احادیث دجال پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

دجال کے بارے میں جن خوارق کا ذکر کیا گیا ہے، وہ ان بڑے بڑے معجزات کے مشابہہ ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے اولوالعزم پیغمبروں کی تائید فرمائی تھی یا ان کی برتری ظاہر فرمائی تھی، نیز ان خوارق سے معجزات انبیاء میں اشتباہ آ جاتا ہے

جیسا کہ بعض علماء کرام نے تصریح فرمائی ہے اور بعض محدثین نے اس نظریئے کو بدعت شمار فرمایا ہے اور یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو یہ معجزات اس لئے عطا فرمائے تھے کہ اپنی مخلوق کو ہدایت سے نوازے جو کہ اس کی رحمت کے غضب پر سبقت لے جانے کا مقتضی بھی ہے تو پھر وہی خوارق اپنے بندوں کی ایک بڑی جماعت کو گمراہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ دجال کو کیسے دے دیں گے؟ .... پھر کچھ آگے چل کر شیخ رشید رضا لکھتے ہیں کہ دجال کی طرف جن خوارق کی نسبت کی گئی ہے، مخلوق خداوندی میں وہ عادت الٰہیہ کے خلاف ہیں اور قرآن کریم کی نصوص قطعیہ سے یہ بات ثابت ہے کہ عادت الٰہیہ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اور یہ احادیث جن میں اضطراب و اختلاف بھی ہے اور آپس میں ٹکراؤ بھی، نہ تو ان نصوص قطعیہ کی تخصیص کر سکتی ہیں اور نہ ان کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ پھر اس ٹکراؤ کی ایک مثال بیان کرنے کے بعد شیخ یوسف فرماتے ہیں۔

خوارق دجال کے منکرین میں ابو عبیہ بھی شامل ہیں چنانچہ اس سلسلے میں وارد شدہ احادیث پر اپنی تعلیق میں تحریر فرماتے ہیں۔

اس عظیم الشان فتنے کے سامنے کون ٹھہر سکتا ہے؟ کہ لوگوں کی جماعتوں کے سامنے وہ زندگی بھی دے گا اور موت بھی، تمام لوگوں کو اس کی خبر بھی ہوگی پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جہنم میں ڈال دے کہ وہ اس کے فتنہ میں مبتلا ہو گئے تھے (یہ تو بڑی عجیب بات ہے) اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں پر بڑے مہربان اور رحم فرمانے والے ہیں وہ اپنے بندوں پر ایسی

بلاء مسلط نہیں کر سکتے جس کی تفصیلات بھی صرف اسی کو معلوم ہیں جس کو پختگی ایمان اور عقیدے کی مضبوطی کا حظ وافر نصیب ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک دجال کی اتنی قدر و قیمت نہیں کہ اللہ اسے اپنے بندوں پر مسلط کریں اور اپنے بندوں کے عقیدے اور ایمان کو متزلزل کرنے کا اتنا بڑا اسلحہ فراہم کر دیں۔ (اشراط الساعۃ ص ۳۱۸،۳۱۹)

مذکورۂ صدر تقریر سے یہ بات خوب واضح ہوگئی کہ صرف گنتی کے پانچ افراد ایسے مل سکے ہیں جنہوں نے خوارق دجال کو حقیقی ماننے سے انکار کیا ہے۔ ان کے علاوہ تمام علماء کرام اور مفسرین و محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ خوارق دجال کوئی خیالی اور ملمع سازی چیزیں نہیں بلکہ یہ ایک حقیقت ہوگی جس کا انکار سوائے ضد اور ہٹ دھرمی کے کچھ نہیں اور اکابر علماء کرام نے ہمیشہ اس نظریئے کو تنقید اور تشویش کی نگاہ سے دیکھا ہے چنانچہ قاضی عیاضؒ تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ ان تمام حضرات کی غلط فہمی ہے کیونکہ دجال مدعی نبوت نہیں ہوگا کہ اس کے ہاتھوں پر ظاہر ہونے والے خوارق سے اس کی تصدیق ہو جائے بلکہ وہ تو خدائی کا دعویدار ہوگا یہ الگ بات ہے کہ وہ اپنے اس دعویٰ میں خود اپنی صورت حال، دلائل حدوث، نقص صورت اور اپنی آنکھوں کے کانے پن کو زائل کرنے سے عجز، اپنی آنکھوں کے درمیان لکھے ہوئے کفر کو مٹا نہ سکنے سے ہی اپنی تکذیب کر دے گا، یہ اور اس جیسے دوسرے دلائل کے پیش نظر دجال کے پیروکار صرف عامی لوگ ہی ہوں گے اور ان کا مقصد بھی اپنی حاجت برآری اور فقر و فاقہ کا سد باب ہوگا تاکہ اپنی زندگی کی رمق کو برقرار رکھ سکیں یا اس کی ایذاء رسانی سے اپنے آپ کو بچانا مقصود ہوگا۔

کیونکہ دجال کا فتنہ انتہائی عظیم ہوگا جو عقلوں کو دہشت زدہ کر دے گا اور باوجود زمانہ کی تیز رفتاری کے لوگوں کی عقلیں حیران رہ جائیں گی اور وہ اتنی دیر رکے گا ہی نہیں کہ ضعیف الاعتقاد افراد اس کے حالات پر غور و فکر کر سکیں، اس کے اندر نقص اور حدوث کی علامات پر نگاہ توجہ مبذول کر سکیں الخ۔

(حاشیہ صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۹)

علامہ ابن کثیرؒ تحریر فرماتے ہیں:

''یہ تمام چیزیں ''خیال'' سے نہیں، حقیقت سے تعلق رکھتی ہیں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا آخر زمانہ میں امتحان لیں گے، بہت سوں کو گمراہ اور بہت سوں کو ہدایت دیں گے، شک کرنے والے کفر کے گڑھے میں جا گریں گے اور مؤمنین کے ایمان میں اضافہ ہو جائے گا۔ (النھایہ لابن کثیر ص ۱۳۰)

حافظ ابن حجرؒ نے قاضی ابن عربی مالکیؒ کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے کہ

''دجال کے ہاتھ پر جن خوارق کا ظہور ہوگا مثلاً دجال کی تصدیق کرنے والوں کے لئے بارش کا نزول، سرسبزی اور شادابی کا ظہور، منکرین پر قحط سالی کا دخول، دفینہائے ارضی کا اتباع دجال، جنت اور جہنم اور جاری نہروں کی ہم رکابی، یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش اور امتحان کے طور پر ہوں گی تاکہ شک کرنے والے ہلاک اور پرہیزگار نجات پا جائیں اور چونکہ یہ تمام چیزیں خوف اور خطرے کی علامت بلکہ انتہائی خوفناک ہیں اس لئے حضور اکرم سرور دو عالم ﷺ نے اپنی امت کے سامنے وضاحت فرما دی کہ فتنہ دجال سے بڑا کوئی فتنہ نہیں''۔ (فتح الباری ج ۱۳ ص ۱۰۳)

اکابر علماء کرام کے جوابات آپ نے ملاحظہ فرمائے لیکن اس سلسلے میں جو سب سے زیادہ مضبوط، مفصل اور مدلل گفتگو شیخ یوسف الوابل نے کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ کوشش ہوئی کہ یہاں اس کا خلاصہ بعینہ نقل کر دیا جائے۔ ملاحظہ فرمائیں!

(۱) خوارق دجال کے بارے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں وہ صحیح اور ثابت ہیں، نہ تو ان کی تردید کی جا سکتی ہے اور نہ کسی شبہ کی وجہ سے کوئی تاویل۔ ان روایات میں نہ تو کوئی اضطراب ہے اور نہ تعارض۔

باقی شیخ رشید رضا نے جو صحیحین میں مروی حدیث مغیرہ بن شعبہ اور دیگر احادیث دجال کے درمیان تعارض سے استشہاد کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث مغیرہ میں جو حضور ﷺ کا ارشاد مروی ہے: "هو اهون علی اللّٰه من ذلک" اس کا مطلب یہ ہے کہ دجال کے ہاتھوں ظاہر ہونے والے خوارق کی حیثیت اللہ کے یہاں اتنی نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان کو گمراہ یا ان کے دل میں تشکیک پیدا کریں بلکہ ان خوارق سے تو ایمان والوں کے ایمان میں اور اضافہ ہو جائے گا، اور شک کا شکار وہی ہوں گے جو اپنے دلوں میں روگ لیے بیٹھے ہیں۔

اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کو دجال قتل کر کے دوبارہ زندہ کرے گا تو وہ کہے گا کہ تیرے معاملے میں آج کے دن سے زیادہ بصیرت مجھے حاصل نہیں ہوئی۔ "هو اهون علی اللّٰه من ذلک" کا یہ مطلب نہیں کہ دجال کے پاس کوئی خرق عادت فتنہ نہ ہوگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ خلاف عادت کام اس کی سچائی کی دلیل بننے کی اہلیت نہیں رکھے گا خاص طور پر جب کہ منجانب اللہ اس کے اندر ایک ایسی ظاہری علامت رکھ دی جائے گی جو اس کے کذب اور کفر کی واضح ترین دلیل ہوگی، ہر مسلمان، امی ہو کہ پڑھا لکھا، اس کو پڑھ سکے گا اور اس کے کذب کے مزید شواہد اس کا حادث ہونا اور ذاتی نقائص بھی ہوں گے جیسا کہ گذرا۔

(۲) اور اگر ہم یہ تسلیم کر بھی لیں کہ حدیث اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے تو پھر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ دجال کی حیثیت اللہ

کے نزدیک اس سے کم تر ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ نہریں چلیں، تفصیلات نازل ہونے سے پہلے ہوگا اور اس کی دلیل خود حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں کہ انہوں نے یہ عرض نہیں کیا کہ یارسول اللہ! آپ نے اس طرح فرمایا تھا کہ اس کے ساتھ نہریں بھی ہوں گی بلکہ ان کی عرض یہ تھی کہ یارسول اللہ! لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ نہریں ہوں گی، اس کے بعد وحی الٰہی آگئی ہو کہ واقعۃً دجال کو کچھ خرق عادت امور پر قدرت دی جائے گی اس اعتبار سے بھی حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی روایت اور دیگر احادیث میں تعارض نہیں رہتا۔

(۳) خوارقِ دجال حقیقی امور ہیں، خیالات اور تمویہات نہیں اور ان کا تعلق ان امور سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی آزمائش اور امتحان کے لئے تقدیر میں لکھ دیا ہے اور یہ بات ناممکن ہے کہ دجال کا حال انبیاء کرام علیہم السلام کے حال کے مشابہ ہو جائے کیونکہ کسی صحیح روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ اپنے ہاتھوں ان خوارق عادت امور کے ظہور کے وقت نبوت کا دعویٰ کرے گا، بلکہ اس کے ہاتھوں پر ان خوارق کا تو ظہور ہی اس وقت ہوگا جب وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔

(۴) رہی یہ بات کہ روایات میں جو مروی ہے کہ دجال مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے علاوہ پوری زمین پر صرف چالیس دن کے عرصے میں چکر لگالے گا، ایسا ہونا اس مختصر سی مدت میں مستبعد ہے تو شیخ رشید کی یہ دلیل اپنے اندر کچھ وزن نہیں رکھتی بلکہ یہ دلیل خود ان کے خلاف جاتی ہے کیونکہ مسلم شریف کی روایت میں آیا ہے کہ دجال کے کچھ دن سال کے برابر ہوں گے، کچھ مہینوں کے برابر اور کچھ ہفتوں کے برابر، اس لئے اس اعتراض کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔

(۵) دجال کو دیئے جانے والے خوارق میں اللہ تعالیٰ کی عادت تکوینیہ کی خلاف ورزی بھی نہیں لازم آتی کیونکہ اگر ہم شیخ رشید کے کلام کو ظاہر پر محمول کریں تو

پھر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کا بھی بطلان کرنا پڑے گا کیونکہ وہ بھی تو اللہ تعالیٰ کی عادات تکوینیہ کے خلاف ہوتے ہیں جو جواب خوارق انبیاء میں دیا جائے گا وہی جواب خوارق دجال میں بھی ہوگا۔

(۶) اور اگر ہم یہ بھی تسلیم کر لیں کہ خوارق دجال اللہ تعالیٰ کی عادات تکوینیہ کے خلاف ہیں تو ہماری طرف سے اس کی توجیہ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ دجال کے زمانے میں تو ویسے ہی عادتیں بدل جائیں گی، فناء عالم، زوال دنیا اور قرب قیامت کا الارم بجانے والے بڑے بڑے امور ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گے، جب اس کا خروج ہی ایسے فتنوں کے زمانے میں ہوگا تو اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں پر بڑے مہربان ہیں کہ اپنے بندوں کو اس کے خوارق سے مفتون کر دیں، وہ ذات تو لطیف وخبیر ہے تاہم اس کی حکمت کا تقاضا یہی ہے کہ اپنے بندوں کا اس طرح امتحان لے بالخصوص جب کہ اس نے اپنے پیغامبروں کے ذریعے لوگوں کو ڈرا بھی دیا۔

(اشراط الساعۃ ص ۳۲۰ تا ۳۲۲)

امام قرطبی رحمہ اللہ کی رائے گرامی

امام قرطبیؒ اپنی کتاب "التذکرۃ فی احوال الموتی و امور الآخرۃ" ص ۵۵۲ پر تحریر فرماتے ہیں:

"بعض علماء کا یہ کہنا کہ دجال کو جو چیزیں عطا ہوں گی وہ حیلے اور شعبدہ بازی کے قبیل سے ہوں گی، حقائق کی راہ سے ہٹا ہوا ہے اس لئے کہ حضور ﷺ نے اس کے متعلق جن چیزوں کی خبر دی ہے وہ حقائق ہیں اور عقلاً ان میں سے کوئی چیز محال بھی نہیں لہٰذا ان کو اپنے معنی حقیقی پر باقی رکھنا واجب ہے"۔

دجال اور مخلص مسلمان

تاریخ عالم گواہ ہے کہ دنیا میں جتنے فتنہ گر اور فساد کی آگ بھڑکانے والے آئے ہیں، خواہ ان کا فتنہ کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو؟ قلوب مومنین تو کجا کسی بھی عقل سلیم رکھنے والے صاحب بصیرت کے نزدیک ان کی عزت دو کوڑی کی بھی نہیں ہوتی۔ سقوط بغداد کتنا دردناک المیہ ہے لیکن کیا تاتاری وہ عزت پا سکے جو خلیفہ ہارون الرشید تو کجا صلاح الدین ایوبی ہی کو قدرت کی طرف سے عطا ہوئی۔

دجال کا فتنہ پوری دنیا کا سب سے بڑا فتنہ ہوگا لیکن خود اس کے ماننے والوں کے دل میں اس کی کوئی عزت نہیں ہوگی بلکہ بہت سے لوگ تو اس کی پیروی محض زر اور زن کے لالچ میں آ کر کریں گے اور مجلسِ یار میں اس کے معترف بھی ہوں گے۔ اس سے اندازہ لگایا جاتا ہے کہ ایمان کے چشمہ صافی سے سیراب ہونے والوں کے دل میں اس کی کیا وقعت ہوگی؟

اسی وجہ سے تو دجال مؤمنین مخلصین کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا اور وہ اپنی تمام تر حیلہ گری، شعبدہ بازی اور خدائی ڈھکیل سے بھی ان کو فتنہ میں مبتلا نہ کر سکے گا، بلکہ اس کو دیکھ کر ان کا ایمان، باطنی بصیرت، قلبی روشنی اور حب نبوی ﷺ میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ ضعیف الاعتقاد لوگوں سے ہمیں بحث نہیں۔

جب اللہ کی پیدا کی ہوئی مخلوق کے دلوں میں دجال کی کوئی حیثیت، عزت اور وقعت نہ ہوگی تو اس کائنات آب و گل کو وجود بخشنے والے اللہ کے یہاں اس کی قدر و قیمت کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں اسی وجہ سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان منقول ہے۔

*ما سال احد النبی ﷺ عن الدجال ما سالته و انه قال لی ما یضرک منه قلت انهم یقولون ان معه جبل خبز و نهر ماء قال النبی ﷺ بل هو اهون علی اللّٰه من

ذلک ﷺ (البخاری ۱۲۲ ات، مسلم ۹۰ے ۳۲ے)

"دجال کے متعلق حضور ﷺ سے جتنے سوالات میں نے کئے ہیں اتنے کسی نے نہیں کئے (حتیٰ کہ ایک مرتبہ) آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تمہیں اس کی کس بات سے نقصان کا اندیشہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ دجال کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی، حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ کے نزدیک اس کا مرتبہ اس سے بہت کم ہے"۔

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام نوویؒ نے قاضی عیاض کے حوالے سے اس کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دجال کی اتنی وقعت نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کے دل میں شکوک وشبہات کی خلیج پیدا کر سکے یا ان کو جادۂ مستقیم سے بہکا سکے بلکہ اس کو دیکھ کر تو ان کے ایمان میں اضافہ ہوگا، تسلیم واطاعت الٰہی کے نشے میں سرشار ہو جائیں گے۔ اس سے ایک اور اعتراض کا جواب بھی ہو گیا کہ روایات صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال ایک شخص کو قتل کرے گا جیسا کہ گذرا؟ تو جواب یہ ہوا کہ دجال کا فتنہ تو بڑا ہوگا لیکن ایسا نہیں کہ کسی مسلمان کے دل میں شک پیدا کر سکے۔

یہی نہیں، بلکہ مؤمنین مخلصین تو دجال سے مقابلہ بھی کریں گے اور نہایت پامردی کے ساتھ اس کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ڈٹ جائیں گے۔ سچ ہے: "کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله" دجال کے لشکر جرار کے مقابلے میں ڈٹ جانا درحقیقت اپنے لئے جنت کا ویزہ اور ٹکٹ حاصل کرنا ہے۔ اس کی تفصیل آگے آئے گی۔ انشاء اللہ

مسلمانوں کے لئے خروج دجال

شاید قارئین کرام یہ سن کر حیران ہوں گے کہ دجال کا خروج اس وقت ہوگا جب مسلمانوں کو اس کے خروج کی تمنا ہوگی، اس دعویٰ کی دلیل مصنف ابن ابی شیبہ کی

روایت ہے۔

﴿كان عبدالله جالسا و اصحابه. رضي الله عنهم. فارتفعت اصواتهم، قال فجاء حذيفة رضي الله عنه فقال ما هذه الاصوات يا ابن ام عبدالله [يقصد عبدالله بن مسعود]؟ قال عبدالله بن مسعود رضي الله عنه ذكروا الدجال و تخوفناه، فقال حذيفة رضي الله عنه والله ما ابالي اهو لقيت ام هذه العنز السوداء، قال عبدالملك العنز تاكل النوى في جانب المسجد، قال عبدالله بن مسعود ولم؟ قال حذيفة لانا قوم مؤمنون و هو امرؤ كافر، وان الله سيعطينا عليه النصر و الظفر، وايم الله لا يخرج حتى يكون خروجه احب الى المرء المسلم من بردة الشراب على الظماء فقال عبدالله بن مسعود ولم لله ابوك؟ فقال حذيفة من شدة البلاء و جنادع الشر﴾

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کی آوازیں بلند ہوگئیں، راوی کہتے ہیں کہ اتنی دیر میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ آگئے، انہوں نے پوچھا اے ابن ام عبداللہ (مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے) یہ آوازیں کیسی ہیں؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے دجال کا تذکرہ کیا تو ہمیں اس سے ڈر محسوس ہوا (اس وجہ سے آوازیں بلند ہوگئیں) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے بخدا! مجھے تو کوئی پرواہ نہیں کہ دجال سے ملوں یا اس کالی بکری سے؟ راوی عبدالملک کہتے ہیں کہ اس وقت مسجد کے ایک جانب

بکری مچھلیاں کھا رہی تھی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اس لئے کہ ہم مومن ہیں اور وہ کافر ہوگا، اللہ ہمیں اس پر فتح اور کامیابی عطا فرمائے گا۔ اللہ کی قسم! دجال اس وقت تک نہیں نکلے گا جب تک کہ اس کا خروج مسلمانوں کو سخت پیاس میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ پسند نہ ہو۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا شدتِ بلا اور حادثاتِ شر کی وجہ سے۔''

دجال کیلئے ایک کڑوا گھونٹ

یوں تو تمام مخلص مسلمان دجال سے مقابلہ کریں گے اور جامِ شہادت کو منہ سے لگا کر ساقیٔ کوثر ﷺ کے پاس جا کر جامِ کوثر پینے کی تمنا ہر مسلمان کو ہوگی لیکن جس پامردی اور شدت کے ساتھ ''بنوتمیم'' کا قبیلہ دجال کے ساتھ نبرد آزما ہوگا، وہ انتہائی جوش، جذبے اور ولولے کی بنیاد پر ہوگا اور یہ قبیلہ دجال کے لئے سب سے زیادہ ''سخت'' ثابت ہوگا، چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان منقول ہے:

﴿لا ازال احب بنی تمیم بعد ثلاث سمعته من رسول الله ﷺ یقولها فیهم: هم اشد امتی علی الدجال، و كانت فیهم سبية عند عائشة فقال اعتقیها فانها من ولد اسماعیل، وجاءت صدقاتهم فقال هذه صدقات قوم او قومی﴾ (البخاری ۲۳۶۶۔ مسلم ۶۴۵۱)

''میں بنی تمیم سے اس وقت سے محبت کرتا ہوں جب سے ان کے بارے میں حضور ﷺ سے تین باتیں سنی ہیں۔ (۱) میری امت میں وہ دجال پر سب سے زیادہ سخت ہوں گے۔ (۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بنوتمیم کی ایک قیدی عورت تھی، آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! اس کو آزاد کر دو کیونکہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہے۔ (۳) جب ان کے یہاں سے زکوٰۃ وصول ہو کر آئی تو فرمایا کہ یہ میری قوم کی زکوٰۃ ہے۔"

گویا بنوتمیم دجال کے لئے ایک کڑوا گھونٹ ثابت ہوں گے جس کو دجال کا حلق برداشت نہ کر سکے گا اور اپنے انجام کی تیاری کرنے لگے گا۔

﴿دجال اور قیامت﴾

دجال کا خروج قیامت کا مقدمہ ہے، خروج دجال کے بعد دنیائے رنگ و بو اپنی زندگی کے گنتی کے باقی ماندہ معدودے چند سانس لے سکے گی کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام، خروج یاجوج ماجوج، خروج دابۃ الارض اور مغرب سے طلوع آفتاب کے بعد باقی رہ ہی کیا جائے گا۔ دلیل کے لئے ذیل کی حدیث پڑھئے:

﴿عن حذيفة بن اسيد الغفاري قال اطلع علينا النبي ﷺ و نحن نتذاكر فقال ماتذاكرون؟ قالوا نذكر الساعة قال انها لن تقوم حتى ترون قبلها عشر آيات فذكر الدخان و الدجال والدابة و طلوع الشمس من مغربها و نزول عيسى ابن مريم و ياجوج و ماجوج و ثلاثة خسوف خسف بالمشرق و خسف بالمغرب و خسف بجزيرة العرب، آخر ذلك نار تخرج من اليمن تطرد الناس الى محشرهم﴾

(صحیح مسلم ۷۲۸۵، ابوداؤد ۴۳۱۱، ترمذی ۲۱۸۳)

"حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم

ایک دن مذاکرہ میں مشغول تھے کہ نبی علیہ السلام تشریف لے
آئے اور پوچھا کہ تم آپس میں کیا مذاکرہ کر رہے تھے؟ صحابہ رضی
اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے آپ
ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک
اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو پھر آپ ﷺ نے دھوئیں،
دجال، دابۃ الارض، مغرب سے سورج کے نکلنے، نزول عیسیٰ علیہ
السلام، یاجوج ماجوج اور تین مرتبہ دھنسنے کا ذکر فرمایا۔ (۱) ایک
مرتبہ زمین میں دھنسنے کا واقعہ مشرق میں ہوگا۔ (۲) دوسری مرتبہ
مغرب میں، (۳) تیسری مرتبہ جزیرۂ عرب میں، اور پھر سب
سے آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہانک کر ان
کے محشر (شام) کی طرف لے جائے گی۔"

اس حدیث میں حضور ﷺ نے قیام قیامت سے پہلے رونما ہونے والی دس بڑی بڑی نشانیوں کا ذکر فرمایا ہے، جن میں سے ایک "خروج دجال" بھی ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کی مختصری وضاحت کر دی جائے۔

(۱) اس حدیث میں سب سے پہلے "دخان" کا ذکر ہے، قرآن کریم کو بھی آپ اس کے تذکرے سے خالی نہیں پائیں گے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ﴾

(الدخان: ۱۰، ۱۱)

"پس اے نبی! انتظار کیجئے اس دن کا جب کہ آسمان سے ایک کھلا
نظر آنے والا دھواں آجائے گا اور لوگوں پر چھا جائے گا۔"

تفسیر ابن جریر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ دھواں نکلے گا تو مومن کو تو صرف زکام محسوس ہوگا لیکن کفار اور منافقین کے کانوں میں گھس جائے گا جس کی وجہ سے ان کے سر ایسے سخت گرم ہو جائیں گے جیسے انہیں آگ

پر بھون دیا گیا ہو۔

(۲) دوسرے نمبر پر حدیث مبارکہ میں دجال کا ذکر ہے اس کا تفصیلی مطالعہ آپ زیر نظر کتاب میں فرما رہے ہیں۔

(۳) دابۃ الارض۔ قرآن کریم نے اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

﴿وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ الخ﴾ (النمل:۸۲)

"جب قیامت قریب آنے کا وعدہ ان پر ثابت ہو جائے گا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا۔"

سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿تخرج الدابة و معها خاتم سليمان بن داؤد و عصا موسى بن عمران عليهما السلام فتجلو وجه المؤمن بالعصا و تختم انف الكافر بالخاتم الخ﴾

(سنن ابن ماجہ ۴۰۶۶، ترمذی ۳۱۸۷)

"جب دابۃ الارض کا خروج ہوگا تو اس کے پاس حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی انگوٹھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی ہوگی، لاٹھی کے ذریعے وہ مومن کے چہرے کو منور کر دے گا اور انگوٹھی کے ذریعے کافر کی ناک پر مہر لگا دے گا۔"

اب آپ خود ہی اندازہ لگالیں کہ مومن اور کافر میں کتنا واضح امتیاز اور فرق لوگوں کے سامنے آجائے گا اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان ایک جگہ پھٹے گی اور اس میں سے یہ جانور نکلے گا اور پوری زمین پر انتہائی تیز رفتاری سے گھوم جائے گا اور ہر مسلمان اور کافر کی شناخت کے لئے مذکورہ طریقہ استعمال کرے گا۔

امام قرطبیؒ نے اپنی کتاب "التذکرۃ" میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ جانور حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا بچہ ہوگا۔ جو اپنی ماں کے قتل کر دیئے جانے پر ایک غار میں جا چھپا تھا، قیامت سے پہلے صفا مروہ کے درمیانی مقام سے اس کا خروج ہوگا لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔

(۴) مغرب سے طلوع آفتاب۔ اس علامت کا ذکر قرآن کریم ان الفاظ میں کرتا ہے۔

﴿یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ آیَاتِ رَبِّکَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْٓ اِیْمَانِهَا خَیْرًا﴾ (الانعام: ۱۵۸)

اس آیت کا ترجمہ اور حدیث کے حوالے سے تفسیر گذشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔

(۵) نزول عیسیٰ علیہ السلام۔ اس علامت کا تذکرہ گذشتہ صفحات میں بھی ہو چکا ہے اور آئندہ بھی بقدر ضرورت ہوگا۔ انشاء اللہ

(۶) یاجوج ماجوج۔ قرآن کریم نے اس قوم کا دو جگہ تذکرہ کیا ہے جو کہ قرب قیامت نکلے گی اور قدرت خداوندی سے اپنے انجام کو پہنچے گی کیونکہ کسی انسان میں ان سے مقابلہ کی طاقت نہ ہوگی۔ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحکم خداوندی اپنے ہمراہی مسلمانوں کے ساتھ کوہ طور پر فروکش ہو جائیں گے تا کہ آنکہ اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک فرما کر زمین کو پاک صاف فرما دیں گے۔

(۷) مشرق میں دھنس جانے کا واقعہ۔

(۸) مغرب میں دھنسنے کا واقعہ۔

(۹) جزیرۂ عرب میں دھنسنے کا واقعہ۔

مذکورہ مقامات پر مختلف اوقات میں تاریخ نے ایسے شدید زلزلوں کی داستانیں محفوظ کر رکھی ہیں جنہوں نے ہزاروں آدمیوں کو زمین کے سینے میں پہنچا دیا اور آج تک ان کی صحیح تعداد معلوم نہ ہو سکی۔ حال ہی میں مغربی ممالک میں زلزلے کی ایسی ہی شدید

برانگیختہ ہوئی ہے اور سونامی میں یہ سلسلہ روز افزوں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔

(۱۰) یمن سے آگ کا نکلنا۔ یہ آگ عجیب طرح کی ہوگی، لوگوں کو گھیرے میں لینے کے باوجود ان کو جلائے گی نہیں بلکہ گھیر گھار کر ملک شام میں اکٹھا کردے گی۔

الغرض! کہ خروج دجال اور قیام قیامت کا چولی دامن کا ساتھ ہے لیکن اس کے باوجود خروج دجال کے لئے ماہ وسن کا تعین کسی صحیح حدیث سے تو کیا کسی ضعیف حدیث سے بھی ثابت نہیں اور نہ ہی ہمیں اس کی تعیین کا علم حاصل کرنے کے درپے ہونا چاہئے کیونکہ اس میں ہمارا کوئی فائدہ نہیں۔ ہاں! کرنے کا کام یہ ہے کہ اپنے ایمان کی حفاظت کے اسباب مہیا کرتے ہوئے بارگاہ ایزدی میں دعاگو رہیں کہ حفاظت ایمان کے اسباب ہم نے مہیا کردیئے ہیں اگرچہ وہ بھی تیری توفیق سے ہیں، اب پروردگار! تو ہماری حفاظت فرما!

﴿دجال کے پیروکار﴾

یہ انسانی فطرت ہے کہ جس چیز میں ذرا سی جدت یا کشش ہو، لوگ اس کو بہت جلد قبول کر لیتے ہیں خاص طور پر وہ ضعیف الاعتقاد لوگ جن کا دین اور دین والوں سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں ہوتا، اور لوگوں کی ایک بہت بڑی بھیڑ اس کے گرد جمع ہو جاتی ہے لیکن اگر کوئی شخص اس بھیڑ کے بل بوتے پر اپنے آپ کو پوری دنیا کا بلاشرکت غیرے بادشاہ اور شہنشاہ سمجھنا شروع کر دے تو یا اس کو بیوقوف کہا جائے گا یا پھر اس کو اپنے دماغ کا علاج کروانے کا مشورہ دیا جائے گا۔

دجالی کرشمہ سازیوں اور خرق عادت امور کو دیکھ کر بہت سے ضعیف الاعتقاد مسلمان بھی دجال کے پیروکاروں میں شامل ہو جائیں گے گو کہ ان میں کچھ ایسے افراد بھی ہوں گے جو اپنے فقر و فاقہ کے ہاتھوں تنگ آ چکے ہوں گے اور وہ دیکھیں گے کہ دجال کی بات مان لینے میں کم از کم اس مصیبت سے تو جان چھوٹ جائے گی اور زندگی

آرام وراحت سے تو گذرے گی۔

اس کا موجودہ حالات میں مشاہدہ کرنا اور بھی آسان ہے کہ بہت سے لوگ ایسے لیڈروں سے وابستہ ہوتے ہیں جن کو وہ خود غلط سمجھتے ہیں لیکن اپنے شخصی منافع اور ذاتی مصلحتوں کے تحت ان کا ساتھ نہیں چھوڑتے، یہی حال اس وقت دجال کے بعض پیروکاروں کا ہوگا چنانچہ بعض روایات میں آتا ہے کہ کچھ لوگ دجال کی مصاحبت اختیار کریں گے اور کہیں گے کہ اگرچہ ہمیں معلوم ہے کہ دجال ''کذاب'' ہے لیکن ہم نے اس کی مصاحبت اس لئے اختیار کررکھی ہے کہ اس کا کھانا کھائیں اور اس کے درختوں کے سائے میں اپنے جانور چرائیں۔ جب اللہ کا غضب نازل ہوگا تو ان پر بھی نازل ہوگا۔

ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کے علاوہ دجال کے اصل پیروکار مندرجہ ذیل حضرات ہوں گے۔

(۱) یہودی

اصل میں دجال چونکہ خود بھی بنی اسرائیل میں سے ہوگا اس لئے اس کے معتمد اور وفادار پیروکار تو یہودی ہوں گے، باقی لوگ ثانوی حیثیت کے ہوں گے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد نبوی منقول ہے:

﴿یتبع الدجال من یهود اصبهان سبعون الفا علیهم الطیالسة﴾ (صحیح مسلم: ۷۳۹۲)

''دجال کی پیروی اصفہان کے ستر ہزار یہودی کریں گے جن پر طیلسان کی بنی ہوئی چادریں ہوں گی''۔

جب کہ مسند احمد کی ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿یهبط الدجال من کوز و کرمان معه ثمانون الفا علیهم الطیالسة و ینتعلون الشعر کان و جوههم مجان

مطرقة﴾ (بحوالہ المسیح الدجال ص ۴۱)

"دجال کوز اور کرمان سے اسی ہزار افراد کے ساتھ نیچے اترے گا جن پر طیلسان کی بنی ہوئی چادریں ہوں گی اور بالوں کی بنی ہوئی جوتی پہنیں گے گویا ان کے چہرے چپٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔"

اس حدیث میں کوز اور کرمان دو علاقوں کے نام ہیں، کوز نواحی تبریز میں واقع ہے اور کرمان ایک مشہور ومعروف علاقہ ہے۔ یہاں ایک بات قابل غور ہے کہ صحیح مسلم میں دجال کی پیروی کرنے والے یہودیوں کی تعداد ستر ہزار مروی ہے اور مسند احمد میں اسی ہزار؟ اس تعارض کو رفع کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) صحیح مسلم میں ستر ہزار یہودیوں کا ذکر ہے اور مسند احمد کی روایت میں "یہودیوں" کا ذکر نہیں بلکہ فقط متبعینِ دجال کی تعداد مذکور ہے اور اس میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ ستر ہزار یہودی ہوں اور دس ہزار دوسرے لوگ ہوں۔

(۲) ان دونوں حدیثوں میں تعداد بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ کثرت بیان کرنا مقصود ہے۔ اس کی تائید حضرت ابووائل کی اس روایت سے ہوتی ہے جس کو مسند احمد ہی میں روایت کیا گیا ہے کہ دجال کے اکثر پیروکار یہودی اور بدکار عورتوں کی اولاد ہوں گے۔

اس روایت میں آپ نے دجال کے پیروکاروں کی ایک علامت یہ بھی پڑھی ہے کہ ان کے چہرے چپٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے، غالباً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں اسی کی طرف ارشاد ہے:

﴿یتبعه اقوام کان و جوههم المجان المطرقة﴾

(ترمذی ۲۲۳۷، ابن ماجہ ۴۰۷۲)

"دجال کی پیروی ایسے لوگوں کی فوج کرے گی جن کے چہرے

چھپی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔"

(۲) عورتیں

عورتوں کی بزدلی، ضعف اعتقادی اور نقصان عقل و دین کس پر مخفی ہے؟ اس لئے اگر وہ دجال کی پیروکار ہو بھی جائیں تو اس میں کوئی اچنبھے کی بات نہیں چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ اور درمنثور میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

﴿ینزل الدجال فی ھذہ السبخۃ بمر قناۃ فیکون اکثر من یخرج الیہ النساء﴾

"دجال اس کھاری زمین میں "مرقناۃ" کے پاس آئے گا اور اس کے پاس آنے والوں کی بہت بڑی تعداد عورتوں کی ہوگی۔"

(۳) کفار اور منافقین

منکرین خدا اور اپنے دلوں میں نفاق کا روگ بٹھائے ہوئے لوگوں کو مسلمانوں سے اپنی قدیم دشمنی نکالنے کا کوئی بھی موقعہ ملا تو انہوں نے اسے ہاتھ سے جانے نہیں دیا بلکہ اس سے پوری طرح فائدہ اٹھایا ہے، تاریخ اسلام سے کچھ بھی واقفیت رکھنے والے شخص کے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں اس لئے اگر یہ لوگ دجال کے پیروکاروں میں شامل ہو جائیں تو یہ عین تقاضائے عقل ہے بلکہ تاریخ اسلام کے ابتدائی دور میں جتنا نقصان ان مار آستین منافقین نے پہنچایا اتنا نقصان ظاہری دشمنوں نے نہیں پہنچایا اور جب اسلامی تاریخ ایک نئے دوراہے پر کھڑی ہوگی اس وقت بھی یہ اپنی ریشہ دوانیوں سے باز نہ آئیں گے۔ خود مدینہ منورہ میں ان کی بڑی تعداد موجود ہوگی۔

لیکن یہ بھی قدرت خداوندی اور حکمت ربانی کا تقاضا ہے کہ اپنے حبیب کے شہر کو ان ناپاک لوگوں سے پاک کرے اس لئے خروج دجال کے بعد مدینہ منورہ میں

تین زلزلے آئیں گے، جو بظاہر عذاب خداوندی کا نمونہ ہوگا لیکن اہل اسلام کے لئے ان کا وقوع رحمت ثابت ہوگا اور تمام منافقین وکفاران زلزلوں سے گھبرا کر مدینہ منورہ سے باہر نکل جائیں گے اور یوں مدینہ منورہ ان لوگوں سے پاک ہو جائے گا، اسی وجہ سے اس دن کا نام احادیث مبارکہ میں ''یوم الخلاص'' آیا ہے۔

بخاری شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد نبوی منقول ہے:

﴿یجیء الدجال حتی ینزل فی ناحیة المدینة ثم ترجف المدینة ثلاث رجفات فیخرج الیه کل کافر و منافق﴾

(بخاری شریف ۷۱۲۴، مسلم ۷۳۹۱)

''دجال آئے گا یہاں تک کہ مدینہ منورہ کے نواح میں پڑاؤ ڈالے گا، پھر مدینہ منورہ میں تین زلزلے آئیں گے جس کی وجہ سے تمام کافر اور منافقین دجال کے پاس چلے جائیں گے۔''

(۴) فساق وفجار

دجال کے پیروکاروں میں فاسق و فاجر لوگوں کا بھی ایک بڑا طبقہ شامل ہوگا اور مدینہ منورہ میں اگر کوئی شخص اس قماش کا ہوا تو وہ بھی کفار و منافقین کے ساتھ انہی زلزلوں سے گھبرا کر نکل جائے گا، چنانچہ امام ابن کثیرؒ نے مسند احمد کے حوالے سے حضرت محجن بن ادرع رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے، جس کے آخری الفاظ مسلم شریف حدیث نمبر ۷۳۹۱ میں بھی ہیں۔

﴿ ...... ثم ترجف المدینة ثلاث رجفات فلا یبقی منافق ولا منافقة ولا فاسق ولا فاسقة الا خرج الیه فذلک یوم الخلاص﴾ (النہایہ ص ۱۲۰)

'' پھر مدینہ منورہ میں تین زلزلے آئیں گے اور مدینہ

میں کوئی منافق مرد یا عورت اور کوئی فاسق مرد یا عورت باقی نہیں رہے گا، سب دجال سے جا ملیں گے یہ ہے "یوم الخلاص"!

(۵) عجمی، ترک اور مخلوط لوگ

شیخ یوسف الوابل اپنی کتاب اشراط الساعۃ ص ۳۱۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

﴿اکثر اتباع الدجال من الیهود و العجم و الترک، و اخلاط من الناس، غالبهم الاعراب و النساء﴾

"دجال کے اکثر پیروکار یہودی، عجمی، ترکی اور مخلوط لوگ ہوں گے جن میں اکثریت دیہاتیوں اور عورتوں کی ہوگی۔"

اصل میں ترکیوں کو پیروکارانِ دجال میں شامل اس لئے کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دجال کی پیروی کرنے والی ایک ایسی قوم ذکر کی گئی ہے، جس کے چہروں کو چپٹی ہوئی ڈھال سے تشبیہ دی جا سکے اور حافظ ابن کثیرؒ وغیرہ نے یہ علامت ترک قوم کی ذکر کی ہے اور اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ بظاہر اس کا مصداق یہی لوگ ہیں۔

خروج دجال کب ہوگا؟

اس عنوان کے تحت کچھ پڑھنے سے پہلے آپ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ خروج دجال کے لئے یہاں ماہ وسن کی تعیین کرنا ہرگز مقصود نہیں اور نہ ہی اس کی تعیین کی جا سکتی ہے، اسی طرح یہاں خروج دجال کی علامات یا اس سے پہلے کے واقعات سے تعرض کرنا بھی مقصود نہیں اس کی تفصیلات عنقریب انشاء اللہ آئیں گی۔

یہاں ایک خاص جہت کے پیش نظر حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہدیہ، قارئین کرنا مقصود ہے تاکہ ہمارے خطباء اور واعظین کی آنکھیں کھلیں کہ کہیں وہ اس حدیث کا مصداق تو نہیں بن رہے۔

شیخ احمد مصطفیٰ نے مسند احمد ج ۴ ص ۶۷ کے حوالے سے راشد بن سعد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اصطخر فتح ہوا تو ایک منادی یہ نداء لگانے لگا کہ خبردار! دجال نکل آیا۔ راشد کہتے ہیں کہ اسی دوران لوگوں کی ملاقات حضرت صعب بن جثامہ سے ہوگئی، وہ فرمانے لگے کہ اگر تم یوں نہ کہو تو میں تمہیں بتاؤں کہ میں نے خود حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

﴿لایخرج الدجال حتی یذهل الناس عن ذکره و حتی تترک الائمة ذکره علی المنابر﴾

(مسند احمد ۴/۶۷ بحوالہ المسیح الدجال ص ۳۷)

"دجال کا خروج نہ ہوگا یہاں تک کہ لوگ اس کا ذکر بھول جائیں گے اور ائمہ کرام منبروں پر اس کا تذکرہ کرنا چھوڑ دیں گے۔"

اور ابن حبان کی ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی منقول ہے کہ خروج دجال اس وقت ہوگا جب لوگوں میں اختلاف اور افتراق کی خلیج وسیع ہو جائے گی۔ اس سے جہاں خروج دجال کے وقت کی طرف اشارہ ملتا ہے وہیں یہ تعلیم بھی حاصل ہوتی ہے کہ آپس میں ضد، اختلاف اور افتراق سے ہر ممکن طور پر اپنی جان بچانی چاہئے تا کہ کہیں ہم فتنہ کا دروازہ کھلنے کا سبب نہ بن جائیں۔

دجال کس جگہ سے نکلے گا؟

خروج دجال کی جگہ اور مکان کا تعین ان مغیبات سے تعلق رکھتا ہے جن کو خالق کائنات کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تاہم اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اختصار اور اشارہ کے طور پر اتنا ضرور بتادیا ہے، جس سے یہ دروازہ پوری طرح بند بھی نہ ہو اور پوری طرح کھلا بھی نہ رہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

﴿احدثکم ماسمعت عن رسول الله ﷺ الصادق المصدوق ان الاعور الدجال مسیح الضلالة یخرج من

قبل المشرق فی زمن اختلاف الناس و فرقة الخ﴾

(ابن حبان، بحوالہ المسیح الدجال ص ۳۶)

''میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے خود صادق و مصدوق، حضور ﷺ سے سنی ہے کہ کانا دجال یعنی ''مسیح الضلالہ'' مشرق کی طرف سے نکلے گا جب کہ لوگوں میں اختلاف اور افتراق کا زمانہ ہوگا''۔

اسی طرح ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جو روایت مروی ہے اس میں بھی خروج دجال کی جگہ ''مشرق'' کو ذکر کیا گیا ہے، البتہ اس میں شہر کی تعیین بھی موجود ہے۔

﴿قال رسول اللہ ﷺ ان الدجال لیخرج من ارض بالمشرق یقال لھا خراسان الخ﴾ (ترمذی ۲۲۳۷، ابن ماجہ ۴۰۷۲)

''حضور ﷺ نے فرمایا کہ دجال مشرق کے ایک علاقے سے نکلے گا جس کو ''خراسان'' کہا جاتا ہوگا''۔

حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ نے اس بات پر جزم ظاہر کیا ہے کہ دجال کا خروج ''مشرق'' سے ہی ہوگا لیکن مشرق کے کسی شہر سے؟ اس کی تعیین میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اس سلسلے میں روایات کافی مختلف ہیں چنانچہ ابھی آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ''خراسان'' کا نام پڑھا جب کہ مسلم شریف حدیث نمبر ۷۳۷۳ میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے ''بین الشام و العراق'' کے الفاظ نقل کیے ہیں، سید برزنجیؒ نے مسلم شریف کے حوالے سے اصفہان، اور حاکم و ابن عساکر کے حوالے سے اصفہان کے محلہ ''یہودیہ''، طبرانی کے حوالے سے اصفہان کے محلہ ''رستقباذ'' کا ذکر فرمایا ہے، کتاب الفتن میں متعدد روایات خروج دجال کی جگہ ''کوثی'' نامی علاقہ قرار دیتی ہیں۔ اب بظاہر ان روایات میں تطبیق دینا بہت مشکل ہے تاہم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب نے تطبیق دینے کی کوشش کی

ہے اور تحریر فرمایا ہے۔

حدیث نمبر۵، نمبر ۱۳ میں گذرا ہے کہ دجال شام و عراق کے درمیان نکلے گا جس سے تعارض کا شبہ ہوتا ہے لیکن درحقیقت کوئی تعارض نہیں، ہوسکتا ہے کہ وہ پہلے شام وعراق کے درمیان نکلے مگر اس وقت اس کا خروج نمایاں نہ ہو پھر اصفہان کی بستی یہودیہ میں نمودار ہو اور وہاں پہنچ کر اس کی شہرت و جمعیت میں اضافہ ہو جائے پس حدیث نمبر۵ و نمبر۱۳ میں اس کا ابتدائی خروج مراد ہو اور حدیث نمبر ۳۲ میں خروج کی شہرت"۔

(علامات قیامت اور نزول مسیح ص ۱۴۶ حاشیہ نمبر۱)

گوکہ یہ تطبیق اپنی جگہ صحیح ہے لیکن اس سے صرف تین روایات میں تعارض ختم ہوتا ہے۔

(۱) شام وعراق کے درمیان والی روایت۔

(۲) اصفہان والی روایت۔

(۳) اصفہان کے محلہ یہودیہ والی روایت۔

اور تین روایات کا تعارض باقی رہ جاتا ہے۔

(۱) خراسان والی روایت۔

(۲) اصفہان کے محلہ رستقباد والی روایت۔

(۳) کوثی نامی جگہ کی روایت۔

ان تمام روایات میں تطبیق اس طرح دی جاسکتی ہے کہ یہ بات تو طے شدہ ہے کہ دجال کا خروج "مشرق" سے ہوگا لیکن چونکہ "مشرق" کا لفظ اپنے اندر جتنی وسعت رکھتا ہے وہ بھی سب کو معلوم ہے اس لئے مختلف روایات میں مختلف مشرقی ممالک اور شہروں کا ذکر کر دیا گیا تاکہ اگر یہ فتنہ خراسان سے سر اٹھائے تو وہاں والے بھی اس کو پہچان لیں، اصفہان سے نمودار ہو تو وہاں والوں کے لئے بھی اس میں کوئی

پوشیدگی نہ رہے اسی طرح دیگر شہروں کا ذکر کیا گیا ہے۔

اور ایک صورت رفع تعارض کی یہ بھی ہوسکتی ہے کہ بعض روایات میں "ملک" کا ذکر ہے، بعض میں شہر کا، بعض میں محلّہ کا اور بعض میں بستی کا تا کہ کسی مقام کے باشندے بھی اس فتنے سے بے خبر نہ رہیں۔ (ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب)

فائدہ

خروج دجال کے متعلق "خراسان" والی روایت دل کو لگتی ہے اس لئے کہ دجال کا خروج ظہور مہدی علیہ الرضوان کے بعد ہوگا اور امام مہدی رضی اللہ عنہ کی نصرت کے لئے خراسان سے سیاہ جھنڈوں کو لئے ایک لشکر کے آنے کی خبر احادیث طیبہ میں دی گئی ہے۔ آپ آگے چل کر پڑھیں گے کہ دجال ایک وقت میں امام مہدی رضی اللہ عنہ اوران کے اعوان وانصار کو محاصرہ میں لے لے گا اور چونکہ یہ خود خراسان سے ہو کر آیا ہوگا اس لئے اہل خراسان کا اس کے خلاف اٹھ جانا اور امام مہدی رضی اللہ عنہ کی نصرت کے لئے روانہ ہو جانا کچھ مستبعد نہیں۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد نبوی ﷺ منقول ہے:

﴿یخرج من خراسان رایات سود فلا یردھاشیٔ حتی تنصب بایلیاء﴾ (ترمذی ۲۲۶۹)

"خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے جن کو کوئی چیز نہیں لوٹا سکے گی یہاں تک کہ وہ ایلیاء پر نصب ہو جائیں گے۔"

غور تو فرمائیں! حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دجال کو فلسطین کے علاقے "لد" میں جہنم رسید کرنا ہے، وہیں دجال نے امام مہدی رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرنا ہے اور وہیں "خراسانی لشکر" نے آکر رکنا ہے۔ مضامین احادیث میں اس سے بڑھ کر مطابقت اور کیا ہوگی؟ لیکن یہ بات مکرر عرض کردوں کہ یقینی اور حتمی طور پر خروج دجال کی جگہ پھر بھی متعین نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی اپنی رائے کو قطعی تصور کیا جارہا ہے۔

﴿خانہ کعبہ پر دجال کی خصوصی توجہ﴾

صحیحین اور مؤطا مالک میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا اور اسی خواب میں آپ ﷺ نے دجال کو بھی طواف کرتے ہوئے دیکھا، اس حدیث کے مکمل الفاظ اور ان کا ترجمہ تو آگے اپنے مقام پر ہدیہ قارئین کئے جائیں گے۔ یہاں یہ سوال حل طلب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا طواف کرنا تو سمجھ میں آتا ہے، دجال کے طواف کرنے کا کیا مطلب؟

اس کے دو جواب صاحب مظاہر حق نے دیئے ہیں جو انہیں کے الفاظ میں درج کئے جارہے ہیں۔

"اس کا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ مذکورہ واقعہ آنحضرت ﷺ کے مکاشفات میں سے ہے، جس کا تعلق خواب سے ہے اور اس کی تعبیر یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اس خواب میں گویا یہ دکھایا گیا کہ ایک وہ دن آئے گا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دین اور مرکز دین کے اردگرد رہیں گے تاکہ دین کو قائم کریں اور فتنہ وفساد سے اس کی حفاظت کریں اور دجال بھی دین اور مرکز دین پر منڈلاتا پھرے گا تاکہ گھات لگا کر دین کو نقصان پہنچادے اور فتنہ وفساد پھیلانے میں کامیاب ہوجائے۔

بعض حضرات نے ایک جواب یہ دیا ہے کہ مکہ مکرمہ پر اسلام کا غلبہ ہونے اور مشرکوں کو مسجد حرام کے قریب جانے کی مخالفت نافذ ہونے سے پہلے بہرحال کافر ومشرک بھی خانہ کعبہ کا

طواف کیا کرتے تھے، پس اگر دجال بھی طواف کرتا ہو تو اس میں اشکال کی کیا بات ہے؟

ایک یہ بات بھی ہے کہ حضور ﷺ کے اس مکاشفہ یا خواب سے موجودات کی دنیا میں کسی کافر کا طواف کرنا ہرگز لازم نہیں آتا، جب کہ کفار اور مشرکین کے لئے خانۂ کعبہ کے طواف کی ممانعت کا تعلق موجودات کی اس دنیا سے ہے"۔

(مظاہر حق جدید ج ۵ ص ۵۷)

تقریباً یہی توجیہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے التعلیق الصبیح ج ۶ ص ۲۲۴ پر توربشتی اور لمعات کے حوالے سے نقل فرمائی ہے جب کہ حضرت مولانا بدر عالم مہاجر مدنیؒ نے فیض الباری ج ۴ ص ۳۱ کے حاشیے پر اپنی طرف منسوب کر کے ایک دوسری توجیہ ذکر فرمائی ہے جس کی طرف خود علامہ انور شاہ صاحبؒ نے بھی فیض الباری ہی میں ج ۴ ص ۳۸۱ پر اشارہ فرمایا ہے۔ مولانا بدر عالم صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں۔

﴿یقول العبد الضعیف: و قد یدور بالبال، و ان لم یکن له بال، ان المسیح الدجال یظهر فی اول امره الصلاح، فلاباس برؤیة طوافه فی المنام علی ابطانه ما کانت، و انما اری خلفه یطوف لا امامه، لانه لایناسب التقدم علی المسیح علیه الصلوة والسلام فی امور الخیر، ولانه لا بد للعین ان یمشی امامه، ولو مشی امامه لانذاب، ولکنه یکون خلفه کالخائف الجبان، علی ان بینهما تناسب التضاد حتی روعی فی الاسم ایضا، فسمی اللعین ایضا بالمسیح، و اظهر هذا التضاد بالفصل الممیز، فیقال له

المسیح الدجال، لیدل علی انه رجل فی مناقضة مسیح الهدایة، و حینئذ لاباس باشتراکه فی الطواف ایضا علی ماکان مراده منه، و لم اسمع فیه من الشیخ شیئا، غیر انه قال: ان ماراه فی منامه کانت صورة للتناسب بینهما، و لعله اراد منه ماقلنا، و انما ذکرنا بعض شئ سمح به القلم اوان تسوید هذه الاوراق، و لیس بشئ فلیتفکر لتظهرلک امور واحد بعد واحد تتری. والله تعالیٰ اعلم﴾ (حاشیہ فیض الباری ج ۴ ص ۴۶)

"بندۂ ضعیف کہتا ہے کہ میرے دل میں یہ بات آتی ہے اگر چہ دل نہ بھی ہو، کہ مسیح دجال ابتداء میں خوب نیکی کے ساتھ ظہور پذیر ہوگا اس لئے خواب میں اس کو طواف کرتا ہوا دیکھنے میں کوئی حرج نہیں جب تک اصل حقیقت مخفی رہے۔

پھر دجال کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیچھے طواف کرتا ہوا دکھایا گیا، نہ کہ آگے، اس لئے کہ امور خیر میں اس کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آگے بڑھنے میں کوئی مناسبت ہی نہیں اور اس لعین کے لئے ان کے آگے چلنے کا امکان بھی نہیں اس لئے کہ اگر وہ ان کے آگے چلتا تو پگھل کر ختم ہو جاتا، اس لئے وہ ڈرپوک اور بزدل کی طرف پیچھے پیچھے رہا۔

علاوہ ازیں ان دونوں کے درمیان تناسب تضاد ایسا زبردست پایا جاتا ہے کہ نام تک میں اس کی رعایت رکھی گئی چنانچہ اس ملعون کا نام بھی "مسیح" ہی ہوگا، یہ الگ بات ہے کہ

بعد میں ''فصل ممیز'' کے ذریعے اس تضاد کو ظاہر کر دیا جاتا ہے اور دجال کو ''مسیح الدجال'' کہا جاتا ہے تاکہ اس بات پر بھی دلالت ہو جائے کہ وہ ''مسیح الھدایۃ'' کے مقابلے میں ہے لہٰذا اس صورت میں طواف کے اندر بھی اگر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شریک ہو جائے تو کوئی حرج نہیں گو کہ دجال کا مقصد اس سے کوئی اور ہو۔

اس سلسلے میں حضرت شیخ انورؒ سے میں نے اس کے علاوہ کچھ نہیں سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ حضور ﷺ نے دجال کو خواب میں جو دیکھا تو وہ ان دونوں کے درمیان مناسبت کی ایک صورت تھی، ممکن ہے کہ اس سے مراد وہی ہو جو ہم نے کہا ہے، ان اوراق کی تسوید کے وقت نوک قلم پر یہ کچھ باتیں آگئیں جو ہم نے ذکر کر دیں ورنہ ان کی کوئی حیثیت نہیں''۔

درج بالا حوالہ جات سے ذیل کے جوابات معلوم ہوتے ہیں۔

(۱) اس واقعہ کا تعلق مکاشفات اور خواب سے ہے جس کی تعبیر دین میں اصلاح اور فساد ہے۔

(۲) فتح مکہ سے قبل آخر مشرکین بھی تو طواف کرتے ہی تھے، اگر دجال نے کر لیا تو کیا ہو گیا؟

(۳) خواب کے اس واقعے سے حقیقۃً دجال کا طواف کرنا لازم نہیں آتا۔

(۴) دجال ابتداء نیکی اور صلاح، تقویٰ اور پرہیزگاری کا مدعی اور اس پر کاربند، لوگوں میں محبوب اور اسلام کا سپوت بن کر ظاہر ہوگا اس لئے اس کے طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کے درمیان ''تناسب تضاد'' پایا جاتا ہے۔اسی مناسبت کی وجہ سے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں طواف کرتے ہوئے دکھایا گیا تو ''دجال'' کو بھی دکھایا گیا تا کہ مناسبت تام ہو جائے۔

علامہ انور شاہ صاحبؒ کی رائے اور اس پر تبصرہ

حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ نے ''دجال'' کے طواف کرنے سے متعلق فیض الباری ج ۴ میں تین جگہوں پر بحث فرمائی ہے۔

(۱) فیض الباری ج ۴ ص ۴۱ (۲) فیض الباری ج ۴ ص ۳۸۱

(۳) فیض الباری ج ۴ ص ۴۹۳

ان تینوں جگہوں پر حضرت نے دو جواب دیئے ہیں۔

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا طواف فقہی طور پر بھی طواف تھا، جب کہ دجال جاسوسی کے لئے ان کے پیچھے پیچھے چکر لگا رہا تھا، ظاہر ہے کہ اس کو اصطلاحی اور فقہی طواف نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس کی نیت طواف کرنے کی تھی، راوی نے اس کے چکر لگانے کو ''طواف'' سے تعبیر کر دیا۔

(۲) ''دجال'' کے طواف کرنے کا ذکر کسی راوی کا وہم ہے۔حضور ﷺ نے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے طواف کرنے کا ذکر فرمایا تھا، راوی کو وہم ہو گیا کہ شاید دجال کے طواف کا بھی ذکر فرمایا ہے اور اس نے اس کو بھی نقل کر دیا، قاضی عیاضؒ اور نوویؒ نے بھی اشارہ کیا ہے کہ اس سلسلے میں مؤطا مالک کی روایت میں ''طواف'' کا ذکر نہیں ہے۔حضرتؒ فرماتے ہیں کہ میری تحقیق میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت تین حضرات نے کی ہے۔

(۱) مالک۔ اس میں طواف کا ذکر نہیں۔

(۲) نافع۔ اس میں طواف کا ذکر نہیں۔

(۳) سالم۔ بعض روایات میں طواف کا ذکر ہے اور بعض میں نہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ کسی راوی کا وہم ہے۔حضور ﷺ نے دجال کے طواف کرنے کا ذکر نہیں فرمایا اس لئے اس کی کوئی توجیہ کرنے کی ضرورت بھی نہیں۔

احقر راقم الحروف اپنی علمی بے بضاعتی اور کم مائیگی کا پوری طرح اقرار اور احساس کرتا ہے، حضرت شاہ صاحبؒ تو بڑے دور کی بات، حضرت بنوریؒ کی بات سمجھنا، اس کی وضاحت کرنا اور اس پر چشم بدور اپنا حاشیہ چڑھانا اپنی حیثیت سے بڑھ کر سمجھتا ہے لیکن علمی تحقیق بھی ایک امانت ہے جسے امت کے سامنے پیش کرنا بھی اسی طرح ضروری ہے جیسے دوسری امانتوں کا ان کے حقداروں تک پہنچانا بلکہ شاید اس سے بھی ضروری ہو۔ اس لئے حضرت شاہ صاحبؒ کی اس دوسری توجیہ پر کچھ ٹوٹی پھوٹی گذارشات اہل علم کی خدمت میں پیش ہیں، اگر ذہن قبول کرے تو اس روسیاہ کے لئے مقام تشکر ورنہ "کالائے بد بریش خاوند" کے تحت ان کو رد کر دیا جائے۔

حضور ﷺ کے اس خواب کا ذکر بخاری شریف میں چھ جگہ مروی ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱	بخاری شریف	حدیث نمبر ۳۴۴۰	اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال دونوں کا طواف کرنا مذکور ہے۔
۲	بخاری شریف	حدیث نمبر ۳۴۴۱	اس میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا طواف کرنا مذکور ہے۔
۳	بخاری شریف	حدیث نمبر ۵۹۰۲	اس میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا طواف کرنا مذکور ہے۔

۴	بخاری شریف	حدیث نمبر ۶۹۹۹	اس میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا طواف کرنا مذکور ہے۔
۵	بخاری شریف	۷۰۲۶	اس میں کسی ایک کے بھی طواف کا ذکر نہیں۔
۶	بخاری شریف	حدیث نمبر ۷۱۲۸	اس میں کسی ایک کے بھی طواف کا ذکر نہیں۔

اسی طرح یہ روایت مؤطا مالک صفحہ ۷۱۲ پر بھی مروی ہے جس میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کے طواف کا ذکر ہے۔

عدم ذکر، ذکر عدم کو مستلزم نہیں

آگے بڑھنے سے قبل ایک مسلمہ اصول ذہن نشین کرتے جائیں کہ اگر کسی مقام پر کسی چیز کا ذکر نہ ہو تو اس کا ذکر نہ ہونا اس بات کو مستلزم نہیں ہوتا کہ وہ چیز موجود ہی نہیں۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ اس چیز کا کہیں بھی ذکر نہ ہو اور اگر کسی ایک مقام پر بھی اس کا تذکرہ کر دیا جائے اور دوسرے مقامات پر اس کو چھوڑ دیا جائے تو ان دوسرے مقامات کو پہلے پر محمول کر کے یہ سمجھا جاتا ہے کہ گویا یہاں بھی اس کا ذکر ہوا ہے۔

اس تمہید کو اپنے ذہن میں خوب جما کر اس نکتے پر غور کیجئے کہ اگر بعض روایات میں دجال کا طواف کرنا مذکور نہیں ہے اور اس وجہ سے اس کا انکار کرنا صحیح ہے تو پھر بعض روایات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا طواف کرنا بھی تو مذکور نہیں، کیا صرف اس وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے طواف کا انکار کرنا صحیح ہوگا؟

ظاہر ہے کہ آپ کا جواب نفی میں ہوگا اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ جس روایت میں ان کے طواف کی تصریح نہیں، اس کو اس روایت پر محمول کر لیا جائے گا جس میں ان کے طواف کی تصریح ہے اس لئے کہ عدم ذکر، ذکر عدم کو مستلزم نہیں ہوتا، اسی طرح مجمل کا

حمل مفسر پر ہوتا ہے اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حالت خواب میں طواف کرتے ہوئے دکھایا جانا ثابت ہو گیا۔

جب یہ توجیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے کی جاسکتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ ''دجال'' کے لئے اس توجیہ کو توجہ نہ دی جائے بالخصوص جب کہ حضرت شاہ صاحبؒ خود بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کے درمیان زبردست مناسبت پائی جاتی ہے اس لئے ''دجال'' کا حالت خواب میں طواف کرتے ہوئے دکھایا جانا راوی کا وہم قرار دینا صحیح نہ ہوا۔

رہی یہ بات کہ ''دجال'' اور ''طواف'' میں کیا جوڑ؟ تو اس کی توجیہات اور جوابات ہم نقل کر چکے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الکلام

باب سوم

ابن صیاد اور دجال

ابن صیاد کون تھا؟ کیا اس کو دجال قرار دیا جاسکتا ہے؟ دو مختلف آرا،
اور ان کا تجزیہ۔ جزیرۂ دجال کا ایک انوکھا سفر

ابن صیاد اور دجال

مدینہ منورہ میں ایک شادی شدہ جوڑا آباد تھا لیکن بدقسمتی سے اولاد کی نعمت سے محروم تھا۔ خدا خدا کر کے تیس سال بعد اللہ نے ایک بچہ عطا فرمایا لیکن وہ بچہ عام بچوں کی طرح نہ تھا بلکہ ان سے یکسر مختلف اور عجیب وغریب حرکات وسکنات کا حامل تھا، پیدائشی کانا تھا، اور اپنے جھولے میں پڑا بڑبڑاتا رہتا تھا، ماں باپ اس کو "صاف" کہہ کر پکارتے تھے، باپ کا نام صیاد تھا اور آگے چل کر یہی بچہ "ابن صیاد" کے نام سے مشہور ہوا۔ کتب حدیث میں "ابن صائد" سے مراد بھی یہی ہوتا ہے۔ بعض روایات میں اس بچہ کا نام "عبداللہ" بھی آتا ہے۔

حضور ﷺ نے ایک مرتبہ دجال اور اس کے والدین کا حلیہ بیان فرمایا اور یہ کہ دجال اپنے ماں باپ کے یہاں تیس سال بعد پیدا ہوگا۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ منورہ کے ایک یہودی بچہ پیدا ہونے کی خبر سنی تو میں اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اس کو دیکھنے کے لئے گئے۔ جب ہم اس کے والدین کے یہاں پہنچے تو حضور ﷺ کی بتائی ہوئی تمام صفات ان میں موجود تھیں۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ وہ کہنے لگے کہ ہم نے تیس سال تو اس حال میں گذارے کہ ہمارے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی، اب ایک بچہ پیدا ہوا ہے لیکن وہ کانا ہے۔ کثیر الضرر اور قلیل المنفعت۔ اس کی آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ان دونوں کے پاس سے اٹھ کر اس بچے کی طرف چلے تو دیکھا کہ وہ دھوپ میں ایک چادر کے اندر لپٹا ہوا پڑا ہے اور کچھ بڑبڑا رہا ہے۔ اتنے میں اس نے اپنے سر سے چادر ہٹائی اور کہنے لگا کہ تم نے ابھی کیا کہا؟ ہم نے کہا کہ کیا تو نے ہماری بات سنی ہے؟ کہنے لگا کہ ہاں! میری آنکھیں سوتی ہیں، دل نہیں سوتا۔"

ظاہری سی بات ہے کہ حضور ﷺ نے دجال اور اس کے والدین سے متعلق

جو تفصیلات ذکر فرمائی تھیں، وہ سب ابن صیاد میں پائی گئیں جس سے یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں یہی دجال نہ ہو؟ اس لئے حضور ﷺ نے مختلف مواقع پر خود جا کر اس بچے کو دیکھا اور اس کا امتحان لیا اور مسند احمد کی ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ کو آخر دم تک اس کے دجال ہونے کا خطرہ ہی رہا۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن عمر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے جیسا کہ ابوداؤد میں حدیث نمبر ۴۳۳۰ اور ۴۳۳۱ اس کا بین ثبوت ہیں بلکہ ابوداؤد شریف کی حدیث نمبر ۴۳۳۱ میں تو حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی موجودگی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ قسم کھاتے ہوئے سنا ہے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے اور حضور ﷺ نے بھی اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی۔ یہی حدیث مسلم میں بھی مروی ہے ۳۵۴ے۔

ابن صیاد کے دجال ہونے یا نہ ہونے کے متعلق تفصیلی بحث عنقریب آیا چاہتی ہے، یہاں ہم احادیث مبارکہ کے حوالے سے ان امتحانات کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو حضور ﷺ نے ابن صیاد سے مختلف مواقع پر لئے۔

(۱) کتب حدیث کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضور ﷺ چاہتے تھے کہ ابن صیاد کو غفلت کی حالت میں پائیں تاکہ وہ اپنی صحیح صحیح حقیقت اگل دے، اسی لئے آپ ﷺ جب اس کی طرف جاتے تو حتی الامکان چھپ چھپا کر جاتے تاکہ وہ ہوشیار نہ ہو جائے لیکن اکثر ایسا ہوتا کہ اس کی ماں حضور ﷺ کو دیکھ لیتی اور فوراً اس کو خبردار کر دیتی چنانچہ بخاری شریف میں یہ روایت متعدد مرتبہ آئی ہے۔

﴿قال سالم سمعت ابن عمر رضی اللہ عنهما يقول انطلق بعد ذلک رسول الله صلی الله عليه وسلم و ابی بن كعب الى النخل التي فيها ابن صياد و هو يختل ان يسمع من ابن صياد شيئا قبل ان يراه ابن صياد فرآه النبي

صلى الله عليه وسلم و هو مضطجع يعني في قطيفة له فيها رمزة او زمرة فرأت ام ابن صياد رسول الله صلى الله عليه وسلم و هو يتقي بجذوع النخل فقالت لابن صياد يا صاف. و هو اسم ابن صياد. هذا محمد صلى الله عليه وسلم فثار ابن صياد فقال النبي صلى الله عليه وسلم لو تركته بين ﴿ (حدیث نمبر ۱۳۵۵، مسلم ۷۳۵۵)

''سالم کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ پھر اس کے بعد حضور ﷺ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھجوروں کے ان باغات کی طرف تشریف لے گئے جن میں ابن صیاد رہتا تھا، آپ کی کوشش یہ تھی کہ قبل اس کے کہ ابن صیاد آپ کو دیکھے، اس کی کچھ باتیں سن لیں چنانچہ حضور ﷺ نے ابن صیاد کو ایک چادر میں لپٹا ہوا لیٹا دیکھا اور وہ کچھ بڑبڑا رہا تھا، ابن صیاد کی ماں نے آپ کو کھجور کی شاخوں سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے دیکھ لیا اور ابن صیاد سے کہنے لگی اے صافی! (یہ ابن صیاد کا نام تھا) یہ محمد ﷺ آتے ہیں، یہ سنتے ہی ابن صیاد کود کر اٹھ بیٹھا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کی ماں اس کو چھوڑ دیتی تو یہ اپنی حقیقت ضرور بیان کر دیتا''۔

محسوس ایسا ہوتا ہے کہ ابن صیاد کے والدین کو حضور ﷺ کی اس حدیث کی خبر مل گئی تھی جس میں آپ ﷺ نے ان کا حلیہ بیان کیا تھا، اس لئے وہ نہیں چاہتے تھے کہ آپ کو کسی طرح اس کے حالات سے آگاہی ہو، اس لئے اس کی ماں نے ہمیشہ اس کے لئے مخبری کا کام کیا ہے لیکن بچہ بہر حال بچہ ہوتا ہے، کھیل کود بھی اس کی فطرت اور ضروریات میں داخل ہوتا ہے، ابن صیاد بھی اس سے مجبور تھا اور بچوں کے ساتھ گلی کوچوں میں کھیلا کرتا تھا اس قسم کے مواقع پر حضور ﷺ نے اس سے کچھ باتیں پوچھی

ہیں اور اس نے جواب بھی دیا ہے۔ ذیل میں اس طرح کی روایات بھی درج کی جارہی ہیں۔

(۲) ﴿عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنهما انه اخبره ان عمر بن الخطاب انطلق في رهط من اصحاب النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم مع النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم قبل ابن صياد حتى وجده يلعب مع الغلمان عند اطم بني مغالة و قد قارب يومئذ ابن صياد يحتلم فلم يشعر حتى ضرب النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم ظهره بيده ثم قال النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم اتشهد اني رسول اللّٰہ؟ فنظر اليه ابن صياد فقال اشهدانک رسول الاميين فقال ابن صياد للنبي صلى اللّٰہ عليه وسلم اتشهدانی رسول اللّٰہ؟ قال له النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم آمنت باللّٰہ و رسله قال النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم ماذا ترى؟ قال ابن صياد ياتيني صادق و كاذب، قال النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم لبس عليک الامر، قال النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم اني قد خبات لک خبأ قال ابن صياد هو الدخ قال النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم اخسأ فلن تعدو قدرک قال عمر يارسول اللّٰہ ائذن لي فيه اضرب عنقه قال النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم ان يكن هو فلن تسلط عليه و ان لم يكن هو فلا خير لک في قتله﴾

(بخاری ۳۰۵۵، مسلم ۷۳۵۴، ابوداؤد ۴۳۲۹)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے جلو میں

حضور ﷺ کے ساتھ ابن صیاد کے پاس گئے تو اس کو بنی مغالہ کے قلعے کے پاس بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے پایا ان دنوں ابن صیاد بلوغت کے قریب تھا، اس کو حضور ﷺ کی تشریف آوری کا پتہ نہیں چل سکا، یہاں تک کہ حضور ﷺ نے اس کی پشت پر اپنا ہاتھ مارا اور اس سے فرمایا کہ کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے حضور ﷺ کو دیکھ کر کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امیوں کے رسول ہیں پھر ابن صیاد نے حضور ﷺ سے کہا کہ کیا آپ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا میں اللہ اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لاتا ہوں، پھر اس سے پوچھا کہ تو کیا دیکھتا ہے؟ ابن صیاد کہنے لگا کہ میرے پاس ایک سچا اور ایک جھوٹا آتا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا تجھ پر معاملہ ملتبس ہو گیا اور فرمایا کہ میں نے تیرے امتحان کے لئے دل میں ایک بات چھپائی ہے (بتا وہ کیا ہے؟) ابن صیاد کہنے لگا ''الدخ'' آپ ﷺ نے فرمایا دور ہو! تو اپنے مرتبہ سے ہرگز آگے نہیں بڑھ سکتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن مار دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ وہی دجال ہو تو تم کو اس پر مسلط نہیں کیا گیا اور اگر یہ وہ نہ ہو تو اس کے قتل میں تمہارے لئے کوئی بہتری نہیں۔''

مسلم شریف کی ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابن صیاد جن بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا وہ بچے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور نبی علیہ السلام کو دیکھتے ہی بھاگ گئے لیکن یہ وہیں کھڑا رہا اور اس سے درج بالا سوال و جواب ہوئے۔

(۳) ﴿عن ابی سعید قال لقیه رسول اللّٰہ ﷺ و ابوبکر و عمر فی بعض طرق المدینة فقال له رسول اللّٰہ ﷺ اتشهدانی رسول اللّٰہ؟ فقال هو اتشهدانی رسول اللّٰہ فقال رسول اللّٰہ ﷺ آمنت باللّٰہ و ملئکته و کتبه، ماتری؟ قال اری عرشا علی الماء فقال رسول اللّٰہ ﷺ تری عرش ابلیس علی البحر وماتری؟ قال اری صادقین و کاذبا او کاذبین و صادقا فقال رسول اللّٰہ ﷺ لبس علیه، دعوه﴾ (مسلم ۷۳۴۶)

''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما مدینہ کے ایک راستے میں ابن صیاد سے ملے، حضور ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں؟ ابن صیاد کہنے لگا کہ کیا آپ میرے پیغمبر خدا ہونے کی گواہی دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ پر اس کے فرشتوں اور کتابوں پر ایمان لاتا ہوں، یہ بتا کہ تجھے نظر کیا آتا ہے؟ کہنے لگا کہ میں پانی پر بچھا ہوا ایک تخت دیکھتا ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا تو سمندر پر ابلیس کا بچھا ہوا تخت دیکھتا ہے، تو اور کیا دیکھتا ہے؟ کہنے لگا کہ میں دو سچے اور ایک جھوٹا یا دو جھوٹے اور ایک سچا دیکھتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس پر معاملہ مشتبہ ہو گیا، اس کو چھوڑ دو''

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مذکورہ بالا روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے البتہ اس کے آخر میں یہ اضافہ ہے کہ حضور ﷺ کو ہمیشہ یہ خوف رہا کہ کہیں یہ دجال نہ ہو۔ (مسند احمد، مشکل الآثار، شرح السنہ)

یہ تین حدیثیں ابن صیاد کے بارے میں بنیادی حیثیت کی حامل ہیں جن میں

حضور ﷺ اور ابن صیاد کا ایک دوسرے کو دیکھنا مذکور ہے۔ ان احادیث سے درج ذیل امور متعین ہو جاتے ہیں۔

(۱) حضور ﷺ نے ابن صیاد کو اس کے بچپن میں بھی دیکھا اور لڑکپن میں بھی۔

(۲) ابن صیاد کی ماں حضور ﷺ کو دیکھتے ہی ابن صیاد کو خبردار کر دیتی۔

(۳) حضور ﷺ ابن صیاد کے حالات جاننے کے لئے جماعت صحابہ کے ساتھ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لے کر گئے، ایک مرتبہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو اور ایک مرتبہ اتفاقیہ ملاقات ہوگئی جس میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

(۴) ابن صیاد نے اپنی حقیقت ظاہر کرتے ہوئے بتایا کہ مجھے سمندر پر بچھا ہوا ایک تخت نظر آتا ہے، سچے اور جھوٹے دونوں طرح کے لوگ میرے پاس آتے ہیں۔

(۵) حضور ﷺ نے ابن صیاد کا امتحان بھی لیا اور آیت قرآنی "یوم تاتی السماء بدخان مبین" ذہن میں رکھ کر اس سے پوچھا کہ میں نے کیا چیز ذہن میں چھپائی ہے؟ چونکہ ابن صیاد کہانت کا مدعی تھا اس لئے گو کہ اس کی حقیقت تک رسائی حاصل کرنے سے قاصر رہا تاہم اس کے قریب قریب پہنچ گیا اور کہنے لگا آپ نے ''الدخ'' کو اپنے ذہن میں چھپایا ہے۔

(۶) حضور ﷺ کو آخر دم تک اس کے دجال ہونے کا خوف رہا۔

اس چھٹے نکتے پر اپنی نگاہ توجہ کو مرکوز رکھ کر اگر آپ ان روایات کو ایک دفعہ پھر پڑھیں کہ حضرت عمر، عبداللہ بن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم ابن صیاد کے دجال ہونے کی قسم کھایا کرتے تھے تو بات اور واضح ہو جائے گی بلکہ مسند احمد میں تو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے دس مرتبہ ابن صیاد کے ہی دجال ہونے کی قسم کھانا زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس بات کے کہ میں ایک مرتبہ یہ قسم کھاؤں کہ ابن صیاد دجال نہیں، اور فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے حضور ﷺ نے ابن صیاد کی ماں کے پاس بھیجا

کہ اس سے یہ پوچھ کر آؤ کہ ابن صیاد سے وہ کتنی مدت تک حاملہ رہی ہے؟ میں نے جا کر اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ بارہ مہینے! پھر دوبارہ آپ ﷺ نے مجھے اس کے پاس یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ جب وہ پیدا ہوا تھا تو اس کے رونے چیخنے کی آواز کیسی تھی؟ میں نے واپس جا کر اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگی جیسے پورے ایک مہینے کے بچے کی آواز ہوتی ہے۔

نیز مسند ابویعلی الموصلی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد صحیح سند سے مروی ہے کہ مجھے ابن صائد کے دجال ہونے کی قسم نو مرتبہ اٹھانا زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ ایک مرتبہ اس کے دجال نہ ہونے کی قسم اٹھاؤں۔

ان روایات کے پیش نظر بہت سارے علماء کرام کی رائے یہ قرار پائی کہ ابن صیاد ہی دجال ہے، قبل اس کے کہ ہم دوسرا نقطہ نظر پیش کریں، ابن صیاد ہی کی زبانی اس پر ہونے والے اعتراضات و جوابات کی تفصیل سن لیں چنانچہ مسلم شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ مروی ہے جو درحقیقت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابن صیاد کے درمیان ایک مکالمہ ہے اور وہ حسب ذیل ہے۔

﴿عن ابی سعید الخدری قال صحبت ابن صیاد الی مکة فقال لی اما قد لقیت من الناس یزعمون انی الدجّال الست سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول انه لا یولدله قال قلت بلی قال فقد ولد لی، اولیس سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول لایدخل المدینة ولا مکة قلت بلی قال فقد ولدت بالمدینة وها انا ارید مکة قال ثم قال لی فی آخر قوله اما واللّٰه! انی لاعلم مولده و مکانه و این هو قال فلبسنی﴾ (مسلم ۷۳۴۸)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ جاتے ہوئے ابن صیاد کا ساتھی بنا، راستے میں وہ مجھ سے کہنے لگا

کہ میں کچھ ایسے لوگوں سے ملا ہوں جو مجھے "دجال" تصور کرتے ہیں، کیا آپ نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ دجال کی کوئی اولاد نہ ہوگی؟ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کیوں نہیں؟ وہ کہنے لگا کہ میرے یہاں تو اولاد ہوئی ہے، کیا آپ نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ دجال مدینہ اور مکہ میں داخل نہ ہو سکے گا؟ میں نے کہا کیوں نہیں؟ ابن صیاد کہنے لگا کہ میری تو پیدائش ہی مدینہ میں ہوئی ہے اور اب آپ کے ساتھ میں مکہ مکرمہ جا رہا ہوں، پھر اپنی بات کے آخر میں کہنے لگا کہ بخدا! البتہ مجھے دجال کی جائے پیدائش اور مکانِ خروج بھی معلوم ہے اور یہ بھی کہ وہ آج کل کہاں ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کی اس بات نے مجھ پر معاملہ مشتبہ کر دیا۔"

اس مکالمہ میں ابن صیاد نے اپنے "دجال" ہونے کی پر زور تردید کرتے ہوئے دو دلیلیں بیان کی ہیں۔

(۱) حدیث کے مطابق دجال کی کوئی اولاد نہ ہوگی اور میری اولاد موجود ہے۔

(۲) حدیث کے مطابق دجال حرمین شریفین میں داخل نہ ہو سکے گا اور میری تو پیدائش ہی مدینہ کی ہے اور مکہ مکرمہ میں اب جا رہا ہوں۔

مسلم شریف ہی کی حدیث نمبر ۷۳۴۹ میں مذکورہ مکالمہ کی مزید کچھ تفصیل مذکور ہے لیکن اس میں یہ تصریح نہیں کہ یہ مکالمہ اسی سفر کے دوران ہوا یا کسی اور موقع پر۔

ابن صیاد حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ میں عام لوگوں کو تو معذور سمجھتا ہوں لیکن اے اصحاب محمد ﷺ! میرا اور تمہارا کیا معاملہ ہے؟ کیا اللہ کے نبی نے یہ نہیں فرمایا کہ دجال یہودی ہوگا؟ اور میں تو مسلمان ہوں۔

کیا آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اس کی اولاد نہ ہوگی اور میری تو اولاد موجود ہے۔

کیا آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ نے اس کا داخلہ مکہ میں حرام قرار دیا ہے اور میں نے تو حج بھی کیا ہوا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ اسی طرح دلائل دیتا رہا، قریب تھا کہ وہ مجھے اپنی باتوں کے فریب میں جکڑ لیتا کہ اس کے منہ سے یہ بات نکل گئی۔ بخدا! مجھے اب بھی پتہ ہے کہ دجال کہاں ہے؟ اور میں اس کے ماں باپ کو پہنچانتا ہوں۔ ابن صیاد سے کسی نے پوچھا کہ کیا تو دجال بننا پسند کرے گا؟ وہ کہنے لگا اگر مجھے اس کی پیش کش کی گئی تو میں اس کو ناپسند نہیں سمجھوں گا۔

اس حدیث سے درج ذیل امور نکھر کر سامنے آتے ہیں۔

(۱) دجال یہودی ہوگا۔ ابن صیاد مسلمان تھا۔

(۲) دجال بے اولاد ہوگا۔ ابن صیاد کی اولاد تھی۔

(۳) دجال حرمین میں داخل نہ ہوسکے گا۔ ابن صیاد نے تو حج بھی کیا تھا۔

(۴) اگر ابن صیاد کو "دجال" بننے کی پیش کش کی جائے تو وہ اس کے لئے آمادہ اور تیار تھا اور مذکورہ دونوں حدیثوں کے آخر میں ایک قدر مشترک یہ بھی ہے ابن صیاد کو دجال کی جائے پیدائش، جائے خروج، جائے سکونت اور اس کے والدین تک کا علم تھا۔ اسی قدر مشترک کی وجہ سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا ذہن اس طرف چلا گیا کہ اس کو دجال کے بارے میں اتنی معلومات کیسے دستیاب ہوگئیں؟ کہیں یہ خود ہی تو دجال نہیں؟ اس لئے ابن صیاد کا معاملہ ان پر مشتبہ ہوگیا۔

مذکورہ صدر روایت میں ابن صیاد کے جس حج کا تذکرہ کیا گیا ہے اس کی تفصیلات بھی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی زبانی مسلم شریف کی حدیث ۷۳۵۰ میں محفوظ ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حج یا عمرہ کے

ارادے سے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے، ہمارے ساتھ ابن صائد بھی ہوگیا، راستے میں ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو لوگ تو متفرق ہو گئے اور میں اور ابن صائد قافلے میں رہ گئے، مجھے اس سے انتہائی وحشت محسوس ہونے لگی کیونکہ لوگ اس کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے، اتنے میں وہ اپنا سامان اٹھائے میری طرف چلا آیا اور میرے سامان کے ساتھ ہی اپنا سامان بھی رکھ دیا، میں نے اس سے کہا کہ گرمی بہت شدت کی ہو رہی ہے اگر تم اپنا سامان فلاں درخت کے نیچے رکھ لو تو اچھا ہے، وہ مان گیا اور اپنا سامان وہاں لیجا کر رکھ دیا۔

اتنی دیر میں ہمارے پاس ایک بکری لائی گئی، ابن صیاد اس کو دیکھ کر ایک بڑا پیالہ جا کر لایا اور کہنے لگا:

ابن صیاد: ابوسعید! پیجئے!

ابوسعید خدریؓ: گرمی شدت کی پڑ رہی ہے اور دودھ بھی گرم ہے۔ اصل میں میں اس کے ہاتھ سے پینے کو ناپسند سمجھ رہا تھا ورنہ اور کوئی وجہ نہ تھی۔

ابن صیاد: اے ابوسعید! میں تو لوگوں کی باتیں سن سن کر اتنا تنگ آ گیا ہوں کہ اب جی یہ چاہتا ہے کہ ایک رسی لے کر ایک درخت پر لٹکاؤں اور اس سے اپنا گلا گھونٹ لوں۔ اے ابوسعید! حدیث رسول اللہ ﷺ جس قدر آپ پر مخفی ہوگئی ہے اس سے زیادہ کس پر مخفی ہوگی؟ اے گروہ انصار! کیا آپ حدیث رسول کو دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ نہیں جانتے؟ کیا حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ دجال کافر ہوگا اور میں تو مسلمان ہوں؟
کیا حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ دجال عقیم یعنی لاولد ہوگا اور میں تو مدینہ منورہ میں اپنی اولاد کو چھوڑ کر آیا ہوں؟

ابوسعید خدریؓ: قریب تھا کہ میں ابن صیاد سے معذرت کرلوں (اور دودھ پی لوں) کہ وہ کہنے لگا، بخدا! البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ میں دجال

کو، اس کی جائے پیدائش اور موجودہ جائے سکونت کو بھی پہچانتا ہوں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا تو ہلاک ہو جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن صیاد

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ساتھ ابن صیاد کا جو مکالمہ ہوا وہ آپ نے ملاحظہ فرمایا، اس میں نکتہ کی بات یہ ہے کہ ابن صیاد نے اپنے رنج اور افسوس کا اظہار تو کیا لیکن غصہ ظاہر نہیں کیا جب کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہونے والے مکالمہ میں ابن صیاد انتہائی غضب ناک اور غصہ میں بھرا ہوا نظر آتا ہے گو کہ اس کی وجہ کچھ بھی ہو چنانچہ مسلم شریف حدیث نمبر ۷۳۶۰ میں اس کی تفصیل اس طرح بیان کی گئی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں ابن صیاد سے دو مرتبہ ملا ہوں، پہلی مرتبہ جب میں اس سے ملا تو ایک آدمی سے (اس کے سامنے ہی) پوچھا کہ کیا تمہارے سامنے یہ حدیث بیان کی گئی ہے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے؟ اس نے کہا بخدا! نہیں! میں نے کہا واللہ! تو مجھ سے جھوٹ بول رہا ہے، تم ہی میں سے تو کسی نے مجھے یہ بتایا تھا کہ وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ تم سب سے زیادہ مال و اولاد والا نہ ہو جائے اور آج کل ابن صیاد کا یہی حال ہے، ہم یہی باتیں کرتے رہے اور میں ابن صیاد سے جدا ہو گیا۔

دوسری مرتبہ جب میں ابن صیاد سے ملا تو اس کی آنکھ متورم تھی، میں نے اس سے کہا کہ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟ تیری آنکھ کو کیا ہوا؟ وہ کہنے لگا کہ مجھے کچھ نہیں پتہ! میں نے کہا کہ تیرے سر میں ہے اور تجھے ہی نہیں پتہ؟ ابن صیاد کہنے لگا کہ اگر اللہ نے چاہا تو اس کو تیری اسی لاٹھی میں پیدا کر دے گا اور یہ کہہ کر گدھے کی آواز میں اتنی زور سے چیخا کہ اس سے پہلے میں نے کبھی ایسی چیخ نہ سنی تھی، میرے کچھ ساتھی یہ سمجھے کہ میں نے اپنے پاس موجود لاٹھی سے اس کو مارا ہے اور وہ ٹوٹ گئی ہے لیکن بخدا! مجھے کچھ سمجھ

نہیں آیا کہ کیا ہوا؟

اس کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی بہن ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا تو وہ فرمانے لگیں کہ تو اس سے کیا چاہتا ہے؟ کیا تجھے پتہ نہیں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے ''دجال کسی بات پر غضب ناک ہو کر نکل آئے گا''۔

اور مسلم شریف ہی میں اس سے پہلے والی حدیث اس بات کی بھی صراحت کنندہ ہے کہ ابن صیاد غصہ میں بھر کر اتنا پھول گیا کہ پوری گلی اس کے وجود سے بھر گئی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو جب اس واقعہ کی خبر ملی تو وہ گھبرا گئیں کہ کہیں یہی دجال نہ ہو اور میرے بھائی کے غصہ دلانے کی وجہ سے خروج کر دے۔

کیا ابن صیاد ہی دجال ہے؟

یہ ایک معرکۃ الآراء بحث ہے جس میں کوئی حتمی رائے قائم کرنا انتہائی مشکل اور پیچیدہ مسئلہ ہے کیونکہ اکابر علماء دو گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

(۱) بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے جیسے حضرت عمر، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن مسعود، جابر بن عبداللہ، ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم، امام قرطبی اور قاضی شوکانی رحمہما اللہ وغیرہ حضرات۔

(۲) اکثر اکابر اور جمہور اہل علم کی رائے یہی ہے کہ ابن صیاد اور دجال دو الگ الگ شخصیتیں ہیں، یہ ایسے ہی ہے جیسے مہدی اور عیسیٰ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں جس طرح مہدی اور عیسیٰ ایک نہیں ہو سکتے اسی طرح ابن صیاد اور دجال ایک نہیں ہو سکتے۔

اول الذکر گروہ میں پانچ صحابہ کرام اور دو متقدر علماء کرام کے نام ملتے ہیں اور ان میں سے بھی اقوال صحابہ کی ایسی توجیہات علماء کرام نے بیان فرمائی ہیں جس سے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام اس فہرست سے نکل جاتا ہے، پیچھے صرف امام قرطبی اور

علامہ شوکانیؒ رہ جاتے ہیں، جن میں سے امام شوکانیؒ کے بارے میں بھی کوئی یقینی اور حتمی بات نہیں کہی جا سکتی اس لئے کہ امام شوکانیؒ نے صراحۃً ابن صیاد کے دجال ہونے کا ذکر کہیں نہیں فرمایا البتہ نیل الاوطار میں ایک موقع پر ابن صیاد کی بحث کرتے ہوئے ان کے الفاظ کچھ نرم ہیں جس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ ابن صیاد ہی کو دجال قرار دینا چاہتے ہیں اور اسی شبہ کا فائدہ اٹھا کر شیخ یوسف الوابل نے اپنی کتاب اشراط الساعۃ ص ۳۰۰ پر تحریر فرمادیا:

﴿والذی یظهر لی من كلام الشوكانی انه مع القائلین بان ابن صیاد هو الدجال الاكبر﴾

''علامہ شوکانی کے کلام سے میرے سامنے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ بھی ابن صیاد ہی کو دجال اکبر قرار دینے والے حضرات کے ساتھ ہیں''۔

تھوڑی دیر کے لئے اگر امام شوکانیؒ کو امام قرطبیؒ کے ساتھ کھینچ تان کر نتھی کر بھی دیا جائے تو ایک طرف دو علماء کی رائے اور دوسری طرف امت کا سوادِ اعظم، فیصلہ آپ خود کر لیجئے۔

یہاں ہم سب سے پہلے امام قرطبیؒ کا کلام نقل کرنا چاہیں گے تاکہ ان کی طرف جو نسبت کی گئی ہے اس کی دلیل بھی سامنے آجائے اس کے بعد ہم ثانی الذکر گروہ کے کچھ اکابر کی آراء قلمبند کریں گے۔ انشاء اللہ

امام قرطبیؒ کی رائے

شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبیؒ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ'' میں تحریر فرماتے ہیں:

فصل. و قد استدل من قال من العلماء ان الدجال لیس ابن صیاد بحدیث الجساسة و ما كان فی معناه،

و الصحيح ان ابن صياد هو الدجال بدلالة ماتقدم الخ (التذکرہ ص ۵۸)

"یہ فیصل ہے۔ جن علماء کا یہ کہنا ہے کہ دجال ابن صیاد کے علاوہ کوئی اور ہے انہوں نے حدیث جساسہ اور اس کے ہم معنی احادیث سے استدلال کیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے ان دلائل کی بنیاد پر جن کا ذکر پیچھے گذرا۔

امام قرطبیؒ کے دلائل

امام قرطبیؒ کے پاس اپنے اس قول کی دلیل میں اگر کوئی مضبوط ترین دلیل ہو سکتی ہے تو وہ مذکورہ پانچ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قسمیہ اقوال ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہیں ان کی توجیہ نقل کر دی جائے۔ واللہ الموفق

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نبی علیہ السلام کی موجودگی میں ابن صیاد کے دجال ہونے کی قسم کھانا، ان کا اپنا ظن تھا۔ نبی علیہ السلام کا فرمان نہیں، رہی یہ بات کہ آپ ﷺ نے اس پر سکوت بھی تو فرمایا ہے؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس موقع تک حضور ﷺ پر ابن صیاد کی صحیح حقیقت بذریعہ وحی منکشف نہیں کی گئی تھی اس لئے آپ کو اس معاملہ میں تردد تھا لیکن جب حقائق کی روشنی میں آپ کو یقین ہو گیا کہ ابن صیاد، دجال نہیں تو اس قسم کا کوئی واقعہ معرض ظہور میں نہیں آیا۔

(۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قسم کھانا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قسم پر موقوف تھا جب ہی تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی قسم کی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قسم کو بنایا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قسم کا جواب ہو گیا تو اس کا جواب بھی ضمناً ہو گیا۔

(۳) روایات کے سیاق و سباق سے محسوس ایسا ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قسم اٹھانا بھی اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قسم پر اعتماد کی وجہ

سے تھا اور اس کا جواب گذر چکا۔

(۴) اب حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما کا قسم اٹھانا تو ممکن ہے کہ ان حضرات نے ابن صیاد کے بعد والے حالات کو دیکھ کر یہ فیصلہ صادر کیا ہو کہ اگر یہ دجال اکبر نہ بھی ہوا تو کم از کم اس کے دجال ہونے میں تو کوئی شک نہیں اور یہ حدیث شروع میں ذکر کی جا چکی کہ قیامت سے پہلے تیس کذاب ودجال ہوں گے۔ ان میں سے ایک ابن صیاد بھی سہی۔

امام قرطبیؒ کی دوسری دلیل وہ واقعہ ہے جو سیف بن عمر نے اپنی کتاب ''الفتوح والردہ'' میں نقل کیا ہے، اور وہ یہ کہ جب مسلمانوں نے ابوسبرہ نامی امیر کی قیادت میں ''سوس'' کا محاصرہ کیا تو ان دونوں وہاں کا حاکم ہرمزان کا بھائی شہربان تھا، مسلمانوں نے قتال اور محاصرہ کے ذریعے اہل سوس کا ناطقہ بند کر رکھا تھا کہ ایک دن شہر کی فصیل پر کچھ پادری اور بشپ آئے اور کہنے لگے کہ اے گروہ عرب! ہمارے علماء اور متقدمین حضرات نے ہمیں یہ بات بتائی ہے کہ سوس کو دجال یا ایسی قوم ہی فتح کر سکتی ہے جس میں دجال ہو، اگر تم میں دجال موجود ہو تب تو تم اس کو فتح کر لو گے اور اگر دجال تم میں موجود نہ ہو تو خواہ مخواہ میں ہمارا حصار کر کے اپنے آپ کو مشقت میں مبتلا نہ کرو۔

اتفاق کی بات ہے کہ اس لشکر میں ابن صیاد موجود تھا، یہ سن کر وہ سوس کے دروازے پر غصے کی حالت میں آیا اور اپنے پاؤں سے اس کو ٹھوکر ماری اور کہا کھل جا! اسی وقت زنجیریں کٹ کر گر گئیں، تالے ٹوٹ کر گر گئے اور دروازے کھل گئے اور مسلمان شہر سوس میں داخل ہو گئے۔ (التذکرہ ص ۵۸۱)

اسی طرح ابو نعیم نے ''تاریخ اصبہان'' میں حسان بن عبدالرحمٰن کی زبانی اس کے والد عبدالرحمٰن کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ جب ہم نے اصفہان کو فتح کر لیا، ہمارے اور یہودیہ کے درمیان ایک فرسخ کا فاصلہ رہ گیا تو ہم وہاں جاتے اور غلہ لے کر آتے، اسی طرح میں ایک دن یہودیہ پہنچا تو دیکھا کہ یہودی دف بجا رہے ہیں اور خوب آراستہ و پیراستہ ہیں، میں نے اپنے ایک دوست سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ

ہے؟ اس نے کہا کہ اہل عرب پر جس بادشاہ کی سرکردگی میں ہم فتح یاب ہوں گے وہ تشریف لائے ہیں، وہ رات میں نے اسی کے یہاں چھت پر رات گذاری، نماز فجر پڑھی، طلوع آفتاب کے بعد میں نے لشکر کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ ایک آدمی پر ریحان کا قبہ سجا ہوا ہے اور یہودی اس کو خوب سنوار رہے ہیں، میں نے غور سے دیکھا تو وہ "ابن صیاد" تھا، وہ اس شہر میں داخل ہوا اور اب تک وہاں سے واپس نہیں آیا۔

(الاشاعہ ص۲۹۲)

ان واقعات کو پڑھنے کے بعد کہیں آپ بھی امام قرطبیؒ کے ہمنوا نہ ہو جائیں اس لئے کہ یہ دونوں واقعے صرف تاریخی روایات کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کی صحت مشکوک ہے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے ابن صیاد کو واقعہ حرہ میں گم پایا۔

اب ایک طرف فتح اصفہان کا واقعہ رکھیں اور دوسری طرف واقعہ حرہ کو رکھیں اور اب حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کا جواب ملاحظہ فرمائیں کہ خود ابو نعیم نے "تاریخ اصبہان" میں تسلیم کیا ہے کہ اصفہان کی فتح خلافت فاروقی میں ہوئی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت اور واقعہ حرہ کے درمیان ۴۰ سال کا عرصہ ہے گویا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اپنے ارشاد کے مطابق ابن صیاد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس سال بعد تک ہمارے ساتھ رہا اور مذکورہ روایات سے معلوم ہو رہا ہے کہ فتح اصفہان یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے بھی پہلے وہ یہودیوں کے پاس جا چکا تھا۔

اس قدر واضح تضاد اور تعارض کے ہوتے ہوئے یہ تاریخی روایات کیونکر قابل اعتبار ہو سکتی ہیں اور امام قرطبیؒ کا ان کے سہارے پر اپنے نظریئے کی عمارت تعمیر کرنا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے؟

﴿جمہور علماء کرام کے اقوال وآراء﴾

امام بیہقیؒ کی رائے گرامی

امام بیہقیؒ حضرت تمیم[1] داری رضی اللہ عنہ کی حدیث پر کلام کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں نکلنے والا دجال اکبر ابن صیاد کے علاوہ ہوگا، البتہ ابن صیاد ان دجالوں اور کذابوں میں سے ایک ضرور تھا جن کے خروج کی نبی علیہ السلام نے خبر دی ہے اور ایسے لوگوں کا اکثر خروج ہوتا رہتا ہے۔

اور جو حضرات ابن صیاد کے دجال ہونے پر جزم اور یقین کا اظہار کرتے تھے، محسوس ایسا ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا قصہ نہیں سنا ورنہ ان دونوں میں موافقت بہت مشکل ہے کیونکہ یہ بات ممکن ہی نہیں کہ جو شخص نبی علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں قریب البلوغ ہو، آپ ﷺ اس کے پاس جا کر سوال و جواب کریں اور وہ آپ ہی کی زندگی کے آخری ایام میں انتہائی بوڑھا اور سمندری جزائر میں سے ایک جزیرے میں قید ہو جائے اور لوہے میں جکڑ دیا جائے اور پھر وہ نبی علیہ السلام کے بارے میں یہ بھی پوچھے کہ کیا آپ کا ظہور ہوا یا نہیں؟

اس لئے یہی بات صحیح ہے کہ ان حضرات کے قسم کھانے کو تمیم داری رضی اللہ عنہ کا واقعہ معلوم نہ ہونے پر محمول کرلیا جائے تاکہ احادیث مبارکہ میں تعارض نہ رہے۔'' (فتح الباری ج ۱۳ ص ۳۲۶)

امام خطابیؒ کی تحقیق

''ابن صیاد کے بارے میں لوگ شدید اختلافات کا شکار ہیں اور اس کا

[1]: یہ وہی حدیث جساسہ ہے جس کا حوالہ پیچھے بھی گذرا ہے، مختصر عنقریب آیا چاہتی ہے۔

معاملہ مشتبہ ہو چکا ہے اور اس کے بارے میں ہر طرح کی باتیں کہی گئی ہیں، بعض حضرات یہ سوال بھی کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک جھوٹے مدعی نبوت کو مدینہ منورہ میں رہنے کی اجازت کس طرح دے سکتے تھے؟

میرے نزدیک اصل بات یہ ہے کہ یہ واقعہ ان دنوں پیش آیا ہے جب کہ حضور ﷺ نے یہودیوں اور ان کے حلیفوں سے صلح کر لی تھی۔ ابن صیاد بھی ان میں شامل تھا اور ان ہی میں کا ایک فرد تھا۔ حضور ﷺ کو اس کی خبریں پہنچتی رہتی تھیں کہ وہ کہانت اور غیبی باتیں بتانے کا مدعی ہے، اس لئے حضور ﷺ نے اس کا امتحان لیا تاکہ یہ معاملہ ختم ہو جائے۔

چنانچہ جب آپ ﷺ نے اس سے گفتگو فرمائی تو پتہ چل گیا کہ یہ باطل پر ہے اور ساحروں اور کاہنوں میں سے ہے یا اس پر کسی جن کا سایہ ہے یا اس کے پاس کوئی شیطان آتا ہے جو اسے الٹی سیدھی باتیں بتا دیتا ہے اور یہ وہی کہنا شروع کر دیتا ہے''۔ (معالم السنن ج ۴ ص ۳۴۹)

امام نوویؒ کا بیان

''ابن صیاد کے مشہور مسیح دجال ہونے یا نہ ہونے کا قصہ مشتبہ اور مشکل معاملہ ہے البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ منجملہ اور دجالوں کے ایک یہ بھی تھا۔

علماء فرماتے ہیں کہ بظاہر احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ پر اس سلسلے میں کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی کہ وہی مسیح دجال ہے یا کوئی اور؟ البتہ دجال کی کچھ صفات آپ کو بذریعہ وحی بتا دی گئی تھیں جن میں سے کچھ ابن صیاد پر صادق آتی تھیں اسی لئے حضور ﷺ قطعی طور پر یہ فیصلہ نہ فرما سکے کہ وہی دجال ہے یا کوئی اور؟ اور اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر یہ وہی ہوا تو تمہیں اس کو قتل کرنے

کی طاقت حاصل نہیں۔"

ایک طویل بحث نقل کرنے کے بعد امام نوویؒ ایک اعتراض اور اس کے جواب نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ "اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ حضور ﷺ نے ابن صیاد کو قتل کیوں نہیں کروایا حالانکہ آپ ﷺ کے سامنے اس نے (اشہد انی رسول اللہ کہہ کر) نبوت کا دعویٰ کیا تھا؟ تو اس کے دو جواب امام بیہقیؒ نے ذکر فرمائے ہیں۔

(۱) اس موقع پر ابن صیاد بالغ نہیں تھا اور نابالغ پر احکام جاری نہیں ہوتے۔ قاضی عیاضؒ نے اسی جواب کو پسند فرمایا ہے۔

(۲) دوسرے یہودیوں کی طرح ابن صیاد بھی معاہدۂ صلح میں شامل تھا اس لئے اس کو قتل نہیں کروایا، معالم السنن میں امام خطابیؒ نے اسی جواب پر جزم ظاہر فرمایا ہے" الخ (حاشیہ صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۷)

حافظ ابن کثیرؒ کا مختصر اور جامع فیصلہ

"اصل مقصد یہ ہے کہ ابن صیاد وہ دجال نہیں ہے جو آخر زمانہ میں خروج کرے گا اور یہ بات قطعی ہے اور اس کی دلیل حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے (جو عنقریب مذکور ہوگی) کیونکہ وہ اس مقام پر ایک حتمی اور انتہائی حدیث ہے۔" واللہ اعلم

(النہایہ ص ۴۹ تحقیق ابو محمد اشرف)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی رائے عالی

"یہ تمام احادیث (جو ابن صیاد سے متعلق مذکور ہوئیں) نہ تو نص ہیں اور نہ ہی ان میں ابن صیاد کے دجال ہونے کی تصریح ہے کیونکہ حضور ﷺ نے اس میں شک کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہے "اگر یہ وہی ہوا"

اور یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ ﷺ مدینہ منورہ میں نئے نئے تشریف لائے تھے، پھر جب تمیم داری رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنا واقعہ سنایا تو آپ کو یقین ہو گیا کہ دجال وہی ہے جو قید میں جکڑا ہوا ہے اور تمیم داری رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا ہے۔ تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث عنقریب آئے گی۔''

فتح الباری ہی میں ایک دوسری جگہ روایات میں تطبیق دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

''حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث اور ابن صیاد کے دجال ہونے کے واقعات کو جمع کرنے میں سب سے زیادہ قریبی بات یہ ہے کہ اصل دجال تو وہی ہے جس کو تمیم داری رضی اللہ عنہ نے بندھا ہوا دیکھا تھا اور ابن صیاد ایک شیطان تھا جو اس دوران دجال کی شکل میں ظاہر ہوا تھا یہاں تک کہ اصفہان چلا گیا اور اپنے ساتھی کے ساتھ روپوش ہو گیا تا آنکہ وہ وقت آجائے جس میں اللہ تعالیٰ نے اس کا خروج مقدر فرمایا ہے۔''

(فتح الباری ج ۱۳ص ۳۴۰)

اسی طرح اپنی کتاب ''الاسئلۃ الفائقۃ'' ص ۳۶ پر حافظ ابن حجر عسقلانیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

''اس صورت میں تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث اور ابن صیاد کے مشہور حالات میں مطابقت کرنے کے لئے ایک احتمال یہ بھی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس وقت میں دجال کو مذکورہ جزیرے کی طرف نکالا ہو اور تمیم داری رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہیوں نے اس کو دیکھ لیا ہو اور اس سے سنی ہوئی باتوں کو نبی علیہ السلام تک پہنچا دیا ہو تا کہ بوقت خروج اس کے فتنے سے تحذیر اور موعظت کا فائدہ حاصل ہو جائے۔

اور اس میں اشارہ تھا اس بات کی طرف کہ دجال کے امور مشتبہ اور غیر

واضح ہیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے دجال کی شکل مثالی کو ظاہر کر دیا ہو اور اس کی وہی صفات ہوں جو آئندہ چل کر اس میں ہوں گی مدینہ منورہ سے جانے کے بعد، کیونکہ مدینہ کی تو شان ہی یہ ہے کہ وہ اپنے اندر سے ناپاک لوگوں کو نکال باہر کرتا ہے اور اس جزیرے میں قید ہو جائے تا آنکہ اللہ تعالیٰ حسب منشا اس کو خروج کی اجازت دیدیں۔" الخ

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اگرچہ اس گتھی کو سلجھانے کی بہت کوشش کی ہے لیکن وہ سلجھنے کے بجائے مزید الجھ گئی ہے جیسا کہ آپ بھی اس کو محسوس کر رہے ہوں گے، اس لئے اس گتھی کو سلجھانے کے لئے میں ایک نکتہ ذکر کرنا چاہوں گا جس سے بات سمجھنا انشاء اللہ آسان ہو جائے گا۔

آپ گذشتہ صفحات میں پڑھ آئے ہیں کہ حدیث کے مطابق ہر نبی نے اپنی اپنی قوم کو فتنہء دجال سے باخبر کیا ہے اور تخلیق آدم سے لے کر قیام قیامت تک اس سے بڑا کوئی فتنہ رونما نہیں ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ جب ہر نبی نے اپنی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے تو معلوم ہوا کہ دجال نبی علیہ السلام کی تشریف آوری سے بہت پہلے دنیا میں موجود تھا ورنہ نوح علیہ السلام کے ڈرانے کا کیا معنی؟ اور ابن صیاد تو نبی علیہ السلام کے زمانے میں پیدا ہوا، پلا بڑھا اور عجیب وغریب حالات وواقعات کا اس سے ظہور ہوا۔

بھلا یہ دونوں ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟ دجال تو صدیوں پہلے سے موجود تھا اور ابن صیاد زمانہء نبوی میں پیدا ہوا، اس کو دجال کیسے کہا جا سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ابن صیاد دجال نہیں، یہ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

یہ نکتہ ہمارے اکابر میں سے کسی نے ذکر نہیں کیا البتہ امام قرطبیؒ ہی کی کتاب "التذکرہ" میں دجال سے متعلق جو مباحث ہیں ان کو مکتبۃ الصفا قاھرہ سے الگ کتابی شکل میں بھی شائع کیا گیا ہے اور اس پر تحقیق خالد بن محمد بن عثمان نے کی ہے اور اس کے ص ۵۸ کے حاشیہ میں اس نکتہ کو ذکر کیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس مسئلہ کا یہ سب سے

بڑا حل ہے جس کی طرف مذکورہ شیخ کا ذہن گیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائیں۔آمین

یہاں ایک اور بات ذہن میں آئی کہ احادیث بخاری و مسلم وغیرہ میں دجال کو عبدالعزیٰ بن قطن سے تشبیہ دی گئی ہے جس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ عبدالعزیٰ کا حلیہ دجال سے ملتا تھا لیکن عبدالعزیٰ کو کوئی بھی دجال نہیں کہتا سو اگر ابن صیاد کی مشابہت دجال سے ہو جائے تو اس کو ''دجال'' قرار دینے پر اتنا زور کیوں دیا جاتا ہے؟۔

جزیرۂ دجال کا ایک انوکھا سفر

اس عنوان کے تحت کچھ عرض کرنے سے قبل یہ بات ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتی ہے کہ اس سے قبل آپ نے ''حدیث جساسہ، حدیث تمیم داریؓ اور حدیث فاطمہ بنت قیسؓ'' کے الفاظ پڑھے ہیں، ان تمام سے مراد ایک ہی حدیث ہے جس میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے ایک سفر کا واقعہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور اس میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی ملاقات، دوران سفر ایک عجیب وغریب جانور سے ہوئی تھی، اس کا نام ''جساسہ'' تھا اس لئے اس حدیث کے تین الگ الگ نام ہو گئے لیکن مراد ایک ہی واقعہ ہے۔

﴿...... حدثني عامر بن شراحيل الشعبي، شعب همدان، انه سال فاطمة بنت قيس أخت الضحاك بن قيس، و كانت من المهاجرات الاول، فقال حدثيني حديثا سمعته من رسول الله ﷺ، لا تسنديه الى احد غيره، فقالت: لئن شئت لافعلن، فقال لها اجل حدثيني، فقالت: نكحت ابن المغيرة، و هو من خيار شباب قريش يومئذ، فاصيب في اول الجهاد مع رسول الله ﷺ، فلما تايمت خطبني عبدالرحمن بن عوف، في نفر من اصحاب محمد ﷺ،

و خطبني رسول الله ﷺ على مولاه اسامة بن زيد، و كنت قد حدثت ان رسول الله ﷺ قال من احبني فليحب اسامة فلما كلمني رسول الله ﷺ قلت امري بيدك، فانكحني من شئت، فقال انتقلي الى ام شريك، و ام شريك امرأة غنية، من الانصار، عظيمة النفقة في سبيل الله، ينزل عليها الضيفان، فقلت سافعل، فقال لاتفعلي ان ام شريك امرأة كثيرة الضيفان، فاني اكره ان يسقط عنك خمارك او ينكشف الثوب عن ساقيك، فيرى القوم منك بعض ماتكرهين، ولكن انتقلي الى ابن عمك، عبدالله بن عمرو ابن ام مكتوم، و هو رجل من بني فهر، فهر قريش، و هو من البطن الذي هي منه، فانتقلت اليه.

فلما انقضت عدتي سمعت نداء المنادي، منادي رسول الله ﷺ ينادي: الصلوة جامعة، فخرجت الى المسجد، فصليت مع رسول الله ﷺ، فكنت في صف النساء الذي يلي ظهور القوم، فلما قضى رسول الله ﷺ صلاته، جلس على المنبر و هو يضحك فقال: ليلزم كل انسان مصلاه، ثم قال: أتدرون لم جمعتكم؟ قالوا الله و رسوله اعلم.

قال اني والله! ماجمعتكم لرغبة ولا لرهبة، ولكن جمعتكم، لان تميما الداري، كان رجلا نصرانيا، فجاء فبايع و اسلم، و حدثني حديثا وافق الذي كنت احدثكم عن مسيح الدجال، حدثني انه ركب في سفينة بحرية، مع ثلاثين رجلا من لخم و جذام، فلعب بهم

الـمـوج شهـرا فـي البحر، ثم ارفؤوا الى جزيرة في البحر حيـن مغرب الشـمـس، فجلسوا في اقرب السفينة، فدخلوا الجزيرة، فلقيتهم دابة اهلب كثير الشعر، لا يدرون ماقبله من دبره، من كثرة الشعر، فقالوا: ويلك ماانت؟ قالت انا الجساسة، قالوا و ما الجساسة؟ قالت: يايها القوم! انطلقوا الى هذا الرجل في الدير، فانه الى خبركم بالاشواق، قال: لما سمت لنا رجلا فرقنا منها ان تكون شيطانة۔

قال: فانطلقنا سراعا، حتى دخلنا الدير، فاذا فيه اعظم انسان رايناه قط خلقا، واشده وثاقا، مجموعة يداه الى عنقه، ما بين ركبتيه الى كعبيه بالحديد، قلنا ويلك ماانت؟ قال قد قدرتم على خبري، فاخبروني ماانتم؟ قالوا: نحن اناس من العرب، ركبنا في سفينة بحرية، فصادفنا البحر حين اغتلم، فلعب بنا الموج شهرا، ثم ارفانا الى جزيرتك هذه، فجلسنا في اقربها، فدخلنا الجزيرة، فلقيتنا دابة اهلب كثير الشعر، لاندري ما قبله من دبره من كثرة الشعر، فقلنا ويلك ما انت؟ فقالت انا الجساسة قلنا وما الجساسة؟ قالت اعمدوا الى هذا الرجل في الدير، فانه الى خبركم بالاشواق، فاقبلنا اليك سراعا، و فزعنا منها، و لم نامن ان تكون شيطانة.

فقال: اخبروني عن نخل بيسان، قلنا عن اى شانها تستخبر؟ قال: اسالكم عن نخلها، هل يثمر؟ قلنا له نعم! قال اما انها يوشك ان لاتثمر، قال: اخبروني عن بحيرة طبرية، قلنا عن اى شانها تستخبر؟ قال هل

فیھا ماء؟ قالوا: ھی کثیرة الماء، قال: اما ان ماء ھا یوشک ان یذھب، قال: اخبرونی عن عین زغر قالوا: عن ای شانھا تستخبر؟ قال: ھل فی العین ماء؟ و ھل یزرع اھلھا بماء العین؟ قلناله نعم، ھی کثیرة الماء، و اھلھا یزرعون من مائھا، قال: اخبرونی عن نبی الامیین مافعل؟ قالوا: قد خرج من مکة و نزل یثرب، قال: اقاتله العرب؟ قلنا نعم، قال: کیف صنع بھم؟ فاخبرناه انه قد ظھر علی من یلیه من العرب و اطاعوه، قال، قال لھم: قد کان ذاک؟ قلنا نعم،

قال: اما ان ذاک خیرلھم ان یطیعوه، و انی مخبرکم عنی، انی انا المسیح الدجال، و انی اوشک ان یؤذن لی فی الخروج، فاخرج فاسیر فی الارض، فلا ادع قریة الاھبطتھا فی اربعین لیلة، غیر مکة و طیبة، فھما محرمتان علی کلتاھما، کلما اردت ان ادخل واحدة، او واحدا منھما، استقبلنی ملک بیده السیف صلتا، یصدنی عنھا، و ان علی کل نقب منھا ملائکة یحرسونھا.

قالت: قال رسول اللّٰه ﷺ، و طعن بمخصرته فی المنبر، ھذه طیبة، ھذه طیبة، ھذه طیبة، یعنی المدینة، الاھل کنت حدثتکم ذلک؟ فقال الناس نعم، فانه اعجبنی حدیث تمیم، انه وافق الذی کنت احدثکم عنه، و عن المدینة و مکة، الا انه فی بحر الشام او بحر الیمن، لابل من قبل المشرق، ماھو، من قبل المشرق، ماھو من قبل المشرق، ماھو. و اومابیده الی المشرق، قالت: فحفظت ھذا من رسول

اللہ ﷺ

(صحیح مسلم ۷۳۸۶، ابوداؤد ۴۳۲۵، ترمذی ۲۲۵۳، ابن ماجہ ۴۰۷۴)

''مشہور تابعی عامر بن شراحیل الشعبی نے حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کی بہن فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے درخواست کی جو کہ اولین ہجرت کرنے والیوں میں سے تھیں اور عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، کسی کی طرف اس کو منسوب کر کے بیان نہ کریں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو تو میں ایسا ہی کروں گی، امام شعبیؒ نے عرض کی بالکل! آپ بیان کریں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یوں گویا ہوئیں کہ میں نے مغیرہ کے بیٹے سے شادی کی تھی جو ان دنوں قریش کے بہترین جوانوں میں شمار ہوتے تھے، لیکن وہ حضور ﷺ کی معیت میں پہلے ہی جہاد کے اندر جام شہادت نوش کر گئے، میرے بیوہ ہونے پر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مجھے پیغام نکاح بھیجا، صحابہ و کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں، اور حضور ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید کے صاحبزادے اسامہ کے لئے میرے پاس پیغام نکاح بھیجا۔

مجھے یہ حدیث معلوم تھی کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے، جو مجھ سے محبت رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اسامہ سے بھی محبت رکھے، اس لئے جب حضور ﷺ نے مجھ سے اس سلسلے میں گفتگو کی تو میں نے عرض کیا کہ میرا معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے آپ جس سے چاہیں میرا نکاح کر دیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم ام شریک کے یہاں منتقل ہو جاؤ (اور وہاں عدت

کے ایام گذارو) کیونکہ ام شریک انصار کی ایک مالدار خاتون تھیں اور راہِ خداوندی میں بہت خرچ کرتی تھیں اور ان کے پاس مہمان کثرت سے آتے تھے، میں نے عرض کیا کہ میں ایسا ہی کروں گی لیکن پھر (یہ سوچ کر کہ ان کے پاس تو مہمان بہت آتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ ام شریک کے پاس بکثرت مہمان آتے ہیں اور میں اس بات کو ناپسند سمجھتا ہوں کہ تمہارا دوپٹہ تم سے گر جائے یا تمہاری پنڈلی سے تمہارا کپڑا ہٹ جائے اور لوگ تمہاری کوئی ایسی چیز دیکھ لیں جو تمہیں ناگوار گذرے، اس لئے تم اپنے چچازاد بھائی عبداللہ بن عمرو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (نابینا صحابی) کے یہاں منتقل ہو جاؤ، وہ قریش میں بنی فہر کے اسی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جن سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا تعلق تھا، چنانچہ وہ کہتی ہیں کہ میں ان کے گھر چلی گئی۔

جب میری عدت پوری ہو گئی تو میں نے حضور ﷺ کے منادی کو یہ نداء لگاتے ہوئے سنا کہ نماز تیار ہے، میں مسجد کی طرف روانہ ہوئی اور وہاں پہنچ کر نبی علیہ السلام کی معیت میں نماز ادا کی، میں عورتوں کی صف میں تھی جو لوگوں کی پشت سے ملی ہوئی تھی، جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو منبر پر تشریف لے گئے، آپ مسکرا رہے تھے، اور فرمایا کہ ہر انسان اپنی جگہ بیٹھا رہے، پھر پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا بخدا! میں نے تمہیں کسی ترغیب و ترہیب کے لئے جمع نہیں کیا، بلکہ میرے یہاں جمع کرنے کا

مقصد یہ ہے کہ تمیم داری ایک عیسائی شخص تھا، وہ آیا ہے اور بیعت کر کے مسلمان ہو گیا ہے اور اس نے مجھ سے مسیح دجال کے متعلق ایک حدیث بیان کی ہے جو اس حدیث کے موافق ہے جس کا میں تم سے ذکر کرتا رہتا ہوں۔

چنانچہ تمیم داری نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ وہ قبیلہ لخم اور جذام کے تیس آدمیوں کے ساتھ ایک سمندری کشتی میں سوار ہوئے، سمندری موجیں ان کے ساتھ ایک مہینہ کھیلتی رہیں، پھر انہوں نے مغرب کی جانب ایک سمندری جزیرہ میں پناہ لی اور چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر اس جزیرہ میں داخل ہوئے، وہاں ان کو ایک ایسا جانور ملا جس کے بال موٹے موٹے اور اتنے زیادہ تھے کہ بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے اگلے پچھلے حصے کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ انہوں نے اس سے کہا کمبخت! تو کیا چیز ہے؟ وہ جانور بولا کہ میں جساسہ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ جساسہ کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ گرجے میں ایک آدمی موجود ہے اور اسے تمہاری باتیں سننے کا اشتیاق ہے اس لئے اس کے پاس چلو، تمیم داری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب اس نے ہمارے سامنے ''ایک آدمی'' کا ذکر کیا تو ہمیں ڈر لگا کہ کہیں یہ جانور شیطان نہ ہو؟

بہرحال! ہم جلدی جلدی روانہ ہوئے یہاں تک کہ اس گرجے میں داخل ہو گئے، وہاں ہم نے ایک بہت بڑا آدمی دیکھا، اس سے بڑا اور عظیم الجثہ آدمی ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا، وہ بہت مضبوط بندھا ہوا تھا، اور اس کے ہاتھ اس کی گردن پر بندھے ہوئے تھے، اس کے گھٹنوں سے ٹخنوں تک لوہا ہی لوہا تھا۔ ہم نے اس سے کہا ارے بدبخت! تو کون ہے؟ وہ کہنے لگا کہ اب

جب تم میری خبر پا ہی چکے تو پہلے تم مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو؟

انہوں نے کہا کہ ہم کچھ اہل عرب ہیں، ایک سمندری کشتی پر سوار ہوئے تھے لیکن ہم سمندر میں اس وقت داخل ہوئے جب کہ اس کی طغیانی اپنے زوروں پر تھی، ایک مہینے تک سمندری موجیں ہمارے ساتھ کھیلتی رہیں پھر ہم نے تیرے اس جزیرے میں پناہ لی اور چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر اس جزیرے میں داخل ہوئے۔ یہاں ہمیں ایک جانور ملا، موٹے اور اتنے زیادہ بالوں والا کہ ہمیں اس کے بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا اگلا پچھلا حصہ بھی پتہ نہیں چل رہا تھا۔ ہم نے اس جانور سے کہا کہ کمبخت! تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ میں جساسہ ہوں، ہم نے کہا کہ جساسہ کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ گرجے میں ایک آدمی کو تمہاری باتیں سننے کا اشتیاق ہے اس لئے اس کے پاس چلو، ہم گھبرا کر جلدی سے تیرے پاس آگئے کہ کہیں یہ کوئی شیطان نہ ہو؟

قید میں جکڑا ہوا وہ شخص کہنے لگا کہ مجھے نخل بیسان کے متعلق بتاؤ؟ ہم نے کہا کہ نخل بیسان سے متعلق تو کیا پوچھنا چاہتا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا اس کے درختوں پر پھل آتا ہے؟ ہم نے کہا کہ آتا ہے! اس نے کہا عنقریب اس پر پھل نہیں آئے گا، پھر کہنے لگا کہ بحیرہ طبریہ کی خبر سناؤ؟ ہم نے پوچھا کہ بحیرۂ طبریہ سے متعلق تو کیا پوچھنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا کہ کیا اس میں پانی ہے؟ کہا بہت زیادہ پانی ہے! وہ کہنے لگا کہ عنقریب ایسا وقت آنے والا ہے کہ اس کا پانی ختم ہو جائے گا پھر پوچھا کہ چشمہ زغر کے بارے میں کچھ بتاؤ؟ انہوں نے کہا کہ اس سے متعلق تو کیا بات پوچھتا ہے؟ وہ کہنے لگا

کہ کیا چشمہ میں پانی موجود ہے اور کیا اس کے اردگرد رہنے والے لوگ اس چشمے کے پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں! اس میں بہت پانی ہے اور وہاں کے لوگ اس کے ذریعے کھیتی باڑی بھی کرتے ہیں۔

پھر کہنے لگا کہ نبی الامیین کے متعلق سناؤ کہ انہوں نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ وہ مکہ مکرمہ سے نکل کر مدینہ منورہ میں رونق افروز ہو چکے ہیں، اس نے پوچھا کہ اہل عرب ان سے لڑے بھی ہیں؟ ہم نے کہا بالکل! اس نے پوچھا کہ اس نبی نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ ہم نے اس کو بتایا کہ وہ اپنے اردگرد کے تمام اہل عرب پر غالب آگئے اور سب نے ان کی اطاعت کر لی ہے اس نے حیرانگی سے پوچھا کہ کیا ایسا ہو چکا؟ ہم نے کہا بالکل! وہ کہنے لگا کہ ان کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ ان کی اطاعت کرلیں۔

اب میں تمہیں اپنے متعلق بتاتا ہوں، میں مسیح دجال ہوں، عنقریب مجھے خروج کی اجازت مل جائے گی، میں نکل کر پوری زمین پر گھوموں گا اور مکہ اور طیبہ کے علاوہ پوری زمین کو چالیس راتوں میں طے کرلوں گا اور کوئی بستی نہ چھوڑوں گا، البتہ مکہ اور طیبہ مجھ پر حرام کر دیئے گئے ہیں، ان میں سے کسی ایک میں بھی اگر میں داخل ہونا چاہوں گا تو میرا استقبال ہاتھ میں تلوار سونتے ایک فرشتہ کرے گا اور مجھے اس میں داخل ہونے سے روکے گا اور اس کے ہر درے پر فرشتے موجود ہوں گے جو اس کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی چھڑی منبر پر مارتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا کہ یہی طیبہ ہے

یعنی مدینہ منورہ اور فرمایا کہ کیا میں تم سے یہی بیان نہ کرتا تھا؟
لوگوں نے عرض کیا جی بالکل! فرمایا کہ مجھے تمیم داری کے اس واقعے
سے خوشی ہوئی ہے کیونکہ دجال، مکہ اور مدینہ سے متعلق میں تم سے
جو کچھ بیان کرتا تھا یہ اس کے موافق ہے، یاد رکھو! دجال بحر شام یا
بحر یمن میں ہے پھر تین دفعہ فرمایا نہیں! بلکہ وہ مشرق سے آئے گا
اور اپنے دست مبارک سے مشرق کی طرف اشارہ بھی فرمایا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ حدیث میں
نے بغیر کسی واسطے کے خود حضور ﷺ سے سن کر یاد کی ہے۔

مسلم شریف کی اس طویل حدیث سے سینکڑوں مسائل نکالے جا سکتے ہیں لیکن یہاں چند موٹی موٹی باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بعض اوقات کوئی حدیث دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے سن کر بھی بیان کر دیتے تھے۔

(۲)۔ یہ حدیث حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے براہ راست حضور ﷺ سے سنی ہے اور صرف یہی حدیث نہیں بلکہ اس کا پس منظر بھی ان کے ذہن میں اچھی طرح مستحضر ہے۔

(۳) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر شہید ہو گئے تھے۔ عدت گذارنے کے لئے یہ اپنے چچازاد نابینا بھائی کے یہاں منتقل ہو گئیں۔

(۴) ابھی دوسرے نکاح کی نوبت نہ آئی تھی کہ ان کے کانوں میں ''الصلوۃ جامعۃ'' کی آواز پڑی، یہ مسجد پہنچ کر عورتوں کی صف میں شریک ہوئیں، نماز پڑھی اور آپ کی تقریر کو محفوظ کیا۔

(۵) تمیم داری عیسائیت سے تائب ہو کر مشرف باسلام ہوئے تھے، ان کے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا کہ ایک مہینے تک سمندری لہروں سے لڑتے رہے، جب ایک جزیرے میں پہنچے تو ایک عجیب الخلقت جانور سے پالا پڑ گیا، اس کے کہنے

پر وہاں موجود ایک گرجے میں ایک عظیم الجثہ قیدی سے ملاقات ہوئی۔

(۶) اس قیدی نے ان کے حالات پوچھے اور سرزمین عرب سے متعلق متعدد سوالات کیئے۔

(۷) اپنی تسلی کرنے کے بعد اس نے اپنے آپ کو "دجال" ظاہر کیا اور آئندہ پیش آنے والے واقعات کی خبر دی۔

جزیرۂ دجال کے اس انوکھے اور عجیب وغریب سفر کے بعد اس روایت کے کچھ قابل توجہ امور بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

(۱) مذکورہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کے شوہر شہید ہو گئے تھے اور یہ ان کی عدت وفات گذار رہی تھیں اور مسند احمد کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے شوہر نے ان کو طلاق مغلظہ دی تھی۔ اس تعارض کو رفع کرنے کی صورت یہ ہے کہ مسند احمد کی محولہ بالا روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے اس لئے اس پر اعتراض کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی۔ لیکن علامہ نوویؒ نے دونوں حدیثوں میں تطبیق دینے کی کوشش کی ہے اور وہ یہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں "فاصیب" کا جو لفظ ہے اس کا معنی شہید ہونا نہیں ہے بلکہ اس کا معنی ہے زخمی ہونا کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کا انتقال علامہ ابن عبدالبر نے دور علوی میں قرار دیا ہے اور امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ کبیر میں لکھا ہے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے تھے، تاہم اس بات پر مؤرخین کا اتفاق ہے کہ یہ نبی علیہ السلام کی حیات طیبہ میں شہید نہیں ہوئے تھے بلکہ صرف زخمی ہوئے تھے اور اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دے دی تھی وہ اس کی عدت گذار رہی تھیں کہ یہ واقعہ پیش آیا۔ (حاشیہ صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۰۲)

(۲) مسند احمد کی اسی روایت میں ہے کہ یہ واقعہ نماز ظہر کے بعد آپ ﷺ نے بیان فرمایا اور ابوداؤد شریف کی حدیث نمبر ۴۳۲۵ میں یہ واقعہ نماز عشاء کے بعد بیان کرنا مذکور ہے۔ لیکن ابوداؤد ہی کی حدیث نمبر ۴۳۲۷ میں یہ واقعہ بعد

از نماز ظہر بیان کرنے کا ذکر ہے جس سے مسند احمد کی روایت کی تائید ہوتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ دو مرتبہ آپ ﷺ نے یہ واقعہ بیان فرمایا ہو۔

(۳) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث میں ایک لفظ "اقرب سفینہ" آیا ہے جس کا ترجمہ ہم نے "چھوٹی کشتی" کیا ہے، اس کا اصل ترجمہ "ڈونگی" ہے جو بڑی کشتیوں کے پہلو میں رکھی جاتی ہے تا کہ ضرورت کے وقت کام آ سکے۔

(۴) "جساسۃ" تجسس سے مبالغہ کے لئے آتا ہے چنانچہ یہ جانور دجال کے لئے جاسوسی کا کام کرتا تھا اس لئے اس کو "جساسہ" کہتے ہیں۔

(۵) بیسان، اردن کا ایک شہر ہے جو حوران اور فلسطین کے درمیان واقع ہے اور پوری دنیا میں درختوں کی کثرت اور پھلوں کی عمدگی کے لئے مشہور ہے، آج کل نہر اردن کے قریب حدود فلسطین میں واقع ہے۔

(۶) بحیرہ طبریہ شام کا ایک چھوٹا سا معروف و مشہور سمندر ہے۔

(۷) چشمہ، زغر۔ بحیرۂ مردار کی ایک جانب میں یہ چشمہ ایک وادی میں واقع ہے اس کے اور بیت المقدس کے درمیان تین دن کا فاصلہ ہے۔

(۸) اس حدیث سے متعلق ایک یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ صرف حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی نہیں بلکہ مسند احمد میں اس کا متابع حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی موجود ہے اور سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۴۳۲۸ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی اختصار کے ساتھ یہ روایت مروی ہے۔

(۹) اس حدیث میں دجال کا ایک سوال انتہائی قابل توجہ ہے اس لئے کہ اس سے ابن صیاد کو دجال قرار دینے والوں کی دلیل بن سکتی ہے اور وہ یہ کہ دجال نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہیوں سے پوچھا

﴿اخبرونی عن نبی الامیین مافعل؟﴾

"امیوں کے نبی کے بارے میں مجھے بتاؤ کہ انہوں نے کیا کیا؟"

عام طور پر اس قسم کا محاورہ وہاں بولا جاتا ہے جہاں کسی چیز کے متعلق اجمالی علم ہو اور انسان تفصیلی علم ملنے کا خواہشمند ہو، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دجال کو آنحضرت ﷺ کے ظہور کی خبر مل چکی تھی، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دجال تو زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے، اس کے لئے جاسوسی کا کام سرانجام دینے والا ایک جانور ہے جو اس جزیرے کے علاوہ کہیں نہیں دیکھا گیا ورنہ تواریخ میں اس کا کہیں تو ذکر ملتا؟ اس لئے ہو نہ ہو، یہ وہی ابن صیاد ہے جو آئندہ چل کر دجال کے نام سے معروف ہوگا؟

قطع نظر اس سے کہ یہ استدلال انتہائی بودا اور ناقابل توجہ ہے، سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور سیر الصحابہ ج ۶ ص ۱۴۰ میں اصابہ اور ابن سعد وغیرہ کے حوالے سے ان کا قبول اسلام ۹ ہجری میں قرار دیا ہے، گویا ان کا دجال کو دیکھنا ۹ ہجری سے پہلے کی بات ہے اور ابن صیاد تو خلفائے اربعہ کے دور تک مدینہ منورہ میں ہی رہا ہے، خود حضرت جابر رضی اللہ عنہ جو انتہائی شد و مد کے ساتھ ابن صیاد کو دجال قرار دیتے ہیں، اس بات کے مقر ہیں کہ ابن صیاد کو واقعہ حرہ میں گم پایا گیا، یہ عجیب منطق ہے کہ ابن صیاد مدینہ منورہ میں بھی ہو اور تمیم داری رضی اللہ عنہ اس کو شام یا یمن کے سمندری جزائر میں پابند زنجیر و سلاسل بھی دیکھ لیں؟

فائدہ

ابن ماجہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ بحیرۂ طبریہ کے متعلق سوال جواب کرنے کے بعد دجال نے گدھے کی طرح زور زور سے تین دفعہ آواز نکالی اور کہا کہ جوں ہی میں اس اسیری اور قید سے رہائی پاؤں گا، پوری دنیا کو اپنے دونوں پاؤں سے روند ڈالوں گا۔

روایات کے اندر مکہ اور مدینہ کا استثناء صحیح اسناد کے ساتھ ثابت ہے چنانچہ بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ منقول ہے:

﴿لیس من بلد الا سیطؤہ الدجال الامکۃ و المدینۃ
لیس لہ من نقابھا نقب الاعلیہ الملائکۃ صافین

یحرسونها الخ﴾ (صحیح بخاری۱۸۸۱)

''کوئی شہر ایسا نہیں جس کو دجال نہ روندے، سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے، کہ ان کے ہر درے پر صفیں باندھے ملائکہ حفاظت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہوں گے''۔

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ خروج دجال کے وقت مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو فرشتے چوکیداری کر رہے ہوں گے اور دجال کو اس میں داخل ہونے سے روکیں گے البتہ بعض روایات میں اس بات کی تصریح ملتی ہے کہ دجال مدینہ طیبہ کے عقب سے آئے گا اور احد پہاڑ پر کھڑے ہو کر مدینہ منورہ کی طرف نظر ڈالے گا، اپنے چیلوں چانٹوں کو مسجد نبوی کی طرف اشارہ کر کے کہے گا کہ یہ سفید محل ہی احمد (ﷺ) کی مسجد ہے۔

ہمارے باتوفیق قارئین میں سے جن حضرات کو مسجد نبوی کی زیارت کا موقع ملا ہو، وہ اس بات کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ مسجد نبوی باہر سے دور کھڑے ہوئے آدمی کو واقعی ایک سفید محل محسوس ہوتی ہے خاص طور پر جبل احد پر چڑھ کر اس بات کی تصدیق کرنا کچھ بھی مشکل نہیں رہتا۔ اور یہ حضور ﷺ کا ایک معجزہ ہے کہ چودہ سو سال پہلے ایک کچی مسجد کے متعلق آپ ﷺ نے جو پیشینگوئی فرمائی وہ بعینہ پوری ہوگئی۔

بخاری شریف میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی منقول ہے:

﴿لا یدخل المدینة رعب المسیح الدجال، لها یومئذ سبعة ابواب، علی کل باب ملکان﴾ (البخاری:۱۸۷۹)

''مدینہ منورہ میں مسیح دجال کا رعب نہیں پہنچ سکے گا، مدینہ منورہ کے اس دن سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو فرشتے پہرہ دے رہے ہوں گے۔''

باب چہارم

علامات اور واقعاتی ترتیب کی روشنی میں

خروج دجال کی کیا علامات ہیں؟ خروج دجال کی واقعاتی ترتیب، ایام دجال میں نمازوں کی ادائیگی اور ان کے تعین کا طریقہ، دجال کی موت

﴿علامات خروج دجال﴾

علامت کو دیکھ کر اصل چیز تک پہنچنا آسان ہو جاتا ہے، مینگنی دیکھ کر جانور کے گذرنے کا، نشانات قدم دیکھ کر کسی راہ گیر کا، برجوں سے مزین آسمان اور سمندروں سے بھرپور زمین کو دیکھ کر اللہ کا علم ہو جانا، اسی ضابطے کی مثالیں ہیں، دجال سے بڑا کوئی فتنہ نہ پہلے ہوا ہے، نہ اس کے بعد ہو سکے گا اس لئے عقل کا تقاضا یہ ہے کہ کچھ نشانیاں ہونی چاہئیں جن کو دیکھ کر ہر آدمی یہ سمجھ جائے کہ اب عنقریب دجال نکلنے والا ہے، اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے مستعد ہو جانا چاہئے۔

احادیث مبارکہ کے مطالعہ سے کچھ باتیں معلوم ہوتی ہیں، ان کو نمبروار ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) خروج دجال کی سب سے اہم علامت راقم الحروف کے نزدیک حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کا ظہور ہے اور یہ ایک ایسی کھلی اور روشن علامت ہے، جس کو دیکھ کر ہر انسان اندازہ لگا سکے گا کہ اب دجال کے نکلنے کا وقت بہت قریب آ گیا ہے۔ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے متعلق اہل سنت والجماعت کے عقائد کی آئینہ دار کتاب اللہ کی توفیق اور آپ حضرات کی دعاؤں سے راقم نے ''اسلام میں امام مہدیؒ کا تصور'' نامی کتاب سپرد قرطاس وقلم کر دی ہے، تفصیلات کا مطالعہ وہاں فرمائیے!

(۲) نخل بیسان پر پھل لگنا بند ہو جانا

یہ بات گذر چکی ہے کہ آج کل بیسان نہر اردن کے قریب حدود فلسطین میں واقع ہے، خروج دجال سے قبل اس کے درختوں پر پھل آنا بند ہو جائے گا۔

(۳) بحیرۂ طبریہ کا پانی خشک ہو جانا

(۴) دین میں کمزوری کا آجانا، آپس میں بغض اور نفرت کا پھیل جانا

معمر بن راشد نے اپنی جامع میں قتادہ سے نقل کیا ہے کہ ایک دن کوفہ میں ایک منادی نے نداء لگائی کہ دجال نکل آیا، ایک آدمی حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ آپ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور کوفہ والے دجال سے قتال کر رہے ہیں، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا بیٹھ جا! تھوڑی دیر کے بعد ان کا سردار بھی آگیا اور آکر کہنے لگا کہ آپ دونوں یہاں بیٹھے ہیں اور ادھر کوفہ والے دجال سے نیزہ بازی کر رہے ہیں، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس سے بھی فرمایا بیٹھ جا!

تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص نے آکر کہا کہ وہ ایک جھوٹی خبر تھی، اس شخص نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ہمیں دجال کے متعلق کوئی حدیث سنائیں کیونکہ آپ ہمیں اس کے متعلق کوئی علم رکھے بغیر نہیں روک سکتے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر آج دجال نکل آئے تو بچے ہی اس کو کنکریاں مار مار کر زمین میں دفن کر دیں، وہ تو نکلے گا ہی اس وقت جب لوگوں کی تعداد کم، طعام کی اشیاء ناقص، آپس میں ناچاقی، اور دین میں خفت آجائے گی اور اس کے لئے زمین کو اس طرح لپیٹ دیا جائے گا جیسے مینڈھے کی پوستین لپیٹ دی جاتی ہے۔

(المسیح الدجال بتحقیق خالد بن محمد ص ۷)

(۵) چشمہء زغر کا پانی خشک ہو جانا

(۶) قسطنطنیہ کا فتح ہو جانا

سنن ابی داؤد میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور

ﷺ نے فرمایا" بیت المقدس کا آباد ہونا گویا مدینہ کا ویران ہونا ہے اور مدینہ کی ویرانی جنگوں کی علامت ہے اور جنگوں کا ہونا فتح قسطنطنیہ کا پیش خیمہ ہے اور قسطنطنیہ کا فتح ہو جانا گویا دجال کا نکل آنا ہے۔ پھر جس شخص سے یہ حدیث بیان فرمائی تھی اس کی ران یا کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ بیشک یہ بات اسی طرح برحق ہے جس طرح تمہارا یہاں بیٹھا ہوا ہونا برحق ہے"۔ (ابوداؤد ۴۲۹۴)

اس حدیث سے کچھ اور علامات بھی معلوم ہوگئیں مثلاً

۱۔ بیت المقدس کا آباد ہو جانا۔

۲۔ مدینہ منورہ کا ویران ہو جانا۔

۳۔ جنگوں کا دور دورہ ہونا۔

۴۔ قسطنطنیہ کا فتح ہو جانا۔ اور ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ قسطنطنیہ کی فتح اور خروج دجال کے درمیان صرف سات ماہ کا عرصہ ہوگا۔

جنگوں کی تفصیلات بھی روایات میں ملتی ہیں لیکن ہم یہاں ان کا تذکرہ نہیں کریں گے۔ عنقریب اس کی مفصل گفتگو آئندہ صفحات میں آرہی ہے۔

(۷) مسجدوں کے محراب ومنبر سے تذکرۂ دجال پر مہر سکوت کا لگ جانا

(۸) سچ اور جھوٹ، امانت وخیانت کا مفہوم بدل جانا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مسند احمد، مسند بزار، مسند ابویعلی وغیرہ میں یہ ارشاد نبوی منقول ہے کہ دجال سے پہلے کچھ دھوکے کے سال ہوں گے جن میں سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا، امانت دار کو خائن اور خائن کو امانت دار سمجھا جائے گا اور اس میں "رویبضہ" کلام کرے گا، صحابہ نے پوچھا کہ "رویبضہ" کیا چیز ہے؟ فرمایا "فاسق" بھی امور عامہ میں باتیں کریں گے۔ اور ابن ماجہ کی روایت

میں ''بیوقوف'' آدمی کا ذکر ہے۔ (ابن ماجہ، ۴۰۳۶)

(۹) بھوک اور قحط سالی کا دور دورہ ہونا

سنن ابن ماجہ میں حدیث نمبر ۴۰۷۷ ایک طویل حدیث ہے جو کہ حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، مکمل حدیث تو انشاء اللہ آگے نقل ہوگی، یہاں آخر سے اس کے متعلقہ حصہ کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے:

''خروج دجال سے قبل تین سال ایسے ہوں گے جو انتہائی شدید ہوں گے، لوگ اس میں شدید قحط سالی کا شکار ہوں گے، پہلے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دیں گے کہ وہ ایک تہائی بارش روک لے اور زمین کو حکم دیں گے کہ وہ اپنی ایک تہائی پیداوار کو روک لے، دوسرے سال آسمان کو حکم دیں گے تو وہ اپنی دو تہائی بارش روک لے گا اور زمین کو حکم دیں گے تو وہ اپنی دو تہائی پیداوار روک لے گی، پھر تیسرے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دیں گے تو وہ اپنی بارش مکمل روک لے گا، ایک قطرہ بھی نہیں ٹپکے گا اور زمین کو حکم دیں گے تو وہ اپنی ساری پیداوار روک لے گی اور کوئی گھاس نہ اگے گی اور ہر سم دار جانور ہلاک ہو جائے گا۔ الا ماشاء اللہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اس زمانے میں پھر لوگوں کو کیا چیز زندہ رکھے گی؟ فرمایا کہ تہلیل وتکبیر اور تسبیح وتحمید ان کے لئے کھانے کی جگہ کام دے گی''۔ (سنن ابن ماجہ۔ ۴۰۷۷)

(۱۰) عرب کی تعداد کم ہو جانا

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خروج دجال کے وقت اہل عرب بہت کم ہوں

گے اور اہل عجم کی بھرمار ہوگی۔

(۱۱) رومیوں کی تعداد میں اضافہ

مسلم شریف کی حدیث نمبر ۷۲۷۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے قریب رومیوں کی تعداد میں انتہائی کثرت ہو جائے گی چنانچہ موجودہ حالات میں عیسائیوں کی کثرت کسی پر مخفی نہیں۔

(۱۲) ظہور مہدیؓ کی علامات

حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کی علامات کا پورا ہو جانا بھی خروج دجال کے قرب کی علامت ہوگی۔

﴿خروج دجال اور واقعاتی ترتیب﴾

چشم تصور میں ذرا اس وقت کو دیکھئے!

منیٰ کا میدان ہے، لاکھوں کا مجمع پروانوں کی شکل میں موجود ہے، شیطان سے اظہار نفرت وعداوت کیلئے جمرات پر کنکریاں ماری جارہی ہیں کہ اچانک آتش حرب وفساد بھڑک اٹھی، لوگ ایک دوسرے کے قتل سے بھی دریغ نہیں کررہے، اتنا فساد مچا کہ الامان والحفیظ۔ بہت سے لوگ منیٰ سے جو بھاگے تو اپنے مستقر پر پہنچ کر ہی اطمینان کا سانس لیا، جو لوگ زندہ بچے وہ انتہائی سراسیمگی کی حالت کا شکار ہیں۔

ان حالات سے دل شکستہ ہو کر کچھ سنجیدہ افراد نے اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن ان کی کوششوں کا مدار قوانین نہیں تھے، قوانین نافذ کرنے والی شخصیت ان کا گوہر مراد تھی، انہوں نے تلاش وجستجو کے دوران ایک شخص میں مطلوبہ صفات دیکھیں، اس سے نام پتہ پوچھا تو اس نے مختصر سا جواب دے کر نجانے کیا سوچ کر اس شہر ہی کو چھوڑ دیا۔ لوگوں کے بتانے پر کہ یہی تمہاری منزل مقصود ہے دوسرے شہر کا رخ

کیا، متعدد مرتبہ کے چکر لگانے کے بعد ایک دن دیکھا کہ وہ شخص خانہ کعبہ کے ساتھ چمٹا ہوا اپنے سرخ و سفید رخساروں پر آنسو بہا رہا ہے اور رو رو کر امت محمدیہ کی سلامتی اور دفع فتنہ و فساد کی دعائیں کر رہا ہے، لوگوں کی بے انتہا درخواست اور مسلسل و پیہم اصرار کے بعد اس نے ان کی امارت قبول کی۔

دنیا میں ''امام مہدی علیہ الرضوان'' کے نام سے خلفائے راشدین کے سلسلے کے ایک اسلامی قائد کا تعارف ہوا، باضابطہ اعلانِ جہاد کر دیا گیا، کفار اور مشرکین سے اپنی کھوئی ہوئی اسلامی سلطنت وصول کر لی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے برو بحر میں اپنے عدل و انصاف کے جھنڈے گاڑ دیئے گئے، قسطنطنیہ فتح ہو چکا، اب ایک ایسے شہر پر حملہ کا ارادہ ہے جس کے ایک جانب سمندر اپنی روانی اور طغیانی کے ساتھ موج زن ہے اور دوسری طرف خشکی نے اپنے ڈیرے جما رکھے ہیں۔

اللہ کے شیروں کا یہ قافلہ شہر پر حملہ کی نیت سے پہنچ چکا، امیر نے قواعد حرب اور آئین جنگ کے مطابق صف بندی کی، نعرۂ تکبیر کی ایک صدائے بازگشت نے ایسا اثر دکھایا کہ اہل شہر انگشت بدنداں رہ گئے، مضبوط قلعوں، فصیلوں اور شہر پناہ سے گھرے ہوئے اس شہر کی فصیل ایک جانب سے منہدم ہو گئی۔

بہادران اسلام تائید غیبی سے سرشار ہو کر ایک مرتبہ پھر اپنی پوری طاقت کو سمیٹ کر نعرہ زن ہوئے، کفار و مشرکین کی حیرت اپنی انتہاء کو پہنچ گئی تھی کہ اس دوسرے نعرے نے ان کی شہر پناہ کا دوسرا حصہ بھی منہدم کر دیا تھا، تیسری مرتبہ کی تکرار نے مجاہدین اسلام کے لئے شہر میں داخلہ آسان بنا دیا۔

لیکن یہ عجیب فاتح قوم ہے کہ جس کے چہرے کے تیور اپنی اس شاندار اور بے مثل فتح کے باوجود نہ بدلے، مفتوحین کے ساتھ حسن سلوک کر کے ان کے دل موہ لئے، ابھی مال غنیمت تقسیم کر ہی رہے تھے کہ خبر اڑی ''دجال نکل آیا'' بعجلت تمام شام کی طرف واپس ہوئے، گو کہ خبر جھوٹی تھی لیکن وہاں پہنچتے ہی پائے تھے کہ انسان اور انسانیت کا سب سے بڑا فتنہ گر، انسان کی صورت میں شیطان، اور عدوِ اولیاء رحمان،

اسم بامسمیٰ کانا دجال نکل آیا۔ (مسلم شریف۔۳۳۳ ج ۲)

مسجد نبوی کا ایک ایک گوشہ مستقل تاریخ ہے۔ ریاض الجنۃ، روضہ مبارکہ، منبر نبوی ﷺ، خوخہ سیدنا ابی بکر الصدیق، اسطوانات مشہورہ غرضیکہ ہر چیز نوادر عالم میں سے ہے۔

یہی منبر ہے جس پر خطیبوں کے خطیب، اماموں کے امام، رسولوں کے رسول، نبیوں کے نبی اور مخلوقات خداوندی کے جان و جگر کھڑے ہو کر اپنے ارشادات عالیہ سے قلوب کو ایمان و ہدایت کی صفائی اور جلا بخشتے رہے، آنے والے فتنوں سے ڈراتے اور آگاہ کرتے رہے، میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ اسی منبر پر رونق افروز ہوئے اور ایک تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا.......... ایک ایسا خطبہ کہ صاحب سر النبی فرمایا کرتے تھے کہ ہم میں سے جس کو اس خطبہ کی باتیں زیادہ یاد ہوتی تھیں وہی سب سے بڑا عالم شمار ہوتا تھا۔ اے کاش! یہ مکمل خطبہ کسی طرح دستیاب ہو سکتا بہرحال! اس کے کچھ اجزاء تاریخ نے محفوظ کئے ہیں۔

> "جب سے اللہ تعالیٰ نے ذریت آدم کو پھیلایا ہے، زمین میں فتنہ دجال سے بڑا کوئی فتنہ نہیں ہوا، اللہ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا، اس نے اپنی امت کو دجال سے ضرور ڈرایا، میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت، لہٰذا لامحالہ اس کا خروج تم ہی میں ہوگا۔
>
> اگر وہ میری موجودگی میں نکل آیا تو میں ہر مسلمان کی طرف سے دفاع کرنے والا موجود ہوں اور اگر وہ میرے بعد نکلے تو پھر ہر آدمی اپنا دفاع خود کرے گا، اللہ تعالیٰ میرا خلیفہ ہے ہر مسلمان کے لئے۔
>
> دجال شام اور عراق کے درمیان ایک راستے سے خروج کرے گا، دائیں بائیں فساد پھیلاتا رہے گا، سوائے اللہ کے بندو!

ثابت قدم رہنا، میں تمہارے سامنے اس کی بعض ایسی صفات بھی ذکر کئے دیتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے ذکر نہیں کیں۔

ابتداء میں دجال نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، پھر دوسرے نمبر پر وہ ربوبیت کا دعویٰ کر بیٹھے گا حالانکہ تم لوگ مرنے سے پہلے اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتے، یاد رکھو! کہ دجال کانا ہوگا، تمہارا رب کانا نہیں، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''کافر'' لکھا ہوگا جس کو ہر مسلمان خواہ لکھنا پڑھنا جانتا ہو یا نہ، پڑھ لے گا۔''

یاد رہے کہ فتنہ وفساد پھیلانے کے لئے دجال ایک لشکر ترتیب دے گا جس کو اس بات کی کھلی اجازت ہوگی کہ جو تمہاری دعوت کو مسترد کر دے اس کو غارت اور برباد کرنے میں تم جو طریقہ مناسب سمجھو، اختیار کر سکتے ہو، اس لشکر کا مقدمۃ الجیش اصفہان کے ستر ہزار یہودیوں پر مشتمل ہوگا۔

نیز اس روایت میں لفظ ''کافر'' حروف تہجی کی صورت میں نہیں آیا اور دوسری روایات میں ک، ف، ر بھی آیا ہے جیسا کہ پیچھے گذرا۔ ممکن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجے کر کے بتایا ہو اور راوی نے ملا کر کہہ دیا ہو۔

دجال کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ اس کے ساتھ جنت اور جہنم بھی ہوگی، حقیقت میں اس کی جہنم جنت ہوگی اور جنت، جہنم ہوگی، جو شخص اس کی جہنم میں مبتلا کیا جائے اس کو چاہئے کہ اللہ سے مدد مانگے اور سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھ لے، اس کی برکت سے وہ آگ اس کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی کا ذریعہ بن جائے گی جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ہوئی تھی۔

''دجال کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ وہ ایک دیہاتی سے کہے گا یہ تو بتا کہ اگر میں تیرے ماں باپ کو دوبارہ زندہ کر دوں تو کیا تو مجھے اپنا

رب ماننے کی شہادت دے گا؟ وہ ہاں میں جواب دے گا تو دو شیطان اس کے ماں باپ کی صورت میں متمثل ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے کہ پیارے بیٹے! اس کی بات مانو، یہ تمہارا رب ہے۔

دجال کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ اس کو ایک جان پر تسلط دیا جائے گا جس کو وہ آرہ کے ذریعہ چیر کر قتل کر کے اس کے دو ٹکڑے کر ڈالے گا اور کہے گا کہ میرے اس بندے کو دیکھو کہ اب میں اس کو دوبارہ کس طرح زندہ کرتا ہوں، اس کے باوجود یہ کسی اور کو اپنا رب مانتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندگی دیں گے تو یہ خبیث اس سے پوچھے گا کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب میں کہے گا کہ میرا رب تو اللہ ہے اور تو اللہ کا دشمن اور دجال ہے، اللہ کی قسم! آج کے بعد تیرے بارے میں مجھے اس سے زیادہ بصیرت حاصل نہیں ہو سکے گی۔"

ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ شخص جنت میں میرے امتیوں میں سب سے اونچے درجے پر فائز ہوگا، راوی حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بخدا! ہم تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہی یہ "شخص" سمجھتے تھے تا آنکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ راہ عدم کو سدھار گئے۔

دجال جس مردمؤمن کو قتل کر کے زندہ کرے گا وہ کون ہوں گے؟

گزشتہ صفحات میں یہ حدیث ذکر کی جا چکی ہے کہ جب دجال مدینہ منورہ

میں داخل ہونا چاہے گا تو فرشتے برہنہ اور سونتی ہوئی تلوار کے ساتھ اس کا استقبال کریں گے۔ دجال مدینہ میں داخلہ کا ارادہ چھوڑ کر مدینہ منورہ کے قریب ایک شور اور کھاری زمین پر خیمہ زن ہوگا، ایک مردِ حق اس کی دجالیت کا فریب آشکارا کرنے کے لئے اور اس کو دعوئ الوہیت میں جھوٹا ثابت کرنے کے لئے مدینہ منورہ سے نکل کر اس کی طرف روانہ ہوگا۔

راستے میں دجال کے مسلح افراد اس کو گرفتار کر کے ''حضرت دجال'' کی خدمت اقدس میں پیش کر دیں گے، یہ مردِ قلندر دجال کو دیکھتے ہی توحید کے نشے میں سرشار اور حدیث پیغمبر علیہ السلام پر نثار ہونے کے لئے تیار ہو جائے گا اور یہ نعرۂ مستانہ کفر کے آشیانے میں بلند کرے گا کہ لوگو! یہ تو وہی دجال ہے جس کا حضور ﷺ آج سے سینکڑوں سال پہلے ذکر فرما چکے ہیں، اس کے فریب کا شکار نہ ہو جانا، باطل کو حق کا یہ ''بیباکانہ انداز'' اور جرأت رندانہ پسند نہیں آئے گی، اپنے کارندوں کو اس کی ''خاطر تواضع'' کرنے کا حکم شاہی جاری کرے گا، بعدازاں اپنی خدائی کا سکہ لوگوں کے ذہنوں میں جمانے کے لئے ''بنفس نفیس'' (چشم بددور) اس کے جسم کے دو ٹکڑے اڑا دے گا، ان کے درمیان متکبرانہ چال چلے گا پھر امر خدائی پہنچائے گا کہ کھڑا ہو جا! خدا کا یہ شیر ہنستا مسکراتا اس کی بیوقوفی پر تبسم کرتا اس کے سامنے آ جائے گا ''جناب خدا'' دریافت فرمائیں گے کہ اب بھی تو مجھ پر ایمان لاتا ہے کہ نہیں؟

کیا خوب خدائی ہے کہ اپنے آپ کو کس زور زبردستی کے بل بوتے پر منوانے کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے۔ اس مردِ قلندر کا جواب باطل کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ، حق کی جیت اور باطل کی شکست کا آئینہ دار ہوگا کہ بخدا! آج تو میرے یقین میں اور اضافہ ہو گیا ہے کہ تو وہی مسیح کذاب ''دجال'' ہے اور اے لوگو! تم بھی متوجہ ہو کر بگوش ہوش سن لو کہ آج کے بعد دجال کسی اور کے ساتھ یہ سلوک کرنے پر قادر نہ ہوگا، اس کا وقت پورا ہو چکا ہے اور اب یہ اپنے انجام کے قریب ہے۔

باطل تلملا اٹھے گا، اس کو اپنا سنگھاسن ڈولتا ہوا نظر آئے گا، طیش میں آ کر اس

کو دوبارہ اس ''گستاخی کا مزہ'' چکھانا چاہے گا لیکن کوئی غیبی طاقت اس کی گردن سے لے کر ہنسلی تک کا جسم تانبے کا بنادے گی اور دجال اس کا بال بھی بیکا نہ کر سکے گا، سچ ہے کہ جب آدمی باطل پر ہو، دلائل کی دنیا میں رسوا ہو جائے اور اس کی عزت سرعام نیلام ہونے لگے تو پھر وہ اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آتا ہے اور ظلم و استبداد کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں رکھتا چنانچہ دجال اس مردِ حق کو ہاتھوں پیروں سے پکڑ کر اپنی خود ساختہ جہنم میں پھینک دے گا۔ رب کعبہ کی قسم! وہ اس تک پہنچنے سے پہلے ہی جنت کی عالیشان عمارتوں میں پہنچ جائے گا اور شہداء کے اعلیٰ ترین مرتبہ پر فائز ہوگا۔

حافظ ابن کثیرؒ نے مسلم شریف کے مرکزی راوی ''ابراھیم بن محمدؒ'' کے حوالے سے اس مردِ حق کو امور تکوینیہ کے مشہور پیغمبر حضرت خضر علیہ السلام قرار دیا ہے، قاضی عیاض نے بھی اسی کو حکایت کیا ہے اور ایک حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے گو کہ سند کے اعتبار سے وہ غریب ہے لیکن مضمون کے اعتبار سے بڑی امیر ہے کہ سرکار مدینہ علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''عنقریب دجال کو وہ شخص بھی پائے گا جس نے مجھے دیکھا ہے اور میرے کلام کو سنا ہے۔'' (ترمذی ۲۲۳۴، ابوداؤد ۴۷۵۶)

سید برزنجیؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب ''الاشاعۃ'' ص ۲۷۹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اصح قول کے مطابق یہ مردِ مؤمن حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے جیسا کہ بعض احادیث صحیحہ میں اس کی تصریح بھی ہے اور کشف صحیح بھی اس پر دال ہے۔

احادیث تو بہت زیادہ ہیں مثلاً ابن حبان نے اپنی صحیح کی ''کتاب التوحید'' میں دجال کے متعلق نبی علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ ممکن ہے دجال کو بعض وہ لوگ بھی پالیں جنہوں نے مجھے دیکھا ہے، یا میرے کلام کو سنا ہے۔ اس حدیث میں ''بعض'' سے مراد حضرت خضر علیہ السلام ہی ہیں، اس کی متعدد دلیلیں ہیں۔

(۱) حضور ﷺ کی زیارت سے فیض یاب ہونے والوں میں سے حضرت خضر اور عیسیٰ علیہما السلام کے علاوہ اب بالا جماع کوئی باقی نہیں رہا، اب یہ ''مردِ مؤمن''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ہو نہیں سکتے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل فرمائیں گے، جب کہ یہاں دجال اس شخص کو قتل کر رہا ہے۔

(۲) دارقطنی نے اپنی کتاب ''الافراد'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی زندگی طویل کر دی گئی ہے تا آنکہ وہ دجال کو جھٹلا دیں۔ اور صحیح سند سے اس کا شاہد بھی موجود ہے چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرنے کے بعد ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن سفیان الزاہد، صحیح مسلم کے راوی فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے یہ مرد مؤمن حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے۔

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں اس کو نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ معمر نے بھی اپنی جامع میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ مرد مؤمن حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے۔

ابن حجرؒ مزید فرماتے ہیں اس قول کے قائلین کی ایک دلیل وہ حدیث بھی ہو سکتی ہے جو ابن حبان نے اپنی صحیح میں دجال کے تذکرہ میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت تخریج کی ہے کہ ممکن ہے کہ دجال کو وہ ''بعض'' لوگ بھی پالیں جنہوں نے مجھے دیکھا ہے یا میرے کلام کو سنا ہے۔

یہ صحیح حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم دجال کو بھی پائیں گے اور دارقطنی کی روایت نے اس مبہم شخص کو حضرت خضر علیہ السلام قرار دے دیا۔ ان تمام چیزوں سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ حضرت خضر علیہ السلام بھی صحابی ہیں، ان کو دجال کی تکذیب کرنے کے لئے لمبی عمر دے دی گئی ہے۔

(۳) بعض روایات میں آتا ہے کہ دجال جس شخص کو قتل کرے گا، وہ کہے گا۔

﴿یایها الناس! هذا الذی حدثنا عنه رسول الله ﷺ﴾

یعنی ''حدثنا'' کا لفظ استعمال کرے گا (جس کا معنی بلاواسطہ ذکر کرنا ہے)

''ذکر رسول اللہ ﷺ'' کا لفظ استعمال نہیں کرے گا، اور کلام میں اصل یہ ہے کہ وہ

اپنے معنی حقیقی پر محمول ہو اس لئے مطلب یہ ہوا کہ حضور ﷺ نے بلا واسطہ اس سے یہ حدیث بیان فرمائی تھی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کو بالواسطہ ذکر کرنے پر محمول کرنا مجاز ہے، (جب کہ یہاں معنی حقیقی مراد ہو سکتا ہے پس ثابت ہوا کہ اس شخص نے بلا واسطہ یہ حدیث سنی اور ایسا شخص حضرت خضر علیہ السلام کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا اس لئے وہ مرد مؤمن حضرت خضر علیہ السلام ہی ہوں گے۔)

رہا کشف، تو محققین صوفیاء کرام مثلاً شیخ علاؤ الدولہ السمنائی وغیرہ یہی فرماتے ہیں کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہی ہوں گے، اور بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ شخص اصحاب کہف میں سے ہوگا کیونکہ یہ بات گذر چکی ہے کہ اصحاب کہف امام مہدیؓ کے ساتھیوں میں ہوں گے لیکن یہ دوسرا قول ضعیف ہے جیسا کہ ''فتوحات'' میں تصریح ہے۔

بہر حال! بات دور نکل گئی، خطبہ نبوی کی روشنی میں عرض یہ کر رہا تھا کہ دجال کیسے کیسے فتنے پھیلائے گا؟ چنانچہ ایک فتنہ یہ بھی گذرا ہے کہ آسمان و زمین اس کے حکم کے تابع کر دیئے جائیں گے، اس کی مرضی سے بارش اور پیداوار ہوگی، اس کے متبعین کے لئے آسائشیں اور آرائشیں وافر مقدار میں موجود ہوں گی اور منکرین کے لئے عارضی پریشانیاں پیدا ہو جائیں گی۔

یوم الخلاص

خطبہ نبوی کے بقیہ اجزاء یہ ہیں:

> ''مکہ اور مدینہ کے علاوہ زمین کا کوئی حصہ ایسا نہیں بچے گا جس کو دجال نے اپنے پاؤں تلے نہ روندا ہو اور اس پر اس کا غلبہ نہ ہوا ہو، البتہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے جس درے سے بھی وہ اندر آنا چاہے گا تو فرشتے اس کے سامنے ننگی تلواریں سونتے ہوئے آجائیں گے، تھک ہار کر وہ مدینہ منورہ میں ''ظریب احمر'' نامی

جگہ میں ایک کھاری زمین پر پڑاؤ ڈالے گا،

اس کے بعد مدینہ منورہ میں تین زلزلے آئیں گے اور تمام منافقین مرد وعورت دجال کی طرف نکل پڑیں گے اور مدینہ منورہ اپنے آپ سے گندگی کو اس طرح دور کر دے گا، جیسے لوہار کی بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کر دیتی ہے، اس دن کو "یوم الخلاص" کہا جائے گا۔"

فائدہ

علامہ سید برزنجیؒ نے اپنی کتاب الاشاعہ ص ۲۷۷ پر ایک روایت نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دجال سے آگے آگے دو آدمی ہوں گے جو ہر بستی کے لوگوں کو اس کے فتنہ سے آگاہ کرتے ہوں گے۔ جس بستی میں بھی داخل ہوں گے وہاں کے لوگوں کو اس سے آگاہ کریں گے، ان کے نکلنے کے بعد دجال کا پہلا آدمی اس بستی میں داخل ہوگا۔

اس طرح دجال مکہ اور مدینہ کے علاوہ ہر بستی میں داخل ہوگا، جب کہ مکہ سے گذرے گا تو ایک عظیم مخلوق کو پائے گا، اس سے پوچھے گا کہ تو کون ہے؟ وہ کہے گا کہ میں میکائیل ہوں، مجھے اللہ نے اپنے حرم کی حفاظت کے لئے بھیجا ہے، پھر مدینہ سے گذرے گا تو وہاں بھی ایک عظیم مخلوق کو پائے گا اور اس سے بھی پوچھے گا کہ تو کون ہے؟ وہ جواب دے گا کہ میں جبرئیل ہوں، مجھے اللہ نے اپنے نبی کے حرم کی حفاظت کے لئے بھیجا ہے۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ دجال، میکائیل علیہ السلام کو دیکھ کر چیختا ہوا پشت پھیر کر بھاگ کھڑا ہوگا اور حرمین شریفین میں داخلہ کی حسرت دل ہی دل میں لئے جبل احد پر چڑھے گا اور مسجد نبوی کی طرف اشارہ کر کے کہے گا کہ یہ سفید محل ہی احمد (ﷺ) کی مسجد ہے۔

شاید آپ کو حیرت ہو رہی ہوگی کہ حرمین شریفین میں اسلام کے جیالے تو ہر وقت موجود رہتے ہیں، پھر دجال یہاں سے صحیح سلامت کیسے نکل جائے گا اور عرب کی روایتی شجاعت تو ویسے ہی زبان زد عام ہے، ان کی شجاعت اور شہامت اس وقت کہاں چلی جائے گی، یہی سوال ایک مشہور صحابی عورت حضرت ام شریک بنت ابی العکر رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے اس طرح کیا کہ یارسول اللہ! اس دن عرب کہاں ہوں گے؟ فرمایا کہ اس وقت عرب کم ہوں گے، اور ان میں سے بھی اکثر بیت المقدس میں ہوں گے جہاں ان کا قائد اور پیشوا ایک نیک صالح مرد ہوگا۔

دجال یہ سوچ کر کہ مسلمانوں کی اکثریت شام میں جمع ہو رہی ہے، وہ شام کا رخ کرے گا، مسلمان بھاگ بھاگ کر شام میں موجود ایک پہاڑ پر پناہ گزین ہوں گے جس کا نام ''جبل الدخان'' ہوگا، دجال ان کا محاصرہ کر لے گا اور حصار میں سختی کر دے گا جس کی وجہ سے مسلمان انتہائی پریشان ہو جائیں گے، کھانے کے لئے روٹی، پینے کے لئے پانی، پہننے کے لئے کپڑے ملنا مشکل ہو جائیں گے اور اس قدر شدت کی بھوک پیاس لگے گی کہ جو شخص بیٹھا ہوا ہوگا وہ سب سے زیادہ طاقتور سمجھا جائے گا اور تسبیح، تکبیر وتہلیل ہی مؤمن کی غذا ہوگی۔

محاصرہ جب طول پکڑے گا تو ایک مسلمان کہے گا کہ تم کب تک اس سختی اور محاصرہ کا مقابلہ کرو گے، اس دشمنِ خدا کی طرف چلو، تا آنکہ اللہ ہمارے اور اس کے درمیان فیصلہ فرما دے یا شہادت یا فتح، کیا تم ان دو بھلائیوں کے درمیان نہیں ہو کہ یا تو جام شہادت نوش کر لو یا پھر اللہ تمہیں اس پر غلبہ دے دیں، اس کی یہ تقریر سن کر لوگوں کو جوش آئے گا اور وہ قتال کرنے کے لئے بیعت کر لیں گے، اللہ جانتا ہے کہ وہ ایسا صدق دل سے کریں گے۔

ابھی یہ باتیں ہو رہی ہوں گی کہ نماز فجر کا وقت ہو جائے گا، قائد مسلمین حضرت امام مہدی علیہ الرضوان نماز پڑھانے کے لئے مصلی امامت پر جلوہ افروز ہوں گے، مکبر اقامت کہنا شروع کرے گا، ابھی امام مہدی علیہ الرضوان نماز شروع کرنے نہ

پائیں گے کہ ہاتف غیبی پکارے گا تمہارا فریاد رس آ پہنچا، خدا کی مدد آ گئی، لوگ آپس میں کہیں گے کہ یہ تو کسی پیٹ بھرے کی آواز ہے، یعنی ہم اتنے بھوکے ہیں کہ ہم میں سے کوئی اتنی بلند آواز کے ساتھ ندا نہیں لگا سکتا۔

نصرت خداوندی کا یہ غیبی اعلان سن کر امام مہدی علیہ الرضوان ذرا رکیں گے کہ ایک حسین منظر دکھائی دے گا اور چند لمحوں کے لئے تمام لوگ ایسے دم بخود رہ جائیں گے گویا کہ خواب دیکھ رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جامع مسجد دمشق کے مشرقی سفید مینارے پر ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے، اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں یا پروں پر رکھے ہوئے شان و شوکت کے ساتھ نزول اجلال فرمائیں گے۔

ذرا چشم تصور کو کشادہ کر کے دیکھئے تو سہی کہ ایک وقت وہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کرنے کی ناپاک سازشیں ہو رہی تھیں۔ آپ نے اپنے حواریوں کو جمع کر کے ان کی دعوت کی، آئندہ کے لئے لائحہ عمل سامنے رکھا، ایک حواری اپنی جان نثار کرنے کے لئے تیار ہو گیا، آپ غسل کر کے تشریف لائے، پانی کے قطرے سر سے ٹپک رہے تھے، بالکل یہی کیفیت نزول کے وقت ہوگی کہ موتیوں کی طرح سفید اور چاندی کے دانوں کی طرح چمکدار قطرے سر مبارک سے ٹپکیں گے گویا ابھی ابھی غسل کر کے تشریف لا رہے ہیں اور کیوں نہ ہو؟ نماز بھی تو تیار کھڑی ہوگی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس مقام پر نزول فرمائیں گے وہاں نیچے اترنے کے لئے کوئی سیڑھی بنی ہوئی نہیں ہوگی اس لئے سیڑھی طلب فرمائیں گے، فرشتے یہاں تک پہنچا کر واپس چلے جائیں گے، آپ سیڑھی کے ذریعے نیچے تشریف لائیں گے اور مسلمان ان کو دیکھ کر خوشی سے دیوانے ہو جائیں گے اور ان کو لے کر حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے پاس پہنچیں گے۔

امام مہدی علیہ الرضوان' کچھ بھی سہی' نبی تو نہیں ہوں گے اس لئے ایک نبی بلکہ جلیل القدر اور اولوالعزم پیغمبر کو اس وجاہت اور جاہ و جلال کے ساتھ اترتے ہوئے دیکھ کر مصلی امامت چھوڑ دیں گے، صف اقتداء میں آ کر کھڑے ہو جائیں گے اور بعد عجز و نیاز عرض کریں گے:

﴿تقدم یا روح اللّٰہ! فصل بنا﴾

''یا روح اللہ! آگے بڑھ کر ہمیں نماز پڑھائیے''

لیکن وہ نبی ہی کیا جو دامن انصاف کو چھوڑ دے، اقامت، مہدی کے لئے ہو اور نماز عیسیٰ پڑھائیں؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن مہدی کا دل بھی تو رکھنا ہے اس لئے کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کے دونوں کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے کہ آپ ہی آگے بڑھیئے اور نماز پڑھائیے کیونکہ اس نماز کی اقامت آپ کے لئے ہوئی ہے چنانچہ امام مہدیؓ آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتداء فرمائیں گے۔

دل کو دلیل سے اس طرح جوڑ کر سمجھا دیا کہ کہیں جا کر خواہ مخواہ امامت کے لئے اپنے آپ کو پیش نہ کرو، امام الحق کی اقتداء میں نماز ادا کرنا خود امامت کرنے سے بہتر ہے، اس کی مکمل تفصیلات راقم کی کتاب ''اسلام میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کا تصور'' میں ملاحظہ فرمائیے۔

دجال سے قتال کرنے پر بیعت اور نصرت الٰہی

بعض روایات میں آتا ہے کہ جب دجال مسلمانوں کا محاصرہ کر لے گا اور مسلمان اس سے لڑنے کے لئے بیعتِ قتال کر لیں گے تو اچانک ان پر گھٹا ٹوپ تاریکی چھا جائے گی اور ہاتھ سے ہاتھ نہیں سجھائی دے گا، اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو جائے گا، جب لوگوں کی آنکھیں کچھ دیکھنے کے قابل ہوں گی تو وہ اپنے درمیان ایک زرہ پوش آدمی کو پائیں گے، اس سے پوچھیں گے کہ آپ کون ہیں؟ وہ کہیں گے کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا کلمہ ''عیسیٰ'' ہوں، تین باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کر لو۔

(۱) اللہ تعالیٰ دجال اور اس کے لشکر پر عذاب جسیم نازل فرما کر اس کو ختم کر دیں اور تمہیں اس مصیبت سے نجات دے دیں۔

(۲) ان سب کو زمین میں دھنسا دیں۔

(۳) یا پھر لڑائی میں تمہارا اسلحہ ان پر استعمال کروا دیں اور تمہیں ان کے اسلحے سے محفوظ فرما دیں۔

لوگ عرض کریں گے کہ اے پیغمبر خدا! یہ آخری صورت ہی ہمارے دلوں کے لئے زیادہ باعث شفاء ہے، چنانچہ اس دن ایک طویل قد و قامت کا کھاتا پیتا یہودی بھی اس حالت میں دیکھا جائے گا کہ دہشت کی وجہ سے اس کے ہاتھ تلوار نہیں اٹھا پا رہے اور مسلمان اس پہاڑ سے اتر کر ان پر غالب آ جائیں گے۔

امام ابن کثیرؒ نے یہ حدیث نقل کر کے اپنے شیخ علامہ ذہبیؒ کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے قوی ہے۔ (النھایہ ص ۱۳۲) اور غور کر کے دیکھا جائے تو راقم الحروف کی ناقص رائے یہ ہے کہ بہت سی احادیث میں حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ مبارکہ تفصیل سے بیان فرمایا ہے اور ساتھ یہ وضاحت بھی فرمائی ہے کہ دیکھو! ان کو پہچان لینا، کہیں تمہیں اشتباہ نہ ہو جائے، ان کا حلیہ اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔

قارئین کرام اس کا یہ مطلب ہرگز نہ سمجھیں کہ راقم الحروف شاید عقیدۂ اسلاف سے بدک رہا ہے اور صدیوں سے جو بات زبان زد خلائق چلی آ رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول جامع دمشق کے سفید مشرقی مینارے پر ایک مخصوص کیفیت میں ہوگا اور احادیث کثیرہ صحیحہ اس پر ناطق ہیں، اس کا انکار بھی مقصود نہیں بلکہ یہاں تو حضرت محجن بن ادرع رضی اللہ عنہ سے مروی مصنف عبدالرزاق کی اس روایت کی عقلی توجیہ کرنا مقصود ہے کہ اگر اس طرح کی صورت حال پیش آ جائے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کو عیسیٰ سمجھ بیٹھو جیسے قادیانی امت اپنے گمراہ پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی علیہ اللعنۃ و الغضب کو عیسیٰ سمجھتی ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ اور ایسا بھی نہ ہو کہ اصل عیسیٰ کو پہچاننے میں دشواری پیش آئے۔

رہی وہ حدیث جس میں مخصوص کیفیت کے ساتھ نزول عیسیٰ کا ذکر ہے تو اس

کو دیکھ کر ہر آدمی یہ سمجھ جائے گا کہ یہی عیسیٰ ہیں کیونکہ ایسا خرقِ عادت ہی ہوتا ہے۔

مقام نزول عیسیٰ علیہ السلام اور وقت نزول

اس مقام پر سطحی نظر سے دیکھا جائے تو ایک اشکال ذہن میں آتا ہے اور وہ یہ کہ بعض روایات میں نزول عیسیٰ علیہ السلام ''دمشق'' میں ہونا مذکور ہے اور بعض روایات میں ''بیت المقدس'' کا ذکر ہے، کہاں دمشق اور کہاں بیت المقدس؟ اسی طرح بعض روایات میں آتا ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام نماز فجر کے وقت ہوگا اور بعض روایات میں ''نماز عصر'' کا ذکر ہے۔ اسی طرح بعض روایات میں ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ امامت کی درخواست کریں گے اور بعض میں ہے کہ دجال لعین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر اپنی جان کے ڈر سے اپنے ہمراہیوں کو نماز قائم کرنے کا حکم دے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے امامت کی درخواست کرے گا؟

ان جملہ روایات میں علماء کرام نے مختلف تطبیقات ذکر فرمائی ہیں چنانچہ علامہ سید برزنجیؒ اپنی کتاب الاشاعہ ص ۲۸۴ پر ''تنبیہ'' کے عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

ان روایات کے درمیان تطبیق دینے کی صورت یہ ہے کہ ''ابتداء'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دن کے چھٹے گھنٹے میں ''دمشق'' میں سفید مینارے پر ہوگا جو کہ آج بھی موجود ہے اور ''فتوحات'' کے حوالے سے یہ بات گذر چکی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو نماز عصر پڑھائیں گے اس لئے ممکن ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام نماز ظہر کے بعد ہو اور یہود و نصاریٰ کے درمیان مشغولیت سے عصر کا وقت داخل ہو جائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو نماز عصر پڑھائیں پھر مسلمانوں کی فریاد رسی کے لئے بیت المقدس کی طرف روانہ ہو جائیں اور نماز فجر میں ان سے جا ملیں لیکن اس وقت امام مہدیؓ اور اکثر حضرات تکبیر تحریمہ کہہ چکے ہوں گے، بعض نے ابھی تکبیر تحریمہ نہ کہی ہوگی، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے استقبال کے لئے نکل پڑیں گے اور ان کو لے کر امام مہدی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں گے، وہ نماز پڑھا رہے ہوں گے، حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کو دیکھتے ہی وہ پیچھے ہٹ جائیں گے، لوگ یہ دیکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کریں گے کہ حضرت! آگے بڑھ کر نماز پڑھائیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام مہدیؒ کے کندھے پر ہاتھ رکھیں گے تاکہ وہ آگے ہو جائیں اور درخواست کنندہ سے فرمائیں گے کہ تمہارے امام ہی کو مقدم ہونا چاہئے۔ امام مہدیؒ آگے بڑھ کر بالفعل ان کی بات مان لیں گے اور قائل ان کی بات بالقول مان لے گا، اور اس طرح ہر ایک کا جواب منطبق ہو جائے گا۔

نماز فجر کے بعد جب صبح روشن ہو جائے گی تو دجال کے لشکری بھاگنا شروع ہو جائیں گے لیکن ان پر زمین تنگ ہو جائے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو "باب لد" پر جالیں گے۔ اس دوران نماز ظہر کا وقت ہو جائے گا تو دجال لعین حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بچنے کے لئے "اقامت صلوۃ" کا حیلہ اختیار کرے گا، لیکن جب وہ سمجھ جائے گا کہ اب چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں تو نمک کی طرح پگھلنا شروع ہو جائے گا۔

گویا سید برزنجیؒ کے نزدیک اولاً نزول دمشق میں ہوگا اور اول نماز "عصر" کی ہوگی، پھر بیت المقدس میں صبح کے وقت ورود ہوگا اور اس موقع پر امام مہدی رضی اللہ عنہ ان سے امامت کی درخواست کریں گے۔ اس کے بعد نماز ظہر کے وقت دجال لعین اپنی جان بچانے کے لئے امامت کی درخواست کرے گا، جب کہ ملا علی قاریؒ نے اولاً نزول "بیت المقدس" میں ہونا راجح قرار دیا ہے اور بقیہ روایات کی تاویل کی ہے، شاہ رفیع الدینؒ، دمتی اور ابن کثیرؒ نے "جامع دمشق" کی روایت کو ترجیح دی ہے جیسا کہ سید برزنجیؒ کی رائے ہے اور یہی جمہور کا قول ہے۔ واللہ اعلم

نبی اور صحابی کا اجتماع

بات یہاں سے چلی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک نماز حضرت امام مہدی

علیہ الرضوان کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے، اس نماز کی خاص بات یہ ہوگی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رکوع سے سر اٹھا کر ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہنے کے بعد یہ جملہ ارشاد فرمائیں گے۔

﴿قتل اللّٰہ الدجال و اظھر المؤمنین﴾

(صحیح ابن حبان بحوالہ المسیح الدجال ص ۳۶)

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ نے ''علامات قیامت اور نزول مسیح'' ص ۲۷ کے حاشیہ نمبر ا میں اس جملہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے:

''احقر کی سمجھ میں یہ آتا ہے کہ یہ ارشاد بطور دعا کے ہوگا، ترجمہ بھی اسی کے مطابق کیا گیا ہے (اللہ دجال کو قتل کرے اور مومنین کو غالب کرے، ناقل) اور قرینہ یہ ہے کہ حدیث میں ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کے بعد بغیر عطف کے ''قتل اللہ الدجال و اظھر المؤمنین'' آیا ہے اور ظاہر ہے کہ "سمع اللّٰہ لمن حمدہ" جملہ دعائیہ ہے لہٰذا مناسب ہے کہ بعد کا جملہ بھی دعائیہ ہو اور بظاہر یہ دعا قنوت نازلہ کے طور پر ہوگی جو حوادثات و مصائب کے وقت مسلمانوں کی حفاظت اور دشمنوں پر فتح کے لئے نماز فجر کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد سجدہ سے پہلے ''قومہ'' میں کی جاتی ہے اور شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جملہ خبریہ قرار دیا ہے پھر اس پر جو اعتراض ہوتا ہے کہ دوسری احادیث میں صراحت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو اپنے حربہ سے باب لد پر قتل کریں گے اور زیر بحث جملہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اثناءِ نماز میں قتل کریں گے، دونوں حدیثوں میں تعارض ہوا تو اس کا جواب انہوں نے اپنے شیخ سے یہ نقل کیا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ نماز صلوۃ الخوف ہو جو باب لد کے مقام پر ادا کی جا رہی ہوگی کہ اثناء

نماز میں عیسیٰ علیہ السلام کو دجال نظر آجائے گا چنانچہ آپ حربہ سے
نماز کے دوران ہی اس کا کام تمام کردیں گے۔'' واللہ اعلم

حضرت مفتی صاحب کی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک اس جملہ کا ''دعا'' ہونا راجح ہے اور شیخ عبدالفتاح کے نزدیک اس کا ''خبر'' ہونا راجح ہے، جب کہ راقم الحروف کی رائے میں یہ دونوں توجیہیں تکلف سے خالی نہیں، دل لگتی بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس جملے کا تعلق زمانۂ مستقبل سے ہے کہ اللہ تعالیٰ دجال کو قتل کر کے مسلمانوں کو اس پر غلبہ عطا فرمائیں گے۔ مسلمانوں کو گھبرانے کی ضرورت نہیں گویا اس میں پریشان حال مسلمانوں کے لئے سامان تسلی ہوگا، رہی یہ بات کہ جملہ ''ماضی'' کا استعمال کیوں فرمایا؟ تو اس کا جواب واضح ہے کہ کلام عرب میں کسی یقینی بات کو بیان کرنے کے لئے ''ماضی'' کا صیغہ استعمال کرلیا جاتا ہے چنانچہ خود قرآن میں جنت اور جہنم کے تذکرے ''ماضی'' کے صیغے سے تعبیر کیے گئے ہیں، اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

﴿فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ﴾ (النمل:۸۷)
''جس دن صور پھونکا جائے گا تو زمین وآسمان والے گھبرا جائیں گے''۔

بات تو مستقبل کی ہے لیکن ''فزع'' ماضی کا صیغہ ہے اسی طرح یہاں بھی ''قتل'' ماضی کا صیغہ ہے لیکن مراد زمانۂ مستقبل ہے یعنی دجال کا قتل ہونا اتنا یقینی ہے کہ گویا ہو چکا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

دجال کی موت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب امام مہدی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کر کے فارغ ہوں گے تو حکم فرمائیں گے کہ مسجد کا دروازہ کھولا جائے، حکم کی تعمیل کی جائے

گی اور دروازہ کھول دیا جائے گا۔ اس کے پیچھے دجال ستر ہزار یہودیوں کے ساتھ موجود ہوگا جن میں سے ہر ایک کے پاس زیورات سے مزین تلوار اور عمدہ شال ہوگی اور مسلمانوں کی تعداد صرف بارہ سو نفوس قدسیہ پر مشتمل ہوگی جن میں سے مرد آٹھ سو اور عورتیں چار سو ہوں گی۔ بظاہر یہاں تو ایک اور دو کا مقابلہ بھی نہیں، دجال کے لئے اس چھوٹی سی جماعت کو شکار کر لینا کیا مشکل ہوگا لیکن وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر اس طرح گھلنا شروع ہو جائے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے اور بھاگ کھڑا ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام باطل کو اس بری طرح شکست خوردہ ہو کر بھاگتے دیکھیں گے تو فرمائیں گے کہ میری ایک ضرب تو تیرے لئے مقرر ہو چکی ہے، تو مجھ سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر اس کا تعاقب کریں گے اور ''لد'' کے مشرقی دروازے پر اسے جالیں گے جو کہ فلسطین میں ایک جگہ کا نام ہے، پہلے بھی یہودیوں کے قبضے میں تھا اور اب بھی انہی کے قبضے میں ہے، آج کل یہودیوں نے اس مقام پر ''ائیر پورٹ'' بنا دیا ہے تاہم اس کا نام اب بھی ''لد'' ہی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست اقدس میں ایک ''حربہ'' ہوگا جو وہ دجال کے سینے کے بیچوں بیچ ماریں گے اور دجال اپنے آخری انجام کو پہنچ جائے گا، اس کو قتل کرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نیزے پر لگا ہوا دجال کا خون اپنے ساتھیوں کو دکھائیں گے۔ روایات میں آتا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کئے بغیر چھوڑ بھی دیں تو وہ پگھل پگھل کر ختم ہو جائے گا لیکن حکمت خداوندی کا تقاضا یہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو اپنے دست اقدس سے قتل کر کے جہنم رسید کریں۔

قتل دجال کا منطقی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اس کے لشکری بھاگ کھڑے ہوں گے لیکن بچ کر نہ جا سکیں گے، ایک ایک یہودی چن چن کر قتل کر دیا جائے گا، شجر و حجر بھی ان کو پناہ دینے کے لئے تیار نہ ہوں گے چنانچہ اگر کوئی یہودی کسی درخت کے پیچھے چھپ کر اپنی جان بچانا چاہے گا تو وہ درخت پکارے گا۔

﴿یا عبداللہ المسلم! ھذا یھودی فتعال اقتلہ﴾

''اے خدا کے بندۂ مسلم! یہ یہودی ہے آکر اس کو قتل کر''۔

بس ایک درخت ہوگا جو ان یہودیوں کا حمایتی ہوگا اور وہ کسی یہودی کی نشان دہی نہیں کرے گا، اس کا نام ''غرقد'' ہوگا، احادیث مبارکہ میں اس کو ''یہودیوں کا درخت'' قرار دیا گیا ہے۔

بہرحال! یہودیوں کو شکست ہو جائے گی اور وہ موت کے گھاٹ اتار دیئے جائیں گے، باقی ماندہ اہل کتاب ایمان لے آئیں گے اور زمین پر امن و امان قائم ہو جائے گا۔

قتل دجال کے بعد کیا ہوگا؟

قتل دجال کے بعد والے حالات زیر بحث مقالہ کا موضوع نہیں البتہ تتمیما للفائدۃ یہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دجال کے قتل ہو جانے کے بعد زمین میں اتنا امن و امان قائم ہو جائے گا کہ چوری، ڈاکہ اور رہزنی کا نام ونشان مٹ جائے گا، درندوں تک کا خوف ختم ہو جائے گا، شیر اور اونٹ، چیتے اور گائے، بھیڑ اور بکریاں اکٹھے چرا کریں گی، بچے سانپوں سے کھیلا کریں گے، زمین امن وسلامتی سے اس طرح بھرپور ہوگی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے، عدل وانصاف کا دور دورہ ہوگا، آپس میں پیار محبت کی فضا قائم ہوگی، نفرت اور عداوت نام کی کوئی چیز باقی نہ رہے گی، اسلام کا بول بالا ہوگا، اللہ کے علاوہ کسی کی پرستش نہیں کی جائے گی، زمین کی پیداوار بھرپور ہوگی، برکت اتنی کہ انگور کا ایک خوشہ ایک جماعت کے لئے کافی ہو جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد چالیس سال تک زندہ رہیں گے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں آپ کا نکاح ہوگا اور اس سے آپ کی اولاد بھی ہوگی، پھر حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت سے مقام ''فج الروحاء'' سے احرام باندھیں گے اور خانہ کعبہ کے ارادے سے روانہ ہوں گے۔ ارکان حج وعمرہ کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ

کی طرف عازم سفر ہوں گے، روضہ اقدس پر حاضر ہو کر سلام پیش کریں گے۔ سرکار مدینہ آپ کو بآواز بلند جواب مرحمت فرمائیں گے اور آپ ﷺ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اپنی امت کو یہ وصیت بھی فرما رکھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جس کی ملاقات ہو وہ ان کو میرا سلام کہہ دے اور خود حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی وصیت فرمائی تھی۔ راقم کی بھی اپنے قارئین اور احباب کو یہی وصیت ہے۔

سات سال امن و امان کے گذرنے کے بعد یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا اور قیامت کی اختتامی علامات رونما ہوں گی، دنیا کو تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔ آسمان و زمین، چاند اور سورج، ستارے اور سیارے، پھول اور پھل، بیل اور بوٹے، انسان اور جانور، چرند اور پرند، جنات اور ملائکہ غرضیکہ ہر ایک چیز کو فنا کے گھاٹ اتار دیا جائے گا، بارگاہ قدسی سے اعلان ہو چکا

﴿کل من علیها فان﴾

اب اعلان ہوگا ﴿لمن الملک الیوم﴾ کوئی جواب نہ ملے گا۔
خود رب کائنات تکلم سرا ہوگا۔

﴿لله الواحد القهار﴾

حساب کتاب ہوگا، جنت اور جہنم کا فیصلہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم اور لطف و احسان سے ہمیں جنت میں داخلہ عطا فرمائے۔ آمین

﴿زمین میں دجال کی مدت اقامت﴾

ایک مرتبہ نبی اکرم سرور دو عالم ﷺ نے دجال کے حالات اور اس کے نشیب و فراز خوب تفصیل سے بیان فرمائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی سوالات کے ذریعے اپنی تسلی کرنا چاہی اور کئی سوالات بارگاہ رسالت مآب میں پیش کئے، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک سوال یہ تھا کہ یارسول اللہ! دجال زمین میں کتنی مدت

تک رہے گا؟ فرمایا چالیس دن رہے گا لیکن اس کا ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا، ایک دن ایک مہینے کے برابر ہوگا، ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا، اور باقی دن تمہارے عام دنوں کی طرح ہوں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! اس کا جو ایک دن پورے ایک سال کے برابر ہوگا کیا اس میں ہمیں ایک دن کی نماز کافی ہو جائے گی؟ فرمایا نہیں، بلکہ تم اندازے کے ساتھ نماز ادا کرتے رہنا۔ (مسلم ۷۳۷۳)

(۱) مسلم شریف کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ دجال صرف چالیس ''دن'' تک زمین میں رہے گا۔

(۲) جب کہ سنن ابن ماجہ کی حدیث نمبر ۴۰۷۷ میں ہے کہ دجال چالیس ''سال'' زمین میں رہے گا، ان میں سے ایک سال تو نصف سال کی طرح یعنی چھ ماہ کا ہوگا، ایک سال مہینے کی طرح ہوگا، اور مہینہ ایک ہفتہ کی طرح ہوگا اور اس کا سب سے آخری دن آگ کی چنگاری کی طرح ہوگا یعنی جلدی سے ختم ہو جائے گا۔

(۳) جب کہ مسلم شریف ہی کی حدیث نمبر ۷۳۸۱ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ میری امت میں دجال نکلے گا اور چالیس .. رہے گا۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ چالیس دن مراد ہیں یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔

(۴) حدیث جساسہ میں خود دجال کی زبانی ''چالیس راتوں'' کا ذکر ہے۔

(۵) مسند احمد کی ایک حدیث میں ''چالیس صبحوں'' کا ذکر ہے۔

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ اصل حقیقت کیا ہے؟ تو سنئے! جمہور علماء کرام کی رائے یہ ہے کہ چالیس ''دن'' والی روایت زیادہ راجح ہے اور صحیح یہی ہے کہ دجال کا فتنہ ''چالیس دن'' تک رہے گا، چوتھے اور پانچویں نمبر میں ''راتوں'' اور ''صبحوں'' کی صرف تفصیل ہے، مراد اس سے بھی دن ہیں، تیسرے نمبر پر راوی کا شک مذکور ہے جو

مسلم شریف کی روایات سے دور ہو جاتا ہے۔

رہ گئی دوسرے نمبر کی حدیث تو اس کا پہلی حدیث سے ٹکراؤ پیدا ہو رہا ہے؟ اس ٹکراؤ کو ختم کرنے کے لئے اولاً ہم سید برزنجیؒ کی تقریر کا خلاصہ نقل کریں گے، پھر یہ ثابت کریں گے کہ ان میں سے مضبوط روایت کونسی ہے۔ انشاء اللہ

علامہ سید برزنجیؒ رقم طراز ہیں کہ ابن ماجہ شریف کی روایت میں "سالوں" سے مراد "ایام" ہی ہیں۔ مجازاً "سال" کا اطلاق کیا گیا ہے۔ خروج دجال کے پہلے سال کا پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا دن مہینے کے برابر، تیسرا دن ہفتہ کے برابر ہوگا اور اس سال کے بقیہ دن عام دنوں کی طرح ہوں گے، پھر دوسرے سال کے دن بھی آپس میں مختلف ہوں گے چنانچہ وہ سال صرف چھ مہینے کے برابر ہوگا، اسی طرح ایک سال مہینے کے برابر ہو جائے گا اور مہینہ ایک ہفتہ کے برابر ہو جائے گا، یہاں تک کہ دجال کا آخری دن ایک چنگاری کے جلنے کی مقدار کا ہوگا اور اتنی جلدی ختم ہو جائے گا کہ ایک شخص صبح کے وقت شہر کے ایک دروازے سے چل کر دوسرے دروازے کی طرف روانہ ہوگا لیکن ابھی پہنچنے نہ پائے گا کہ شام ہو جائے گی۔ (الاشاعہ ص ۲۷۴)

ان دونوں حدیثوں میں تطبیق دینے کے لئے ایک دوسری توجیہ بھی کی گئی ہے، اس کو سمجھنے سے پہلے ایک تمہیدی مقدمہ کا سمجھنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ اس دنیا میں ایک "عالم مثال" کا وجود بھی ہے، یہ کوئی خیالی چیز نہیں بلکہ اس کی حقیقت ہے اور خارج میں یہ ایک محسوس چیز ہے۔ چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے شارح حاوی علامہ قونویؒ کے حوالے سے اپنی کتاب "المنجلی فی تطور الولی" میں تحریر فرمایا ہے کہ صوفیاء کرام نے عالم اجسام اور عالم ارواح کے درمیان ایک اور "عالم" کا اثبات کیا ہے جس کا انہوں نے "عالم مثال" رکھا ہے اور فرمایا ہے کہ عالم مثال الطف ہے بہ نسبت عالم اجساد کے، اور اکثف ہے عالم ارواح کی نسبت، اور اسی پر انہوں نے "تجسد ارواح" کی اصطلاح کی بنیاد رکھی ہے، ارشاد ربانی "فتمثل لها بشرا سويا" میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

معلوم ہوا کہ عالم مثال خیالِ محض نہیں بلکہ ایک محسوس چیز ہے اور حقیقت میں

اس کی تصدیق بھی کئی مرتبہ ہو چکی ہے چنانچہ کتابوں میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ مصر میں ایک آدمی نے غسل کی نیت سے دریا میں غوطہ لگایا، جمعہ کا دن تھا، جب وہ غسل کر کے باہر نکلا تو اس نے اپنے آپ کو بغداد میں پایا، وہاں اس نے ایک عورت سے شادی کر لی اور اس سے اس کے یہاں اولاد بھی ہوئی، سات سال تک وہ بغداد میں رہا، ایک دن وہ دریائے دجلہ میں غسل کرنے کی نیت سے غوطہ زن ہوا۔ باہر نکلا تو اپنے آپ کو مصر میں اسی جگہ پایا جہاں سے وہ غسل کرنے کے لئے آیا تھا، اس کے اہل و اصحاب اس کے منتظر تھے تا آنکہ وہ ان کے پاس لوٹ آیا، کچھ عرصہ کے بعد وہ عورت اور اس کی اولاد بھی اس کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے مصر آوارد ہوئے جن سے بغداد میں اس کا سابقہ پڑا تھا۔

اس تمہید کے بعد ہم اصل بات کی طرف آتے ہیں کہ یہاں بھی بعض لوگوں کو دجال کے زمانہ میں ایک دن عام دنوں ہی کی طرح محسوس ہوگا اور بعض لوگوں کو وہ ایک سال کے برابر محسوس ہوگا۔ اسی وجہ سے اس پر احکامات کا ترتب کیا گیا ہے اور ان دنوں میں بھی نماز معاف نہ ہوگی۔ (الاشاعہ ص ۲۷۶ تا ۲۷۷)

رہی یہ بات کہ ان دونوں حدیثوں میں سے زیادہ قوی کون سی ہے؟ تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ مسلم شریف کی حدیث جس میں ''چالیس دنوں'' کا ذکر ہے وہی زیادہ قوی ہے اور حافظ ابن حجرؒ نے تحریر فرمایا ہے۔

﴿والجزم بانها اربعون يوما مقدم على هذا الترديد﴾

(فتح الباری ج ۱۳ ص ۱۰۴)

''یقینی بات یہی ہے کہ دجال چالیس دن زمین میں رہے گا اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو اظہار شک ہے اس پر یہ مقدم ہوگی۔''

امام قرطبیؒ اپنی کتاب ''التذکرہ'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

﴿والصحيح انه يمكث اربعين يوما كما في حديث

جابر، و کذلک فی صحیح مسلم الخ (تذکرہ ص ۵۵۲)

''صحیح یہ ہے کہ دجال ''چالیس دن'' تک زمین پر رہے گا جیسا کہ حدیث جابر میں ہے اور صحیح مسلم میں بھی اسی طرح ہے۔''

ایامِ دجال میں اوقات نماز کی تعیین اور اداءِ نماز کی ترتیب

مذکورہ صدر حدیث سے معلوم ہوا کہ خروج دجال کے موقع پر بعض دن عام دنوں سے طویل ہوں گے اور بعض دن عام دنوں سے چھوٹے ہوں گے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان طویل اور قصیر ایام میں نماز کے اوقات کی تعیین کیسے ہوگی؟ کیا ''ایام طویل'' میں ایک دن کی پانچ نمازیں پڑھنا کافی ہوں گی؟ کیا ''ایام قصیر'' میں صرف ایک نماز پڑھنا کافی ہوگی؟ یہی سوال جب نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں! بلکہ اندازہ کر کے اوقات معلوم کر کے نمازیں ادا کرتے رہو۔

امام نوویؒ نے صحیح مسلم کی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے قاضی عیاض کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے کہ یہ حکم صرف اسی دن کے ساتھ مخصوص ہوگا جو صاحب شریعت ﷺ نے ہمارے لئے مشروع فرمایا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اگر یہ حدیث نہ ہوتی اور ہمیں ہمارے اجتہاد کے حوالے چھوڑ دیا جاتا تو ہم تو اوقاتِ مشہورہ میں پانچ نمازیں ادا کرنے پر ہی اکتفا کر لیتے (لیکن شکر ہے کہ حدیث سے رہنمائی مل گئی) اور حدیث میں جو ''اندازہ کرنے'' کا حکم دیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب طلوع فجر کے بعد اتنا وقت گذر جائے جو عام دنوں میں فجر اور ظہر کے درمیان ہوتا ہے تو نماز ظہر ادا کر لو۔

اور جب نماز ظہر کے بعد اتنا وقت گذر جائے جو عام دنوں میں ظہر اور عصر کے درمیان ہوتا ہے تو نماز عصر ادا کر لو۔

اور جب نماز عصر کے بعد اتنا وقت گذر جائے جو عام دنوں میں عصر اور مغرب کے درمیان ہوتا ہے تو نماز مغرب ادا کر لو۔

اور جب نماز مغرب کے بعد اتنا وقت گذر جائے جو عام دنوں میں مغرب اور عشاء کے درمیان ہوتا ہے تو نمازِ عشاء ادا کرلو۔

اور جب نماز عشاء کے بعد اتنا وقت گذر جائے جو عام دنوں میں عشاء اور فجر کے درمیان ہوتا ہے تو نماز فجر ادا کرلو۔

اسی طرح نمازیں ادا کرتے رہنا تا آنکہ وہ دن ختم ہو جائے، اس طرح پورے سال کی نمازیں اپنے اپنے اوقات پر ادا ہو جائیں گی۔ (حاشیہ مسلم ج ۲ ص ۴۰۱)

یہ ترتیب جس طرح ''بڑے ایام'' میں ادائیگی نماز سے متعلق ہے اسی طرح ''چھوٹے دنوں'' میں بھی یہی ترتیب ہوگی جیسا کہ سنن ابن ماجہ کی حدیث نمبر ۴۰۷۷ میں ہے۔

یہی سوال اس وقت ذہن میں آتا ہے جب انسان کسی ایسے ملک میں چلا جائے جہاں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات رہتی ہے، وہاں نماز کے اوقات کس طرح مرتب کئے جائیں گے، اور یہی سوال روزہ کے بارے میں بھی متوجہ ہوتا ہے گو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روزے کے متعلق حضور ﷺ سے سوال نہیں کیا، ممکن ہے کہ روزہ کے متعلق سوال کرنا ذہن میں نہ رہا ہو یا نمازوں کے اوقات سے متعلق جوابِ مقدس کو روزوں پر بھی محمول کرلیا ہو۔

جدید فلکیات میں بھی یہ مسئلہ ماہرین فلکیات کے درمیان گردش کر رہا ہے اور تحقیقات جدیدہ کے ذریعے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، چنانچہ جامعہ اشرفیہ کے سابق شیخ ترمذی حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحبؒ فرماتے ہیں:

''سوال: قطبین میں چونکہ ٦ ماہ کا دن ہوتا ہے اور ٦ ماہ کی رات، لہٰذا سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہاں پر نماز اور روزہ کی ادائیگی کی صورت کیا ہوگی؟

جواب: نبی پاک ﷺ کے مندرجہ ذیل ارشاد سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ فرماتے ہیں قیامت سے قبل دجال ظاہر ہوگا، وہ چالیس

دن تک زندہ رہے گا، دجال کا پہلا دن ہمارے ایک سال کے برابر ہوگا، دوسرا دن مروجہ ایک ماہ کے اور تیسرا ہفتے کے مساوی ہوگا، تین دنوں کے علاوہ باقی دن حسب معمول عام دنوں کے برابر ہوں گے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا سال کے مساوی دن میں صرف ایک یوم کی نمازیں (۵ نمازیں) کافی ہوں گی؟

فرمایا نہیں! بلکہ اندازہ کر کے ہر روز کی نمازیں ادا کرنی ہوں گی اس حدیث شریف میں اندازہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں، پہلی صورت گھڑیوں کے ذریعے اندازے کی ہے یعنی ہر ۲۴ گھنٹے میں پانچ نمازیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ آفتاب قطبین میں چونکہ ہر ۲۴ گھنٹے میں وہاں کے مقیم شخص کے گرداگرد ایک چکر مکمل کرتا ہے، آفتاب کا ہر ایک آسیائی چکر شب و روز فرض کیا جائے نصف چکر دن اور نصف چکر رات، دن کے نصف دور میں تین نمازیں فجر پھر ظہر پھر عصر پڑھی جائیں اور رات کے نصف دور میں دو نمازیں مغرب اور عشاء۔

روزہ رکھنا: رمضان شریف کے روزے بھی اسی طرح رکھنے ہوں گے۔

(الف) قریب کے علاقوں سے جہاں طلوع وغروب کا سلسلہ جاری ہو یہ معلوم کر لیں کہ اب رمضان شریف کا مہینہ ہے اس کے بعد سورج کے نصف دور کو دن قرار دیتے ہوئے اس میں روزہ رکھنا ہوگا اور نصف دور کو شب فرض کرتے ہوئے اس میں اکل و شرب جائز ہونے کے علاوہ تراویح کا بھی اہتمام کیا

جائے گا''۔ (فلکیات جدیدہ ص ۱۷۸۔۱۷۹)

امام قرطبیؒ اپنی مشہور کتاب ''التذکرۃ فی احوال الموتی و امور الآخرۃ ص ۵۶۶''

پر تحریر فرماتے ہیں، بعض علماء کا یہ کہنا ہے کہ یہ ''طویل ایام'' والی حدیث اپنے ظاہر پر محمول نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ شدت بلاء کی وجہ سے اس وقت مسلمانوں پر ہموم و غموم کا سخت حملہ ہوگا اور سختی کے دن تو ویسے ہی لمبے لگتے ہیں۔ دوسرے دن یہ غم کچھ کم ہو جائے گا اور تیسرے دن مزید کچھ کم ہو جائے گا اور چوتھے دن حالات اپنے معمول پر آجائیں گے۔

لیکن ان حضرات کی اس توجیہ کی تردید حدیث کے اس جملے سے ہو جاتی ہے کہ اس دن نمازیں وقت کا اندازہ کر کے ادا کرتے رہو۔

اسی طرح بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ حدیث کے یہ الفاظ صحیح نہیں ہیں۔ راویوں نے اپنے پاس سے یہ الفاظ حدیث میں شامل کر دیئے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان الفاظ کی صحت کسی بھی طرح مشکوک نہیں کیونکہ امام مسلم جیسے امامِ فن نے بھی ان کو نقل کیا ہے، اسی طرح امام ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور قاسم بن اصبغ وغیرہ اجلہ محدثین نے ان الفاظ کی تخریج کی ہے۔ پھر وہ زمانہ بھی تو ''خوارق عادت'' کا ہوگا اس لئے اگر ایسا ہو جائے تو اس میں عقلی طور پر بھی کوئی استحالہ نہیں۔

ایام دجال میں نماز کے مسئلے پر فتاویٰ شامی میں علامہ ابن عابدین نے بڑی مفصل بحث فرمائی ہے جو دراصل اس بات پر چھڑی ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے ملک میں ہو جہاں غروب آفتاب ہوتے ہی طلوع فجر ہو جائے اور وہاں عشاء اور وتر پڑھنے کا وقت نہ ملے تو وہ کیا کرے؟ اس پر نماز فرض ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو اس کی ادائیگی کا طریقہ کیا ہوگا؟ چنانچہ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں۔

﴿والذی یظھر من عبارۃ الفیض ان المراد انه یجب
قضاء العشاء بان یقدر ان الوقت اعنی سبب الوجوب
قد وجد کما یقدر وجودہ فی ایام الدجال علی مایاتی

لانہ لایجب بدون السبب فیکون قولہٗ و یقدر الوقت جوابا عن قولہ فی الاول لعدم السبب و حاصلہ انا لا نسلم لزوم وجود السبب حقیقۃً بل یکفی تقدیرہ کما فی ایام الدجال و یحتمل ان المراد بالتقدیر المذکور ھو ما قالہ الشافعیۃ من انہ یکون وقت العشاء فی حقھم بقدر ما یغیب فیہ الشفق فی اقرب البلاد الیھم و المعنی الاول اظھر کما یظھرلک من کلام الفتح الآتی حیث الحق ھذہ المسئلۃ بمسئلۃ ایام الدجال﴾

(الرد المختار ج ۱ ص ۳۶۶)

''فیض کی عبارت سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے شخص پر عشاء کی قضا واجب ہے کیونکہ وقت جو کہ سبب وجوب صلوۃ ہے، پایا جا رہا ہے اس لئے اس کا اندازہ کیا جائے گا جیسا کہ خروج دجال کے زمانے میں ہوگا، اس کی تفصیل عنقریب آتی ہے۔ اصل میں وجہ یہ ہے کہ سبب وجوب کے بغیر وجوب تو ہو نہیں سکتا لہٰذا ''ویقدر الوقت'' پہلے قول کا جواب ہوگا کیونکہ سبب معدوم ہے۔

خلاصہء کلام یہ ہے کہ حقیقتاً سبب کا وجود ضروری ہونا ہمیں تسلیم نہیں، تقدیری طور پر بھی سبب کا وجود کافی ہے جیسے زمانہء خروج دجال میں ہوگا اور تقدیر مذکور سے مراد بر بنائے قول شوافع کے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایسے لوگوں کے حق میں عشاء کا وقت اتنا ہوگا جس میں ان کے قریب ترین شہر میں غروب شفق ہو، لیکن پہلا معنی زیادہ ظاہر ہے جیسا کہ فتح کے آنے والے کلام سے ظاہر ہوگا کہ یہ مسئلہ، مسئلہ دجال کے ساتھ ملحق قرار دیا گیا ہے۔''

علامہ ابن عابدینؒ نے اس مسئلے پر کھل کر تفصیلی کلام کیا ہے۔ یہاں اس کے

چند ضروری اجزاء کا خلاصہ ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) شیخ کمالؒ نے ذکر کیا ہے کہ جس ملک میں عشاء کا وقت ہی نہ آتا ہو تو بقالی کا فتوی یہ ہے کہ ان لوگوں پر نماز واجب نہیں ہے کیونکہ سبب صلوۃ نہیں پایا جارہا جیسے مقطوع الید سے ہاتھ دھونے کی فرضیت ختم ہو جاتی ہے۔

(۲) حافظ شرنبلالیؒ اور حلبیؒ نے اس قول کی تردید کی ہے کیونکہ محل فرضیت نہ ہونے اور سبب وجوب نہ ہونے میں بڑا فرق ہے، اور ایک دلیل کے منتفی ہونے سے اس شئے کے وجود کا انکار صحیح نہیں ہے اس لئے کہ اور دلائل بھی تو ہو سکتے ہیں جن کی وجہ سے اس شئ کا ثبوت معتبر تسلیم کیا گیا ہو چنانچہ یہاں اسراء کے سلسلے کی احادیث اس بات کی کافی اور شافی دلیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء پچاس نمازوں کا حکم دینے کے بعد پانچ نمازوں کو فرض قرار دیا تھا، اور شرعاً پانچ ہی پر یہ حکم آ کر ٹھہر گیا، اور یہ حکم پوری دنیا کے لئے عام ہے اس میں کسی مقام کی تخصیص نہیں۔

(۳) مسلم شریف کی جس روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے دجال کا تذکرہ فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یارسول اللہ! وہ زمین میں کتنا عرصہ ٹھہرے گا؟ فرمایا چالیس دن، جن میں سے ایک دن پورے ایک سال کے برابر، دوسرا دن ایک مہینے کے برابر، تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا اور باقی دن تمہارے عام دنوں کی طرح ہوں گے! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ جو دن ایک سال کے برابر ہوگا، کیا اس میں ہمیں ایک دن کی نمازیں پڑھ لینا کافی ہوں گی؟ تو فرمایا کہ نہیں! بلکہ اس کے لئے تم اندازہ مقرر کرنا، تو اس حدیث میں حضور ﷺ نے سورج کا سایہ ایک مثل یا دو مثل ہونے تک عصر کی نماز تین سو سے زائد مرتبہ پڑھنا واجب قرار دیا ہے اسی طرح دوسری نمازیں۔ معلوم ہوا کہ درحقیقت عمومی طور پر تو پانچ نمازیں ہی فرض ہیں البتہ ان کو ان اوقات پر تقسیم کر لیا جائے گا لیکن اس کے نہ ہونے سے وجوب ساقط نہ ہو سکے گا۔

باب پنجم

منکرین ظہور و خوارق دجال

علماء مصر کا نظریہ خروج دجال، مولانا مودودیؒ کا نظریہ، خروج دجال، شبیر احمد ازہر میرٹھی کا نظریہ، خروج دجال

﴿منکرین ظہور و خوارق دجال﴾

اس عنوان کے تحت دو مرکزی مباحث پر تفصیلی گفتگو کرنا مقصود ہے۔

(۱) بعض لوگ سرے سے ''دجال'' اور اس کے خروج ہی کے منکر ہیں۔

(۲) بعض لوگ ''دجال'' کا اقرار تو کرتے ہیں لیکن اس کے ہاتھوں ظاہر ہونے والے خوارق کو ''حقائق'' تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں بلکہ ان کو شعبدہ بازی، سحر اور مسمریزم وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہاں ان دونوں گروہوں کے نظریات و دلائل اور ان کے جوابات ذکر کئے جائیں گے اور ان کا اکثر ماخذ شیخ یوسف الوابل کی کتاب ''اشراط الساعۃ'' ہوگی، دیگر مقامات پر حوالہ ساتھ دے دیا جائے گا۔

منکرین ظہور دجال

گذشتہ صفحات میں ذکر کی گئی احادیث صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آخر زمانے میں دجال کا خروج برحق ہے اور وہ ایک حقیقی شخص ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق خوارق عظیمہ و عجیبہ عطا فرمائیں گے لیکن شیخ محمد عبدہ کا کہنا ہے کہ دجال کوئی حقیقی شخص نہ ہوگا بلکہ دجال کے ذریعے اشارہ ہے خرافات اور دجل و قبائح کی طرف۔

شیخ ابوعبیہ نے بھی مذکورہ شیخ کی تقلید کرتے ہوئے کہا ہے کہ دجال باطل کی طرف اشارہ کرنے کا ایک ''رمز'' ہے، بنی آدم میں یہ کوئی شخص نہیں ہوگا، ظاہر ہے کہ اس طرح احادیث کو اپنی منشاء کے مطابق بلا دلیل و قرینہ اپنے ظاہری مفہوم و مطلب سے پھیر دینا لازم آئے گا جو کسی طرح بھی ایک عالم کے شایان شان نہیں۔

احادیث دجال پر تحریر کردہ اپنی تعلیقات میں شیخ ابوعبیہ کی یہ تحریر ملاحظہ ہو:

''مکان ظہور دجال اور زمانہ ظہور، پھر ابن صیاد کے دجال ہونے

یا نہ ہونے سے متعلق احادیث میں وارد شدہ اختلاف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دجال کے ذریعے مقصود ایک ''رمز'' کا بیان کرنا ہے جو شر اور اس کے غلبہ، اس کی صولت جبروت، اس کی خوفنا کی، ایک زمانے میں اس کا ضرر اور نقصان عام ہو جانے، اور مختلف جگہوں میں اس کی تکالیف پہنچ جانے سے کنایہ ہے جس کے لئے کسی وقت میں ہر ممکن اسباب و وسائل انتشار و فتنہ مہیا ہو جائیں گے اور یہ سلسلہ کچھ مدت تک چلے گا تا آنکہ اس کے شعلے سرد پڑ جائیں اور اس کی چنگاریاں بجھ جائیں اور حق و کلمۃ اللہ کا غلبہ ہو جائے، ارشاد ربانی ہے "ان الباطل کان زھوقا" (الاسراء۔۸۱)

(النھایۃ ا ص ۱۱۸ تحقیق ابو عبیہ)

نیز ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

''کیا دجال کو شر، بہتان اور تہمت تراشی کا ایک ''رمز'' سمجھنا اولیٰ نہیں ہے۔'' (النھایۃ ص ۱۵۲)

شیخ ابو عبیہ کی یہ بات بوجوہ لائق التفات نہیں اس لئے کہ احادیث صحیحہ صریحہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ دجال ایک شخص معین ہوگا، احادیث میں کوئی ایسا لفظ بسیار تلاش کے باوجود بھی نہیں مل سکا جو اس بات پر دلالت کر سکے کہ ''دجال'' خرافات و دجل اور باطل کے لئے بطور رمز کے استعمال کیا گیا ہے۔

رہی یہ بات کہ روایات میں اختلاف اور تعارض پایا جاتا ہے تو آپ گذشتہ صفحات میں اس اختلاف اور تعارض کو ختم کرنے اور احادیث میں تطبیق دینے کی مفصل بحث ملاحظہ فرما چکے، لہٰذا اب نہ تو مکان خروج دجال کی روایات میں اضطراب رہا، نہ زمان ظہور کی روایات میں اس لئے یہ اعتراض بھی ختم ہو گیا۔

دوسری بات یہ بھی ہے کہ گو شیخ ابو عبیہ نے ''وجود دجال'' کا انکار کر دیا ہے لیکن درحقیقت اس کا وجود تسلیم کئے بغیر انہیں بھی کوئی چارہ کار نہیں اور شعوری یا لاشعوری

طور پر ان کے قلم سے یہ بات نکل گئی ہے کہ دجال کوئی ''رمز'' نہیں، حقیقت ہے چنانچہ ایک غیر معروف صحابی رضی اللہ عنہ کی جو روایت عنقریب گذری ہے کہ ''دجال کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جس کو ہر وہ شخص پڑھ لے گا جو اس کے اعمال سے نفرت کرتا ہوگا'' اس حدیث کے تحت شیخ ابوعبیہ نے لکھا ہے۔

﴿وهذا يقرر كذب الدجال في دعواه الربوبية، قبحه الله، و اتم عليه غضبه و لعنه﴾ (النھایہ ص ۸۹)

''کافر'' کا لفظ لکھا ہونا دجال کے دعویٰ ربوبیت میں جھوٹا ہونے کو ثابت کرے گا، اللہ اس کو قبیح کرے اور اس پر اپنا غضب اور لعنت مکمل کرے۔''

معلوم ہوا کہ دجال ایک حقیقی انسان ہوگا جو دعویٰ ربوبیت کرے گا جب ہی تو شیخ نے اس پر غضب اور لعنت کی بددعا کی ہے جب کہ دوسری جگہ شیخ نے دجال کے حقیقی انسان ہونے کا انکار کرتے ہوئے اس کو شر اور فتنہ کی ایک علامت اور تعبیر قرار دیا ہے۔ شیخ ابوعبیہ کے خود اپنے کلام میں یہ کتنا واضح تناقض ہے۔

یہاں کچھ دیر رک کر مسند احمد کی یہ روایت پڑھتے جائیے!

﴿انه سيكون من بعدكم قوم يكذبون بالرجم، و بالدجال، و بالشفاعة، و بعذاب القبر، و بقوم يخرجون من النار بعدما امتحشوا﴾

(مسند احمد ج ۱ ص ۲۳، کذا فی اشراط الساعۃ ص ۳۶۷)

''ارشاد نبوی ہے کہ عنقریب تمہارے بعد ایک قوم آئے گی جو رجم، دجال، شفاعت، عذاب قبر، جہنم سے ایک جماعت کے نکلنے کو، جن کے چہرے جھلس چکے ہوں گے، جھٹلائیں گے۔''

حدیث کی یہ پیشین گوئی آج حرف بہ حرف پوری ہو رہی ہے اور تحقیق و جستجو اور ریسرچ کے نام پر تھیٹھ اسلامی عقائد کا اس آسانی اور بے دردی سے انکار کر دینا ایک

محبوب مشغلہ بن چکا ہے۔ اعاذنا اللّٰہ من جمیع الھفوات۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور نظریہ خروج دجال

مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے اور تضاد سے بھرپور دعوے کسی صاحب علم سے مخفی نہیں۔ ایک طرف وہ مسیح ہونے کا مدعی ہے اور دوسری طرف خود ہی اپنے آپ کو "مریم" لکھتا ہے۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے تاج وتخت ختم نبوت پر حملہ کی ناپاک جسارت کی تو سب سے پہلے اس فتنے کے استیصال کے لئے علماء دیوبند متوجہ ہوئے اور اس میدان میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ جگمگاتے رہیں گے۔

حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ کے قلب و دماغ پر اس فتنے کا اتنا اثر تھا کہ آپ نے اپنی پوری طاقت اس فتنے کی سرکوبی میں لگا دی حتی کہ علالت کے باوجود کئی کئی گھنٹے عدالت میں کھڑے ہو کر اپنا بیان اور مرزا پر جرح قلمبند کرواتے رہے، یہی وجہ ہے کہ جب کبھی حضرت کے سامنے مرزا کا ذکر آتا تو جلال میں آجاتے اور اس کے لئے لعنت اور غضب کے الفاظ استعمال فرماتے۔

چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا شمار بھی منکرین دجال میں ہوتا ہے اس لئے حضرت نے بخاری شریف میں "باب ذکر الدجال" کے تحت جو الفاظ تحریر فرمائے ہیں، وہ پڑھنے کے قابل ہیں۔

﴿باب ذکر الدجال: وما اکفر لعین القادیان حیث یتفوہ ولا یستحی انہ لم تکشف حقیقتہ علی من کان اوتی علم الاولین و الآخرین، و من انذر بہ امتہ، و من دل علی اسمہ و اسم ابیہ، و ذکر حلیتہ، و عین من یقتلہ، و این یقتلہ، وماذا یصیر الیہ امرہ، و این یدخل و این لایدخل، وما ذا یکون مسیرہ فی الارض، وما مدۃ

اقامته فیها وما ذا یظهر فی الاستدراج علی یدیه الی غیر ذلک من التفاصیل﴾ (فیض الباری ج ۴ ص ۴۹۶)

"یہ باب دجال کے ذکر میں ہے، لعین قادیان کتنا بڑا کافر ہے کہ اسے یہ بکتے ہوئے شرم نہ آئی کہ دجال کی حقیقت حضور ﷺ پر منکشف نہیں ہوئی تھی (عجیب بات ہے اس سے کوئی پوچھے تو سہی کہ) اولین وآخرین کا علم کس کو دیا گیا تھا؟ اپنی امت کو اس کے فتنے سے کس نے آگاہ کیا؟ اس کے اور اس کے باپ کا نام کس نے بتلایا؟ اس کا حلیہ کس نے ذکر کیا؟ کس نے اس کے قاتل اور جائے قتل کو متعین کیا؟ انجام کار ہونے والے حالات دجال کا کس نے تذکرہ کیا؟ ممنوعہ اور غیر ممنوعہ مقامات، زمین میں اس کی رفتار اور مدت اقامت کس نے بیان کی؟ اور دجال کے ہاتھوں جن استدراجات کا ظہور ہوگا وغیرہ تفصیلات کا ذکر کس نے کیا؟ (کیا پھر بھی آپ ﷺ پر دجال کی حقیقت منکشف نہیں ہوئی؟)

علماء مصر اور نظریہ خروج دجال

مصر کے چند علماء کرام نے خروج دجال سے متعلق وارد شدہ احادیث کو مضطرب یا غیر صحیح قرار دے کر لوگوں کو فنی اور غیر فنی مباحث کے چکر میں الجھا رکھا ہے اور خود اس عقیدے سے دست کش ہو گئے ہیں جن میں سرفہرست درج ذیل حضرات ہیں:

(۱) شیخ محمد رشید رضا — تفسیر المنار ۳/۲۶۱

(۲) شیخ فرید وجدی — دائرۃ معارف القرآن العشرین ۸/۷۹۵

(۳) شیخ شلتوت مصری — فتاویٰ الشیخ شلتوت

(۴) شیخ محمد عبدہ

(د) شیخ ابو عبیہ پیچھے تفصیل سے گذر چکا ہے۔

ان دونوں حضرات کا ذکر

ان حضرات کے انکار یا رد و کد کی تفصیلی بحث میں جائے بغیر یہاں ہم ایک نکتے کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ جب اسلامی قانون کے انتہائی اہم ذخیرے ''صحاح ستہ'' بالخصوص بخاری و مسلم میں سلسلہ دجال کی احادیث نقل کر دی گئی ہیں تو ہمارے لئے یہی از بس ہے اور کیوں نہ ہو؟ جب قانون اسلامی میں ان جلیل القدر محدثین کرام کی تخریج و توثیق پر اعتماد کیا جاتا ہے اور ہر دور میں امت کے ہر طبقے نے ان کو بلا نزاع اپنا حکم تسلیم کیا ہے تو عقائد اسلامی میں ان کی تخریج و توثیق پر اعتماد کیا جانا بھی ضروری ہے ورنہ آنے والا مؤرخ ایسے لوگوں پر قرآن کریم کی یہ آیت چسپاں کرنے پر مجبور ہوگا۔

﴿افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض﴾

جس کی آسان توضیح یوں کی جا سکتی ہے کہ اپنے مطلب کے لئے ہر ایک کو بخاری اور مسلم یاد آتی ہے اور جہاں کہیں اپنے نظریئے کے خلاف کوئی بات ہو تو اس کا فوراً انکار کر دیا جاتا ہے، یہ نہیں دیکھا جاتا کہ ابھی چند لمحے پہلے ہم اسی کے گن گا رہے تھے، اب ہماری نظریں کیوں بدل گئیں؟ زاویہ فکر یک لخت تبدیل کیوں ہو گیا؟

پھر دوسری عجیب بات یہ ہے کہ جو بات اپنے ذہن سے تجویز کر لی، اسی کو دوسروں پر مسلط کرنے کی کوششیں کی جانے لگیں حالانکہ اس کو تو کوئی بھی ضروری نہیں سمجھتا کہ انسان اپنے ذہن میں جس تصور کو جمائے وہ صحیح بھی ہو۔

مولانا مودودیؒ کا نظریہ خروج دجال

بعض حضرات نے مولانا مودودیؒ کو خروج دجال کے منکرین میں شمار کیا ہے لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے، خروج دجال کا وہ اقرار کرتے ہیں لیکن اس تصور کے مطابق جو ان کے ذہن میں تھا اور اس کے لئے انہوں نے جو خاکہ تجویز کیا تھا اس میں اگر کچھ

باتیں صحیح تھیں تو کچھ غلط نظریات کی آمیزش بھی ہوگئی تھی جس کی وجہ سے کچھ حضرات نے ان کو خروج دجال کے منکرین میں شمار کرلیا حالانکہ یہ بات غلط ہے چنانچہ ''علمی جائزہ'' میں مفتی محمد یوسف صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''ایک شخص نے دجال کے متعلق مولانا مودودی سے یہ سوال کیا کہ ترجمان القرآن میں کسی صاحب نے سوال کیا تھا کہ کانے دجال کے متعلق مشہور ہے کہ وہ کہیں مقید ہے تو آخر وہ کون سی جگہ ہے؟ آج دنیا کا کونہ کونہ انسان نے چھان مارا ہے، پھر کیوں کانے دجال کا پتہ نہیں چلتا؟

اس کا جواب آپ کی طرف سے یہ دیا گیا ہے کہ'' کانا دجال وغیرہ تو افسانے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔'' لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے کم از کم تیس روایات میں دجال کا تذکرہ موجود ہے جس کی تصدیق بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، شرح السنہ اور بیہقی کے حوالے سے ملاحظہ کی جاسکتی ہے، پھر آپ کا جواب کس سند پر مبنی ہے؟ مولانا نے اس سوال کا درج ذیل جواب دیا ہے:

جواب: ''میں نے جس چیز کو افسانہ قرار دیا ہے وہ یہ خیال ہے کہ دجال کہیں مقید ہے باقی رہا یہ امر کہ ایک بڑا فتنہ پرداز (الدجال) ظاہر ہونے والا ہے تو اس کے متعلق احادیث میں جو خبر دی گئی ہے، میں اس کا قائل ہوں اور ہمیشہ اپنی نماز میں وہ دعائے ماثورہ پڑھا کرتا ہوں جس میں منجملہ دوسرے تعوذات کے ایک یہ بھی ہے کہ ''اعوذبک من فتنة المسیح الدجال''

(رسائل ومسائل حصہ اول بحوالہ علمی جائزہ ص ۳۶۷)

اس عبارت میں مولانا مودودی نے جس صفائی سے خروج دجال کا اقرار کیا

ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے ان کی طرف ''انکار'' کی نسبت غلط ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ مولانا کو اس نکتے میں دیگر حضرات سے اختلاف ہے کہ دجال کہیں مقید ہے یا نہیں۔ مولانا مودودی کے نزدیک دجال کا کسی جزیرے میں مقید ہونا ایک افسانہ ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں، رائے کا یہ اختلاف اپنی جگہ لیکن مولانا مودودی کو منکرین خروج دجال میں شمار کرنا کسی طرح صحیح نہیں۔

قبل اس کے کہ ہم مولانا مودودی کی اس رائے پر کوئی تبصرہ نقل کریں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ''دجال'' سے متعلق مولانا مودودی کا عقیدہ خود انہی کی زبانی نقل کر دیں۔ مولانا فرماتے ہیں۔

> ''دجال کے متعلق جتنی احادیث نبی ﷺ سے مروی ہیں، ان کے مضمون پر مجموعی نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضور ﷺ کو اللہ کی طرف سے اس معاملے میں جو علم ملا تھا، وہ صرف اس حد تک تھا کہ ایک بڑا دجال ظاہر ہونے والا ہے۔ اس کی یہ اور یہ صفات ہوں گی اور وہ ان ان خصوصیات کا حامل ہوگا۔ لیکن آپ کو یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ کب ظاہر ہوگا اور کہاں ظاہر ہوگا اور یہ کہ آیا وہ آپ کے عہد میں پیدا ہو چکا ہے یا آپ کے بعد کسی بعید زمانے میں پیدا ہونے والا ہے۔ ان امور کے متعلق جو مختلف باتیں حضور ﷺ سے احادیث میں منقول ہیں ان کا اختلاف مضمون خود یہ ظاہر کرتا ہے اور حضور ﷺ کے طرز کلام سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے کہ وہ آپ نے بربنائے وحی نہیں بلکہ بربنائے ظن و قیاس ارشاد فرمائی ہیں۔ کبھی آپ نے یہ خیال ظاہر فرمایا کہ دجال خراسان سے اٹھے گا۔ کبھی یہ کہ اصفہان سے اور کبھی یہ کہ شام و عراق کے درمیانی علاقہ سے پھر کبھی آپ نے ابن صیاد نامی اس یہودی بچے پر جو مدینہ میں (غالباً ۲ یا ۳ ہجری میں) پیدا ہوا

تھا، یہ شبہ کیا کہ شاید یہی دجال ہو۔ اور آخری روایت ہے کہ سن ۹ ہجری میں جب فلسطین کے ایک عیسائی راہب (تمیم داری) نے آکر اسلام قبول کیا اور آپ کو یہ قصہ سنایا کہ ایک مرتبہ وہ سمندر میں (غالباً بحر روم یا بحر عرب میں) سفر کرتے ہوئے ایک غیر آباد جزیرے میں پہنچے اور وہاں ان کی ملاقات ایک عجیب شخص سے ہوئی اور اس نے انہیں بتایا کہ وہ خود ہی دجال ہے، تو آپ نے ان کے بیان کو بھی غلط باور کرنے کی کوئی وجہ نہ سمجھی، البتہ اس پر اپنے شک کا اظہار فرمایا کہ اس بیان کی رو سے دجال بحر روم یا بحرِ عرب میں ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ وہ مشرق سے ظاہر ہوگا۔

ان مختلف روایات پر جو شخص بھی مجموعی نظر ڈالے گا وہ اگر علم حدیث اور اصولِ دین سے کچھ بھی واقف ہو تو اسے یہ سمجھنے میں کوئی زحمت پیش نہ آئے گی کہ اس معاملہ میں حضور ﷺ کے ارشادات دو اجزا پر مشتمل ہیں۔

جزو اول یہ کہ دجال آئے گا، ان صفات کا حامل ہوگا اور یہ اور یہ فتنے برپا کرے گا، یہ بالکل یقینی خبریں ہیں جو آپ نے اللہ کی طرف سے دی ہیں۔ ان میں کوئی روایت دوسری روایت سے مختلف نہیں ہے۔

جزو دوم یہ کہ دجال کب اور کہاں ظاہر ہوگا اور وہ کون شخص ہے۔ اس میں نہ صرف یہ کہ روایات مختلف ہیں بلکہ اکثر روایات میں شک اور شبہ اور گمان پر دلالت کرنے والے الفاظ بھی مروی ہیں۔ مثلاً ابن صیاد کے متعلق آپ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ فرمانا کہ اگر دجال یہی ہے تو اس کے قتل کرنے والے تم

نہیں ہو۔ اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو تمہیں ایک معاہد کو قتل کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ یا مثلاً ایک حدیث میں آپ کا یہ ارشاد کہ اگر وہ میری زندگی میں آ گیا تو میں حجت سے اس کا مقابلہ کروں گا ورنہ میرے بعد میرا رب تو ہر مومن کا حامی و ناصر ہے ہی۔

اس دوسرے جزو کی دینی اور اصولی حیثیت ظاہر ہے کہ وہ نہیں ہو سکتی جو پہلے جزو کی ہے۔ جو شخص اس کی بھی تمام تفصیلات کو اسلامی عقائد میں شمار کرتا ہے وہ غلطی کرتا ہے۔ بلکہ اس کے ہر حصے کی صحت کا دعویٰ کرنا بھی درست نہیں ہے۔ ابن صیاد پر آپ کو شبہ ہوا تھا کہ شاید وہی دجال ہو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو قسم بھی کھائی تھی کہ یہی دجال ہے، مگر بعد میں وہ مسلمان ہوا، حرمین میں رہا، حالت اسلام میں مرا اور اس کی نماز جنازہ مسلمانوں نے پڑھی۔ اب اس کی کیا گنجائش باقی رہ گئی کہ آج تک ابن صیاد پر دجال ہونے کا شبہ کیا جاتا رہے؟ تمیم داری رضی اللہ عنہ کے بیان کو حضور ﷺ نے اس وقت تک تقریباً صحیح سمجھا تھا، مگر کیا ساڑھے تیرہ سو برس تک بھی اس شخص کا ظاہر نہ ہونا جسے حضرت تمیم رضی اللہ عنہ نے جزیرے میں محبوس دیکھا تھا یہ ثابت کرنے کے لیے کافی نہیں ہے کہ اس نے اپنے دجال ہونے کی جو خبر حضرت تمیم رضی اللہ عنہ کو دی تھی وہ صحیح نہ تھی؟ حضور ﷺ کو اپنے زمانہ میں یہ اندیشہ تھا کہ شاید دجال آپ کے عہد ہی میں ظاہر ہو جائے یا آپ کے بعد کسی قریبی زمانہ میں ظاہر ہو، لیکن کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ساڑھے تیرہ سو برس گزر چکے ہیں اور ابھی تک دجال نہیں آیا؟ اب ان چیزوں کو اس طرح نقل و روایت کیے جانا کہ گویا یہ بھی اسلامی عقائد ہیں، نہ تو اسلام کی صحیح نمائندگی

ہے اور نہ اسے حدیث ہی کا صحیح فہم کہا جا سکتا ہے جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں، اس قسم کے معاملات میں اگر کوئی بات نبی کے قیاس یا گمان یا اندیشے کے مطابق ظاہر نہ ہو تو یہ اس کے منصب نبوت میں ہرگز قادح نہیں ہے۔ نہ اس سے عصمت انبیاء کے عقیدے پر کوئی حرف آتا ہے اور نہ ایسی چیزوں پر ایمان لانے کے لئے شریعت نے ہم کو مکلف کیا ہے۔ اس اصولی حقیقت کو تابیر نخل والی حدیث میں نبی ﷺ خود واضح فرما چکے ہیں۔''

(رسائل و مسائل حصہ اول طبع ثانی ص ۴۷ تا ۵۰)

محترم مولانا مودودی کی اس عبارت کو سات نکات پر تقسیم کر کے یہاں اس پر مختصر تبصرہ نقل کیا جاتا ہے۔

(۱) دجال کے بارے میں حضور ﷺ کا مبلغ علم صرف اتنا تھا کہ ''ایک بڑا دجال ظاہر ہوگا جس کی فلاں فلاں خصوصیات ہوں گی''۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مولانا مودودی کے بقول حضور ﷺ اور ایک عام امتی کے علم میں کوئی فرق نہیں حالانکہ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر نبی نے اپنی اپنی قوم کو دجال کے فتنے سے ڈرایا ہے، قوموں میں ''یہودی'' ایک قدیم ترین قوم ہے اس لئے نزول قرآن سے قبل اور بعثت محمدی سے بہت پہلے ان کو ''دجال'' کا علم ہونا ضروری ہے اس اعتبار سے اس میں حضور ﷺ اور ایک یہودی کے درمیان بھی کوئی فرق باقی نہیں رہ جاتا جو کہ ظاہر ہے بدیہی البطلان ہے۔

(۲) ''آپ ﷺ کو یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ کب ظاہر ہوگا اور کہاں ظاہر ہوگا؟'' مولانا مودودی کے اس جملے سے اس حد تک تو اتفاق کیا جا سکتا ہے کہ ماہ و سن کی تعیین کے ساتھ خروج دجال کا تذکرہ احادیث مبارکہ میں نہیں ملتا، وجہ اس کی ظاہر ہے کہ خروج دجال علامات قیامت میں سے ایک اہم ترین علامت ہے اور قیامت کا حقیقی اور یقینی علم کسی مخلوق کو عطا نہیں کیا گیا اس لئے خروج دجال کا وقت اور مقام متعین نہ ہونا

ظاہری سی بات ہے۔

لیکن اگر اس جملے کا یہ مطلب ہوگا کہ خروج دجال سے قبل ظہور پذیر ہونے والی علامات، یا مقامات ورود دجال سے آپ کو آگاہی نہیں دی گئی تھی تو یہ احادیث صحیحہ صریحہ سے اظہار عدمِ علم کی ایک خوبصورت شکل ہے چنانچہ زیر مطالعہ کتاب میں خروج دجال کب ہوگا، کہاں سے ہوگا؟ کے عنوانات اس جملے کو حل کرنے کے لئے بہت کافی ہوں گے۔

یہاں اس بات کو مکرر ذکر کر دینا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر مقام خروج دجال کی روایات میں اختلاف پایا جاتا ہے تو وہ ''تعدد امکنہ'' پر محمول ہے جیسا کہ عنقریب آتا ہے۔

(۳) ''حضور ﷺ کو یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ دجال آپ کے عہد میں پیدا ہو چکا ہے یا آپ کے بعد کسی بعید زمانے میں پیدا ہونے والا ہے۔'' مولانا کا یہ جملہ باعثِ حیرت ہے کیونکہ اگر دجال کے بارے میں آپ ﷺ کو یہ علم نہیں دیا گیا تھا تو پھر مسند احمد کی اس حدیث کا کیا مطلب ہے کہ بقول حضرت جابر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کو ہمیشہ ابن صیاد کے دجال ہونے کا خوف رہا، یا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی کیا توجیہ کی جائے گی ''واللہ لقد انذرہ نوح قومہ'' اور مجھے تو یہ بات بہت عجیب محسوس ہوتی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کسی فرضی چیز سے اپنی قوم کو خوف و ہراس میں مبتلا کر دیں۔

آخر شیخ خالد بن محمد بن عثمان نے حدیث مذکور سے بلاوجہ تو یہ استنباط نہیں کر لیا کہ دجال تو بعثت نبوی سے پہلے بھی موجود تھا ورنہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا اس سے ڈرانا چہ معنی دارد؟ ملاحظہ ہو سلسلہ دجال کی احادیث میں امام قرطبیؒ کی تحقیق پر شیخ خالد کی تعلیق۔ (المسیح الدجال ونزول عیسیٰ ابن مریم ص ۵۸)

اگر مان بھی لیا جائے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اپنے فہم کی بات ہے کہ وہ یہ سمجھتے تھے، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما

وغیرہ صحابہ کی احادیث میں اس شک کا بھی فائدہ نہیں مل سکتا کیونکہ وہ تو اس سلسلے کی نص صریح ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ مولانا مودودی کو بھی اس کی صحت سے انکار نہیں ہوگا کہ اصحاب صحاح نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۴) ''حضور ﷺ کے طرز کلام سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے کہ وہ آپ ﷺ نے بر بنائے وحی نہیں بلکہ بر بنائے ظن و قیاس ارشاد فرمائی ہیں۔'' اس موقع پر قطع نظر اس سے کہ کیا آپ ﷺ کی زبان وحی ترجمان سے وحی الٰہی کے علاوہ بھی کسی چیز کا صدور ہوسکتا تھا یا نہیں؟ اور یہ کہ آپ کی لسان اقدس پر وحی الٰہی کا حفاظتی پہرہ ہر وقت رہتا تھا یا کسی وقت اٹھ بھی جاتا تھا؟ جو بات یہاں قابل غور ہے وہ یہ کہ کیا ''خروج دجال'' کا نظریہ اسلامی عقائد کا حصہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو پھر اس میں ''بر بنائے ظن و قیاس'' ارشاد فرمانے کا کیا مطلب؟ اور خروج دجال کے وقت اور جگہ اور پیدائش کی تعیین اپنے رائے سے کرنا کہاں تک صحیح ہوسکتا ہے؟

محترم مولانا مودودیؒ کے اس جملے کا مطلب سمجھ سے باہر ہے کہ ''جو شخص اس کی بھی تمام تفصیلات کو اسلامی عقائد میں شمار کرتا ہے وہ غلطی کرتا ہے بلکہ اس کے ہر حصے کی صحت کا دعویٰ کرنا بھی درست نہیں ہے'' سوال تو یہ ہے کہ خروج دجال سے متعلق جزوی تفصیلات تک کی اسنادی صحت کو حضرات محدثین نے جو نقل فرمایا ہے کیا وہ غلطی پر ہیں؟ اور ان کا دعویٰ صحت درست نہیں ہے؟ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ حضرات محدثین کی علمی کاوشیں یوں ہی رائیگاں چلی گئیں اور ان کی شبانہ روز محنت کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوسکا۔

گذشتہ صفحات میں خروج دجال سے متعلق واردشدہ احادیث آپ پڑھ آئے ہیں جن میں سے اکثر صحاح ستہ کی روایات ہیں، کہیں کہیں کسی مقام پر دوسری کتابوں کی روایات بھی لی گئی ہیں لیکن ان میں سے ایک بھی ایسی نہیں ہے جس کے ضعیف ہونے پر حفاظ حدیث کا اتفاق ہو اس لئے مولانا مودودی کی اس بات سے متفق ہونا مشکل ہے۔

(۵) ''جزو دوم یہ کہ دجال کب اور کہاں ظاہر ہوگا اور وہ کون شخص ہے، اس میں نہ صرف یہ کہ روایات مختلف ہیں بلکہ اکثر روایات میں شک اور شبہ اور گمان

پر دلالت کرنے والے الفاظ بھی مروی ہیں۔'' کتب علم و فن کا ایک ادنیٰ سا طالب علم بھی یہ جانتا ہے کہ روایات میں اختلاف ہونا ان کی عدم صحت کی دلیل نہیں بلکہ یہ سائل کی حالت کا لحاظ کرنے پر محمول کیا جاتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جہات مختلف ہوتی ہیں، انسان ان کو ایک ہی جہت پر محمول کرتا ہے اور جب وہ سب ایک جہت پر منطبق نہیں ہو پاتیں تو ان کا انکار کر دیتا ہے چنانچہ ہمارے محترم بھی اس بات سے بخوبی واقف ہوں گے کہ ایک نابینا صحابی کو گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت دینا اور دوسرے نابینا صحابی کو اجازت نہ دینا اس کے علاوہ کس توجیہ کی بناء پر صحیح ہو سکتا ہے؟ بادیٔ النظر میں تو یہ ایک بہت بڑا اختلاف ہے لیکن حقیقت شناس کے لئے اس میں بھی امت کے لئے شفقت نبوی کا ایک پہلو روشن ہوتا ہے اسی طرح نزول عیسیٰ کے وقت اور مقام میں بھی عصر اور فجر، دمشق اور بیت المقدس کا اختلاف پایا جاتا ہے اور یقیناً اس کو دور کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی توجیہ نہیں ہو سکتی کہ اس کو مختلف اوقات پر محمول کر لیا جائے۔

رہی یہ بات کہ اکثر روایات میں شک اور شبہ اور گمان پر دلالت کرنے والے الفاظ بھی ہیں تو اس کا اصولی جواب ہم فیض الباری ج ۴ ص ۵۱۳ کے حاشیے سے تلخیصاً نقل کرتے ہیں اور وہ یہ کہ حافظ ابن دقیق العید نے ''الالمام'' سے نقل کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ اگر حضور ﷺ کسی ایسے امر کے متعلق کوئی خبر دیں جو عملی طور پر حکم شرعی نہ ہو تو کیا آپ کا اس میں کسی موقع پر سکوت اختیار فرمانا اس بات کی دلیل ہوگی کہ وہ بات واقعہ کے مطابق بھی ہے؟ جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن صیاد کے دجال ہونے پر آپ ﷺ کی موجودگی میں قسم کھائی اور آپ ﷺ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی، کیا آپ کا انکار نہ فرمانا ابن صیاد کے دجال ہونے کی دلیل بن جائے گا جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اس کی نسبت کر کے خود بھی اس پر قسم کھانے لگے تھے یا نہیں؟ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ''اقرب'' یہ ہے کہ آپ کا انکار نہ فرمانا ابن صیاد ہی کے دجال ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا اس لئے کہ اس مسئلے کا ماخذ اور مناط تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کا باطل پر

خاموشی اختیار کرنا متصور نہیں ہو سکتا اور باطل پر خاموشی اس وقت ہوگی جب "بطلان" کا تحقق ہوگا اور "بطلان" کیلئے صحت کا عدم تحقق کافی نہیں۔

اس بات کو ایک دوسرے انداز میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ کسی مقام پر حدیث میں تردد کا آجانا خود حضور ﷺ کے متردد ہونے پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ ہمیں جو تردد پیدا ہوگا وہ راویوں کے آپس کے اختلاف کی وجہ سے ہوگا اس لئے ممکن ہے کہ حضور ﷺ کے یہاں کوئی چیز ثابت ہو اور راویوں کے اختلاف کی وجہ سے ہم پر وہ مخفی ہو چنانچہ احادیث میں بکثرت اس کی نظیریں ملتی ہیں کہ ان کی مراد متعین نہیں کی جا سکتی، اس کی بنیادی وجہ یہی ہے۔

الغرض! اس شک اور شبہ کا فائدہ اٹھا کر مولانا مودودی کی بات کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا بالخصوص جب کہ شراح حدیث نے اس بات کی تصریح بھی کی ہے کہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دجال کے مقابلے کے لئے تیار کرنا چاہتے تھے اسی لئے وقتاً فوقتاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے احوال دجال بیان فرماتے رہتے تھے اور اسی وجہ سے آپ اس کے مقام خروج کی تعیین بھی نہیں فرماتے تھے تاکہ کہیں اس پر اعتماد کر کے بعد میں آنے والے لوگ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہ بیٹھ جائیں۔

تاہم منصب نبوت کے تقاضے پر عمل کرتے ہوئے زندگی کے آخری ایام میں آپ ﷺ نے اس کے متعلق تحقیقی اور شک وشبہ کے الفاظ سے بچ کر کچھ تفصیلات بھی ارشاد فرما دیں تاکہ بعد میں آنے والے لوگ اسی شبہ کا فائدہ اٹھا کر اس عقیدے سے دست کش نہ ہو جائیں۔

(۶) "اب اس کی کیا گنجائش باقی رہ گئی کہ آج تک ابن صیاد پر دجال ہونے کا شبہ کیا جاتا رہے؟" یہاں ہم اس بات کی یقین دہانی کرا دیں کہ عقیدۂ اسلاف میں ابن صیاد کو دجال قرار دینے والے گنتی کے چند افراد ہیں، جمہور امت نے اس کے دجال ہونے کو تسلیم نہیں کیا اس لئے بلا امتیاز سب کو ایک ہی ترازو میں تولنا درست نہیں، پھر دوسری بات یہ ہے کہ مولانا مودودی کی ساری تحریر کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ ابن

صیاد مر چکا ہے جب کہ صحیح روایات میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

﴿فقدنا ابن صیاد یوم الحرۃ﴾

''ہم نے حرہ کے دن ابن صیاد کو گم پایا۔''

الغرض! روایات صحیحہ کو دیکھتے ہوئے اس بات سے اتفاق کرنا مشکل ہے۔

(۷) ''تمیم داری رضی اللہ عنہ کے بیان کو حضور ﷺ نے اس وقت تک تقریباً صحیح سمجھا تھا، مگر کیا ساڑھے تیرہ سو برس تک بھی اس شخص کا ظاہر نہ ہونا جسے حضرت تمیم رضی اللہ عنہ نے جزیرے میں محبوس دیکھا تھا، یہ ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں کہ اس نے اپنے دجال ہونے کی جو خبر حضرت تمیم رضی اللہ عنہ کو دی تھی وہ صحیح نہ تھی؟''

مولانا مودودی کا یہ معصومانہ سوال فن حدیث سے جس اظہار عدمِ علم پر دلالت کر رہا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے، ایک طرف مولانا اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے بیان کو صحیح سمجھ لیا تھا، اور دوسری طرف تشکیک وتردد سے بھرپور یہ سوال بھی پوچھتے ہیں کہ اگر یہ خبر صحیح ہوتی تو اتنا طویل عرصہ گذر جانے کے باجود اب تک جزیرے میں محبوس شخص ظاہر کیوں نہیں ہوا؟

اگر ایسا سوال کوئی اور کرتا تو میں اس سے پوچھتا کہ ذرا مجھے اس حدیث کا مطلب تو سمجھا دو جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے اور قیامت کو دو انگلیوں کی طرح متصل بھیجا گیا ہے، آپ کے انتقال کو تو چودہ صدیاں گذر چکی ہیں اب تک قیامت آ کیوں نہیں چکتی؟

اگر ساڑھے تیرہ سو برس کا زمانہ اتنا ہی طویل ہے تو اب تک قیامت کو برپا ہوئے بھی ایک زمانہ گذر جانا چاہئے تھا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ واقعات وحقائق اس کے خلاف ہیں، پھر ہمارے اکابر کی ایک بہت بڑی جماعت بلکہ جمہور علماء کرام جزیرے میں محبوس اسی شخص کو دجال سمجھتے ہیں جس نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو اپنے دجال ہونے کی خبر دی تھی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ

عنہ کے اس بیان کو اپنی احادیث کے لئے بطور حجت و تائید کے پیش فرمایا اور اس موافقت ومطابقت پر اپنی مسرت کا اظہار بھی فرمایا۔

بالفرض اگر یہ بات غلط ہوتی تو حضور ﷺ کا اس کو بطور تائید ذکر فرمانا اور اس سے مسرور ہونا کہاں تک صحیح ہوسکتا ہے؟ جب کہ مولانا مودودی خود بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے بیان کو صحیح سمجھا تھا۔

آخر میں ایک مرتبہ پھر یہ عرض کردوں کہ مولانا مودودی ہمارے قابل احترام اور واجب تکریم بزرگ رہے ہیں، یہاں ان کے نظریات پر جو گرفت کی گئی ہے۔ العیاذ باللہ اس میں ان کی توہین یا تحقیر کا ادنی سا شائبہ بھی مؤلف کے ذہن میں موجود نہیں تاہم احقاق حق اور ابطال باطل چونکہ ایک فریضہ ہے اس لئے اپنی ناقص فہم کے مطابق اس کا تجزیہ کرنا ضروری محسوس ہوا۔

جناب شبیر احمد از ہر میرٹھی کا نظریہ خروج دجال

احادیث دجال کا تحقیقی مطالعہ پیش کرنے والے ان بزرگ کی تحریر کردہ کتاب کے عقب میں ان کے تعارف کا ایک جملہ ان کی شخصیت کو سمجھنے میں مدد دے گا۔

> ''وہ صاحب رائے اور مجتہد عالم ہیں، اصولاً حنفی ہونے کے باوجود تقلید جامد پر عامل نہیں، قرآن کی تفسیر اور حدیث کی شرح و توضیح میں انہوں نے کسی فقہی اسکول، کلامی مکتب فکر اور کسی جماعت و تنظیم یا شخصیت کی جامد پیروی نہیں کی، بلکہ خالص قرآن وسنت کی روشنی میں تحقیق کی ہے اور بغیر کسی خوف و تردد کے جرأت کے ساتھ اپنی علمی آراء وتحقیقات کا اظہار کیا ہے۔''

اگرچہ فاضل محترم کوئی ایسی معروف ومشہور شخصیت نہیں جن کے افکار و نظریات کی تجزیہ نگاری ضروری ہو لیکن یہ سوچ کر چند سطریں سپرد قلم کرنے کا داعیہ پیدا

ہوا کہ ہمارے ناشرین حضرات کو اس بات کی طرف متوجہ کیا جا سکے کہ وہ ہر کس و ناکس کی تحریرات کو کتابی صورت میں شائع کر کے اپنے نامہ اعمال کو بوجھل نہ کیا کریں، اگر اشاعتِ علم کا جذبہ قلب وجگر میں اتنا ہی موجزن ہو تو اکابر علماء کرام کی تحقیقات و تصنیفات کو عمدہ پیانے پر شائع کیا جائے تاکہ کسی کا فائدہ تو ہو۔ ورنہ جتنے لوگ اس قسم کی زائغانہ اور گمراہ کن کتابوں کو پڑھ کر گمراہ ہوں گے، ان سب کا وبال ان ناشرین پر بھی آئے گا اس لئے ناشرین کتب سے عموماً اور غزنی سٹریٹ کے ''دارالتذکیر'' کے مالکان سے میری یہ دردمندانہ گزارش ہوگی کہ آپ نے شبیر احمد ازہر صاحب کی جو کتاب شائع کی ہے، آئندہ اس کی اشاعت کا ارادہ ترک کر دیں اور مستند علماء کرام کی تحریرات کی اشاعت کا اہتمام کریں۔

ہم اپنے باتوفیق قارئین سے ابتداء میں ہی معذرت کرلیں کہ فاضل مذکور نے حضرات محدثین کے لئے جو نازیبا زبان استعمال کی ہے۔ صرف حوالہ کے طور پر ایک دو مقامات سے ہی نقل کی جائے گی ورنہ اس کے تصور سے ہی ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں چہ جائیکہ قلب وجگر میں وہ باتیں آئیں۔ چنانچہ فاضل مذکور اپنی کتاب کی ابتداء میں تحریر فرماتے ہیں۔

> ''افسوس کہ مسلمانوں میں راویان حدیث کا طبقہ خاص طور سے ایسا رہا ہے جس میں دجال قسم کے لوگ بہت تھے، مسیح دجال کے متعلق جو حدیثیں مروی ہیں وہ زیادہ تر ایسے ہی راویوں کی گھڑی ہوئی ہیں۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری اور امام مسلم بن حجاج قشیری ناقدان حدیث میں سے تھے، مگر ان دونوں بزرگوں سے بھی خروج دجال سے متعلق حدیثوں کو پرکھنے میں چوک ہوئی ہے۔ امام بخاری سے نسبۃً کم اور امام مسلم سے زیادہ، ضرورت ہے کہ اس سلسلے کی ایک ایک حدیث کو روایت و درایت کے مسلمہ معیار پر پرکھا جائے۔'' (احادیث دجال کا تحقیقی مطالعہ ص ۱۱)

اس کے بعد فاضل مذکور نے ایک ایک کر کے ۳۴ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات بمع ترجمہ وحوالہ نقل فرمائی ہیں اور حضرات محدثین تو کجا، بعض صحابہ پر بھی وہ زبان طعن دراز کی ہے کہ الامان والحفیظ۔

میں یہاں فاضل محترم سے اس پوری کتاب کو پڑھنے کے بعد صرف ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ مسلمانوں میں راویان حدیث کا کوئی ایسا طبقہ اگر ہو جو ان کی تحقیقات کے مطابق روایت و درایت کے مسلمہ معیار پر پورا اترتا ہو تو کیا وہ اس کی نشاندہی فرمائیں گے؟

عقل وخرد اس مقام پر پہنچ کر اپنا سر پیٹ لیتی ہے کہ مسلمانوں کے جس فن اسماء الرجال کی نظیر پیش کرنے سے مذاہب عالم عاجز وقاصر ہیں اور تو اور انگریز مصنفین نے اس سلسلے میں حضرات محدثین کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا ہے، آخر تاریخ کے ان اوراق کا کیا کیا جائے جن میں حضرات محدثین کے حزم و احتیاط کے پیش آمدہ حقیقی واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

کیا یحییٰ بن معین نے اپنے والد کی باب حدیث میں تضعیف نہیں کی؟ کیا جرح وتعدیل کے میدان میں محدثین کو اپنے گھربار سے دست کش نہیں ہونا پڑا، تاریخ اٹھا کر دیکھیں کہ ایک محدث نے ایک شخص پر جرح کی کہ اس کی روایت معتبر نہیں، اس شخص کے حمایتیوں نے ان محدث کا گھر جلا دیا کہ ان پر جرح کیوں کی؟ بڑی مشکل سے وہ محدث اپنی جان بچانے میں کامیاب ہو سکے لیکن اس حق سے دست بردار نہیں ہوئے۔

امام بخاریؒ کی سولہ سالہ طویل محنت وجدوجہد کس صاحب علم سے مخفی ہے، کیا عقل انسانی باور کر سکتی ہے کہ چھ لاکھ احادیث کے ذخیرے میں سے صرف ۷۵۶۳ احادیث بشمول مکررات جمع کرنے والی اس عبقری شخصیت سے غلطی ہو گئی اور وہ احادیثِ دجال کو فنی اور تحقیقی معیار پر صحیح طرح پرکھ نہ سکے جس کی وجہ سے چودھویں صدی کے محققین کو یہ محنت کرنا پڑ رہی ہے۔

پھر یہ نکتہ بھی خوب رہا کہ امام بخاریؒ سے یہ غلطی نسبتہً کم ہوئی ہے اور امام مسلمؒ سے زیادہ۔ حالانکہ اگر دیکھا جائے تو امام مسلم نے سلسلہء دجال کی احادیث ایک ہی جگہ اکٹھی ذکر کر دی ہیں جب کہ امام بخاریؒ نے اپنی عادت شریفہ کے مطابق مناسبت مقام کے لحاظ سے مختلف مواقع پر احادیث دجال کی تخریج کی ہے اور اگر ان تمام احادیث کو جمع کیا جائے جو صرف امام بخاریؒ نے اس سلسلے میں نقل کی ہیں تو ان کی تعداد امام مسلمؒ کی تخریج سے یقیناً زیادہ ہوگی پھر بھی امام بخاریؒ سے غلطی کم ہوئی ہے اور امام مسلمؒ سے زیادہ۔ شاید اس پیچیدگی کو فاضل مذکور حل فرما سکیں۔

اب آخر سے بھی فاضل مذکور کی تحقیق ملاحظہ فرما لیجئے۔

''پس دجال کے متعلق صرف دو ہی حدیثیں صحیح ہیں۔ ایک مغیرہ بن شعبہؓ کی یہ حدیث، اس کا پس منظر غالباً یہ ہے کہ دجال کذاب مسیلمہ کے متعلق طرح طرح کی باتیں عام اہل مدینہ میں ہونے لگی تھیں اور آنحضور ﷺ کی یہ دعا بھی معروف تھی کہ خدایا مسیح دجال کے شر سے میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ لوگوں کو خیال ہونے لگا کہ یہ مسیلمہ ہی وہ دجال کذاب ہے، مغیرہ بن شعبہؓ نے وہ باتیں سن کر آپ سے اس کے متعلق پوچھا تھا۔

دوسری صحیح حدیث آپ کی دعائے مذکور ہے جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمرو ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، اس دعا کا مطلب میں بتا چکا ہوں کہ مراد فتنہ گر و مفسد شخص ہے، کوئی بھی ہو کہیں بھی ہو، وہ کوئی خاص عجیب و غریب شخص نہیں ہے جس کے ظہور و خروج کی رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی ہو۔''

(احادیث دجال کا تحقیقی مطالعہ ص ۱۲۹، ۱۳۰)

مقام شکر ہے کہ خروج دجال کی دو حدیثیں ہی صحیح نکل آئیں ورنہ بظاہر اس کی

بھی امید نہیں تھی، گو کہ فاضل مذکور نے امت مسلمہ کے مجموعی جذبات کو ٹھیس ضرور پہنچائی ہے اور دجال کا لغوی معنی مراد لے کر اصطلاحی معنی سے یکسر منکر ہو گئے ہیں تاہم راقم الحروف کا احساس ہے کہ یہ "تقلید جامد" سے نکلنے ہی کی نحوست ہے۔ اعاذ نا اللہ منھا

﴿منکرینِ خوارق دجال﴾

بعض اہل علم حضرات نے خروج دجال کو تو اسلامی عقائد میں شمار کیا ہے لیکن دجال کے ہاتھوں ظاہر ہونے والے خوارق کو وہ خیالات، تمویہات اور شعبدہ بازی قرار دیتے ہیں۔ اس موضوع پر قدرے تفصیلی گفتگو نقل کی جا چکی ہے، تاہم یہاں اتنا مزید ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ اکابر محدثین و شراح نے خوارق دجال کے بارے میں ایک قول "شعبدہ بازی" کا بھی ذکر کیا ہے لیکن اس پر جزم کسی نے ظاہر نہیں کیا سوائے امام طحاویؒ، ابن حزم ظاھریؒ وغیرہ کے۔

متاخرین میں اگر کسی اہم شخصیت نے خوارق دجال کو شعبدہ بازی قرار دیا ہے تو وہ علامہ انور شاہ صاحبؒ ہیں جنہوں نے بڑی شد و مد سے خوارق دجال کے حقیقت ہونے کی تردید کی ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے بذل المجہود ج ۵ ص ۱۱۲ پر صرف دجال کے پہلے طویل دن کو شعبدہ بازی قرار دیا ہے، دیگر خوارق کے بارے میں ان کا یہ نظریہ نہیں ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے نظریئے کی تحقیق و توضیح سے پہلے حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ کی ایک تحریر کا حوالہ دینا میں ضروری سمجھتا ہوں تاکہ بات خوب واضح ہو جائے۔

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ "دجال کے ہاتھ پر ظاہر ہونے والے خوارق" کے عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

"جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا قیامت سے پہلے دجال کے ظہور سے

متعلق حدیث نبوی کے ذخیرہ میں اتنی روایتیں ہیں جن کے بعد اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ قیامت سے پہلے دجال کا ظہور ہوگا، اسی طرح ان روایات کی روشنی میں اس میں بھی کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ وہ خدائی کا دعوی کرے گا اور اس کے ہاتھ پر بڑے غیر معمولی اور محیر العقول قسم کے ایسے خارق عادت امور ظاہر ہوں گے جو بظاہر مافوق الفطرت اور کسی بشر اور کسی بھی مخلوق کی طاقت وقدرت سے باہر اور بالاتر ہوں گے..... مثلاً یہ کہ اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی (جس کا مندرجہ بالا حدیث میں بھی ذکر ہے) اور مثلاً یہ کہ وہ بادلوں کو حکم دے گا کہ بارش برسے اور اس کے حکم کے مطابق اسی وقت بارش ہوگی..... اور مثلاً یہ کہ وہ زمین کو حکم دے گا کہ کھیتی اگے، اور اسی وقت زمین سے کھیتی اگتی نظر آئے گی..... اور مثلاً یہ کہ جو خدا ناشناس اور ظاہر پرست لوگ اس طرح کے خوارق دیکھ کر اس کو خدا مان لیں گے ان کے دنیوی حالات بظاہر بہت ہی اچھے ہو جائیں گے اور وہ خوب پھولتے پھلتے نظر آئیں گے اور اس کے برخلاف جو مؤمنین صادقین اس کے خدائی کے دعوے کو رد کر دیں گے اور اس کو دجال قرار دیں گے۔ بظاہر ان کے دنیوی حالات بہت ہی ناسازگار ہو جائیں گے اور وہ فقر وفاقے میں اور طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا نظر آئیں گے..... اور مثلاً یہ کہ وہ ایک اچھے طاقتور جوان کو قتل کر کے اس کے دو ٹکڑے کر دے گا اور پھر وہ اس کو اپنے حکم سے زندہ کر کے دکھا دے گا اور سب دیکھیں گے کہ وہ جیسا تندرست وتوانا جوان تھا ویسا ہی ہو گیا.....

الغرض! حدیث کی کتابوں میں دجال کے ہاتھ پر ظاہر

ہونے والے اس طرح کے محیر العقول خوارق کی روایتیں بھی اتنی کثرت سے ہیں کہ اس بارے میں بھی کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ اس کے ہاتھ پر اس طرح کے خوارق ظاہر ہوں گے ..... اور یہی بندوں کے لئے امتحان اور آزمائش کا باعث ہوں گے۔

اسی طرح کے خوارق اگر انبیاء علیہم السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہوں تو ان کو معجزہ کہا جاتا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ انبیاء کرام کے وہ معجزات جن کا ذکر قرآن مجید میں بار بار فرمایا گیا ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ کا معجزہ شق القمر اور دوسرے معجزات جو حدیثوں میں مروی ہیں ... اور اگر ایسے خوارق انبیاء علیہم السلام کے متبعین مومنین، صالحین کے ہاتھ پر ظاہر ہوں تو ان کو کرامت کہا جاتا ہے جیسے کہ قرآن پاک میں اصحاب کہف کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے اور اس امت محمدیہ کے اولیاء اللہ کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں واقعات معلوم و معروف ہیں ...... اور اگر اسی طرح کے خوارق کسی کافر و مشرک یا فاسق و فاجر داعی ضلالت کے ہاتھ پر ظاہر ہوں تو ان کو استدراج کہا جاتا ہے، دجال کے ہاتھ پر جو خوارق ظاہر ہوں گے وہ استدراج ہی کے قبیل سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو دارالامتحان بنایا ہے، انسان میں خیر کی بھی صلاحیت رکھی گئی ہے اور شر کی بھی، اور ہدایت اور دعوت الی الخیر کے لئے انبیاء علیہم السلام بھیجے گئے اور اس کے نائبین قیامت تک یہ خدمت انجام دیتے رہیں گے اور اضلال اور دعوت شر کے لئے شیطان اور انسانوں اور جنات میں سے اس کے

چیلے چانٹے بھی پیدا کیے گئے جو قیامت تک اپنا کام کرتے رہیں گے...... بنی آدم میں خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ہدایت اور دعوت الی الخیر کا کمال ختم کر دیا گیا، اب آپ ہی کے نائبین کے ذریعے قیامت تک ہدایت وارشاد اور دعوت الی الخیر کا سلسلہ جاری رہے گا...... اور اضلال اور دعوت شر کا کمال دجال پر ختم ہوگا اور اس لئے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور استدراج ایسے غیر معمولی اور محیر العقول خوارق دیئے جائیں گے جو پہلے کسی داعی ضلال کو نہیں دیئے گئے۔ الخ" (معارف الحدیث ج ۴ ص ۱۲۷، ۱۲۸)

علامہ انور شاہ صاحب فیض الباری ج ۴ ص ۱۹ پر تحریر فرماتے ہیں۔

و اعلم أنه لايكون مع الدجال إلا تخيلاً ليس لها حقائق، فلا يكون لهاثبات، و إنما يراه الناس في أعينهم فقط (دجال کے ساتھ وہ کرشمہ ہوگا جیسا آج کل مداری راستہ میں دکھلاتا ہے اس میں پائیداری نہیں ہوتی)، ولكن نقل الشيخ المجدد السرهندي حكاية في ذلك تدل على أن تخيلات المشعبذين لها أيضا حقيقة، قال: إن رجلا جاء عند ملك، و قال له: إنه يريد أن يريه شعبذة، فأجازه، ففعل، حتى خيل إلى الناس أنه خلق حديقة نفيسة، فلما تمت تلك الحديقة، و هم ينظرون، أمر الملك أن يضرب عنقه، و هو لا يشعر به، و قد كان الملك سمع من أفواه الناس أن التخيل يتبع صاحبه، فإن قتل يبقى كما هو، فبقيت تلك الحديقة، حتى أكل منها؛ قلت: ولو كان الشيخ سمى هذا الملك، أو عين المكان، لكان في أيدينا أيضاً سبيل إلى تحقيقه،

حتی نعلم صدق الحكاية من كذبها، و يمكن أن يكون الشيخ الأجل قد بلغه ما بلغه من أفواه الناس، فانه لم ينقل مشاهدته بعينيه، و إنما نقل ما بلغ عنده، ففيه احتمال بعيد، و صرح الشيخ الأكبر في "الفصوص" أن في الإنسان قوة يخلق بها في الخارج ماشاء، و أراد، و قد اقربه اليوم أهل أوروبا أيضاً، و رأيت في رسالة تسمى (بديده و دانش) أن رجلا من أهل اوروبا قصد أن يذهب إلى موضع فلان، فوجد في ذلك المكان على اثره، مع أنه لم يتحرك من مكانه، فهذا تصور للخيال، فانه لم يذهب، ولا تحرك على مكانه، و لكن صار خياله مصوراً بقوته، إلا أن ما نقله الشيخ المجدد فوق ذلك، فانه يدل على بقاء هذا المخيل أيضاً، اما تصور الخيال، و تمثله، فمما لا ينكر، و قد اقربه ابن خلدون أيضاً أنه يمكن إنزال الصورة من المخيلة إلى الخارج، ثم ذكر حقيقته أنها لاتكون فيها إلا الكمية، ولا تكون فيها المادة.

قوله: [و أنه يجئ معه تمثال الجنة، و النار] و المراد من التمثال ما قررنا آنفاً، اى تخيلات المشعبذين، ....

جان لیجئے! کہ دجال کے ساتھ جو چیزیں ہوں گی وہ صرف تخیلات ہوں گے جن کی کوئی حقیقت نہ ہوگی اسی لئے ان کو دوام حاصل نہ ہوگا بلکہ صرف لوگوں کو دیکھنے میں ایسا محسوس ہوگا (دجال کے ساتھ وہ کرشمہ ہوگا جیسا آج کل مداری راستہ میں دکھلاتا ہے، اس میں پائیداری نہیں ہوتی) لیکن شیخ مجدد سرہندیؒ نے اس سلسلے میں

ایک حکایت نقل کی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شعبدہ بازوں کے تخیلات کی بھی حقیقت ہوتی ہے چنانچہ شیخ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کسی بادشاہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ میں آپ کو ایک شعبدہ بازی دکھانا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے اجازت دے دی تو اس نے اپنا کمال دکھانا شروع کیا اور لوگوں کو یہ محسوس ہوا جیسے اس نے بڑا عمدہ اور نفیس باغ بنایا ہو، لوگوں کے دیکھتے ہی دیکھتے ابھی باغ کی تخلیق مکمل ہوئی تھی کہ بادشاہ نے اس کی لاشعوری میں اس کی گردن مار دینے کا حکم دے دیا کیونکہ بادشاہ نے لوگوں کی زبانی سن رکھا تھا کہ تخیل اپنے خالق کے تابع ہوتی ہے اگر اسے قتل کر دیا جائے تو وہ چیز اسی طرح باقی رہتی ہے، چنانچہ وہ باغ باقی رہا اور بادشاہ نے اس کے پھل بھی کھائے۔

میں کہتا ہوں کہ اگر شیخ نے اس بادشاہ کا نام لیا ہوتا یا جگہ کی تعیین کی ہوتی، پھر بھی ہمارے ہاتھوں میں اس کی تحقیق کرنے کا راستہ موجود ہوتا اور ہم یہ معلوم کر لیتے کہ یہ حکایت سچی ہے یا جھوٹی اور عین ممکن ہے کہ شیخ نے یہ حکایت لوگوں کی زبانی سن کر آگے نقل کی ہو کیونکہ انہوں نے اپنا چشم دید مشاہدہ نقل نہیں کیا بلکہ لوگوں سے سنی ہوئی بات نقل کی ہے اس لئے اس میں اپنے مقصد کا اثبات احتمال بعید ہے۔

شیخ اکبر نے ''فصوص'' میں تصریح کی ہے کہ انسان میں ایک ایسی قوت ہے جس کے ذریعے وہ اپنے ارادے اور مرضی کے مطابق جو چیز چاہے، خارج میں پیدا کر سکتا ہے اور دور جدید میں اہل یورپ نے بھی اس کو ثابت کیا ہے اور میں نے خود ''دیدہ و دانش'' نامی ایک رسالہ میں پڑھا ہے کہ ایک یورپین نے کسی جگہ

جانے کا ارادہ کیا تو اپنی جگہ سے حرکت کئے بغیر وہ اسی لمحے اس مطلوبہ جگہ تک پہنچ گیا۔ اب یہ ایک خیالی تصور ہے کیونکہ وہ اس جگہ سے تو نہیں گیا بلکہ اس نے اپنی جگہ سے حرکت ہی نہیں کی البتہ اس نے اپنی فطری طاقت استعمال کی تو اس کا تخیل ایک خاص صورت میں ظاہر ہو گیا، اس کے باوجود شیخ مجدد سرہندیؒ کی ذکر کردہ حکایت تو اس سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ وہ اس تخیل شدہ چیز کی بقاء پر بھی دلالت کرتی ہے ہاں! کسی خیالی چیز کی تصویر اور تمثیل کا سامنے آجانا ان چیزوں میں سے ہے جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور ابن خلدون نے بھی اس حقیقت کا اقرار کیا ہے کہ خیالی چیز کو خارج میں تصویری شکل میں لانا ممکن ہے اور اس کی حقیقت یہ ذکر کی ہے کہ اس میں صرف کیفیت ہوتی ہے، مادہ نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔

''دجال کے ساتھ جنت اور جہنم کی تمثیل بھی ہوگی'' یہاں بھی تمثیل سے مراد وہی ہے جو ابھی ہم ذکر کر چکے یعنی شعبدہ بازوں کے تخیلات ....

یہاں سب سے پہلی بات تو یہ قابل غور ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے اس قول کا انتساب کسی بزرگ کی طرف نہیں کیا جس سے یہ معلوم ہوتا کہ یہ ان کی اپنی ایک رائے ہے اور علمی تحقیقات میں آراء کا اختلاف مشہور ومعروف ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اتنی بات تو حضرت شاہ صاحبؒ کو بھی تسلیم ہے کہ خیالی چیز کو خارج میں تمثیل کے طور پر پیش کیا جانا ناممکن ہے البتہ اس میں ''بقاء'' کا قائل ہونا مشکل ہے جب کہ شیخ سرہندیؒ اس میں ''بقاء'' کے بھی قائل ہیں اگر حضرت شاہ صاحبؒ کے قول کو تسلیم کر بھی لیا جائے تب بھی اس کو شعبدہ بازی سے تعبیر کرنا شاید مشکل ہو البتہ اس کو ''استدراج'' کہنا زیادہ موزوں ہوگا جیسے حضرت مولانا بدر عالم مہاجر مدنیؒ نے

تصریح کی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی حدیث میں جو" اھون علی اللہ من ذلک" کا لفظ ہے اس کے مفہوم اور مطلب میں حضرت شاہ صاحبؒ کو دیگر اکابر کی رائے سے اختلاف ہے اور ان کے نزدیک حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دجال کی حیثیت اتنی نہیں ہے کہ وہ اپنے ساتھ روٹیوں کے پہاڑ اور پانی کی نہریں لئے پھرا کرے بلکہ یہ صرف ایک شعبدہ بازی ہوگی جب کہ دیگر اکابر کے نزدیک حدیث کا مطلب وہ ہے جو ابن حجرؒ نے فتح الباری میں قاضی عیاض کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ اللہ کے یہاں دجال کی اتنی وقعت نہیں کہ وہ مسلمانوں کے دلوں میں کسی قسم کے شکوک و شبہات پیدا کر سکے اور ان کو گمراہ کر سکے۔ ہمارے اکابر نے اسی دوسری رائے کو ترجیح دی ہے اور حضرت شاہ صاحبؒ کی تحقیق کو ایک علمی تحقیق کے طور پر نقل کیا ہے۔ اس پر جزم ظاہر نہیں کیا۔ واللہ اعلم

باب ششم

فتنۂ دجال سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر

دجالی فتنہ سے بچاؤ کا راستہ، کیا موجودہ حالات کو خروج دجال کا پیش منظر قرار دیا جا سکتا ہے؟

﴿فتنہ دجال سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر﴾

اسلام اور دوسرے ازموں کے درمیان یہ چیز ایک حد فاصل کا کام دیتی ہے کہ اگر اسلام میں کسی چیز کا کوئی نقصان ذکر کر کے اس سے روک تھام اور ممانعت کے احکام جاری کئے جاتے ہیں تو انسانیت کو یوں ہی سسکتا اور بلکتا ہوا چھوڑ نہیں دیا جاتا بلکہ اس کا متبادل اور نعم البدل ضرور مہیا کیا جاتا ہے چنانچہ اس کی سینکڑوں مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں مثلاً اسلام میں سود کو ایک لعنت زدہ اور حرام فعل قرار دیا گیا ہے، اس کا متبادل اسلامی قانون میں آپ کو "مضاربت" کے نام سے مل جائے گا۔ اسلام میں زنا حرام ہے، اس کا متبادل نکاح موجود ہے، اسلام میں غصہ حرام ہے لیکن شجاعت اس کا متبادل موجود ہے۔

اسی طرح یہ بھی اسلام کی ایک خوبی ہے کہ جب وہ کسی چیز کے فتنے سے انسانیت کو آگاہ کرتا ہے اور اس کے مفاسد کو اپنے پیروکاروں کے سامنے کھولتا ہے تو اس سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر بھی ذکر کرنا وہ اپنا فرض سمجھتا ہے، چنانچہ آپ زیر بحث موضوع ہی کو لے لیجئے کہ اسلام میں فتنہ دجال کو کس قدر اہمیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے لیکن ذکر برائے ذکر پر اکتفاء کرنے کے بجائے اسلام نے اس فتنے سے بچاؤ کی مختلف عملی و علمی تدابیر بھی سکھائیں تاکہ وقت آنے پر کسی مسلمان کو کسی بھی قسم کی پریشانی نہ ہو۔

فتنہ دجال سے بچاؤ کی تدابیر کو ہم دو حصوں پر تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۱) علمی تدابیر

(۲) عملی تدابیر

علمی تدابیر درج ذیل ہیں۔

(۱) دجال کے ساتھ بشری تقاضے بھی لگے ہوں گے، کھانا پینا، سونا جاگنا، اٹھنا بیٹھنا، آنا جانا ان سب سے اس کو واسطہ پڑے گا جو اس کے دعویٰ ربوبیت کی تکذیب کے لئے کافی سے زیادہ ہوں گے۔

(۲) دجال کانا ہوگا۔

(۳) اس کی پیشانی پر کافر کا لفظ اس طرح لکھا ہوگا۔ ک۔ف۔ر۔

(۴) مرنے سے پہلے دنیوی آنکھوں سے دنیا کے اندر ہی کوئی شخص رویت باری تعالیٰ سے مشرف نہیں ہوسکتا تو دجال کیسے خدا ہوسکتا ہے؟ وہ تو سب کے سامنے ہوگا وغیرہ اور عملی تدابیر حسب ذیل ہیں۔

(۱) اسلام کو مضبوطی سے تھامنا

ضعیف الاعتقاد لوگ دجال کے فتنے میں مبتلا ہو جائیں گے، اس لئے اپنے آپ کو ایمانی اسلحہ سے مسلح کرنا اور حبل اللہ الوثقیٰ سے مضبوط تمسک ہی نجات مسلم کا سبب بن سکے گا۔

(۲) اعمال صالحہ میں مسابقت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مسند احمد کی یہ روایت ذکر کی جا چکی ہے کہ چھ چیزوں سے پہلے نیک اعمال کرلو، منجملہ ان کے ایک دجال بھی ہے اس لئے خروج دجال سے پہلے اپنے آپ کو اعمال صالحہ کی طاقت سے مضبوط کرنا ہوگا۔

(۳) دجال کے چہرے پر تھوک دینا

اگر دجال کا سامنا ہو ہی جائے تو پھر اپنی نفرت اور غیظ وغضب کا اظہار کرنے کے لئے اس کے چہرے پر تھوک دینا بھی بچاؤ کا ایک حیلہ ہوگا چنانچہ طبرانی میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد نبوی منقول ہے:

﴿فمن لقيه منكم فليتفل في وجهه﴾

''کہ تم میں سے جو شخص اس سے ملے، اسے چاہئے کہ وہ اس کے چہرے پر تھوک دے۔''

(۴) دجال کے شر سے پناہ مانگنا

حضرت ابوقلابہ کی یہ حدیث عنقریب گذر چکی ہے کہ جس شخص کا دجال سے آمنا سامنا ہو جائے اگر وہ یہ کہہ دے کہ ''تو ہمارا رب نہیں، ہمارا رب اللہ ہے، اسی پر ہمارا بھروسہ ہے اور ہم اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیرے شر سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں'' تو دجال اس کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

(۵) نماز میں فتنہء دجال سے حفاظت کی دعا کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت گذر چکی ہے کہ حضور ﷺ نماز میں فتنہء دجال سے پناہ مانگا کرتے تھے، دعا کے الفاظ یہ ہیں:

﴿اللھم انی اعوذبک من عذاب القبر، و اعوذبک من فتنة المسیح الدجال، و اعوذبک من فتنة المحیا والممات﴾

جن حضرات کو یہ دعا یاد نہ ہو، وہ اس کو یاد کریں اور نماز میں ''رب اجعلنی مقیم الصلوۃ'' پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھ کر سلام پھیرا کریں۔

(۶) سورۂ کہف کا یاد کرنا

قرآن کریم کے پندرہویں پارے میں دوسرے نصف سے یہ سورت شروع ہوتی ہے اور سولہویں پارے کے تیسرے رکوع پر جا کر ختم ہوتی ہے، اس سورت کی برکات بیشمار ہیں اور اس سے بڑھ کر برکت کیا ہوگی کہ جو شخص اس سورت کو یاد کر لے وہ فتنہء دجال سے محفوظ اور مامون ہو جائے گا۔

بعض روایات میں یہ فضیلت پوری سورۂ کہف پڑھنے پر وارد ہوئی ہے، بعض میں سورۂ کہف کی ابتدائی دس یا تین آیات کا ذکر ہے اور بعض میں آخری دس یا تین کا ذکر ہے اس لئے بہتر تو یہ ہے کہ پوری سورۂ کہف ہی یاد کر لی جائے، لیکن اگر ایسا کرنا

ممکن نہ ہو تو ابتداء اور اختتام کی دس دس آیتیں یاد کرلی جائیں، ہارے درجے میں کم از کم تین آیات تو ہر مسلمان لازماً یاد کرے اور اپنے بچوں اور ماتحتوں کو اس کی طرف خوب اہتمام کے ساتھ متوجہ کرے۔

(۷) حرمین شریفین کی رہائش اختیار کرنا

چونکہ دجال کا داخلہ حرمین شریفین میں ممنوع ہوگا اور وہاں اس کی فتنہ انگیزی کا اثر نہیں پہنچے گا، اس لئے جو شخص فتنہء دجال سے بچنا چاہے اور استطاعت بھی رکھتا ہو، وہ ان دونوں شہروں میں کسی ایک کی سکونت اختیار کر لے، گو آج کل بظاہر سعودی عرب کے ویزے میں دشواری تو پیش آتی ہے، پھر خاص حرمین شریفین میں رہائش کا مسئلہ اور بھی اہمیت اختیار کر جاتا ہے لیکن کوشش کی جائے تو اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہیں۔

(۸) دجال کے قرب سے بچنا

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان اگر کوئی عجیب وغریب خبر سنے تو اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوتا ہے، اسی طرح جب خروج دجال کی خبر مشہور ہوگی تو لوگ چاہیں گے کہ ذرا اپنی آنکھوں سے جا کر دیکھیں تو سہی کہ دجال کیسا ہوتا ہے؟ ہم نے کون سا اس کی بات ماننی ہے؟ جو شخص یہ سوچ کر اس کے قریب چلا گیا تو واپسی پر اس کے دل میں شکوک وشبہات کا ایک جال بچھ چکا ہوگا اس لئے ہر ممکن کوشش کرے کہ اس سے دور رہے۔

(۹) تسبیح وتکبیر وتہلیل

چونکہ خروج دجال کے وقت مسلمانوں کی غذا ہی تسبیح وتکبیر ہوگی اس لئے اس کا کثرت سے اہتمام کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی فتنہء دجال سے حفاظت فرمائیں۔ آمین

﴿دجال کی ہلاکت پر ایک شبہ اور اس کا جواب﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان دنیا سے نزول اجلال فرمائیں گے تو اس کا سب سے بڑا مقصد دجال کو اس کے عبرت ناک اور منطقی انجام سے دوچار کرنا ہوگا اور دوسرا بڑا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ اور دین اسلام کی ترویج و اشاعت ہوگی جس کے لئے وہ کفار کو دعوتِ اسلام پیش کریں گے اور بصورت انکار ان سے جہاد کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہودیوں کو چن چن کر قتل کروا دیں گے۔

احادیث کے مطابق نزول کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایسی طاقت دی جائے گی کہ جس کافر پر آپ کے سانس کی ہوا پہنچے گی وہ وہیں مر جائے گا، بہت سے کافر اور یہودی دم عیسوی کی وجہ سے ہی ہلاک ہو جائیں گے، بقیہ میں بھگدڑ مچ جائے گی، کوئی دیوار کے پیچھے پناہ ڈھونڈے گا تو کوئی درخت کو جائے پناہ بنائے گا لیکن اس دن انہیں کہیں پناہ نہ مل سکے گی اور دم عیسوی سے بچ کر بھاگنے والے، مسلمانوں کی تیغ خار اشگاف کا شکار ہونے لگیں گے اور شجر و حجر اس سلسلے میں ان کی نشاندہی کر کے مسلمانوں کے ساتھ تعاون کریں گے اور یوں عالمی یہودی حکومت کا محل گھروندا بن کر زمین پر آرہے گا۔

اس موقع پر یہ سوال ذہن میں آسکتا ہے کہ جب ''دم عیسوی'' کی اتنی تاثیر ہے تو پھر دجال کو قتل کرنے کی کیا ضرورت ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کا اثر پہنچتے ہی اسے مر جانا چاہئے، نیزے سے قتل کرنے کا کیا مطلب؟

اس سوال کا جواب اگرچہ ضمناً کئی مرتبہ گذر چکا ہے لیکن صراحۃً دوبارہ ذکر کیا جا رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر دجال کو قتل کئے بغیر چھوڑ دیں تب بھی وہ صرف انہیں دیکھ کر ہی نمک کی طرح پگھلنا شروع ہو جائے گا جیسا کہ روایات میں آتا ہے معلوم ہوا کہ دم عیسوی کا اثر دجال پر بھی ہوگا جس کی تاب نہ لاکر وہ پگھلنا شروع ہو

جائے گا اور وہاں سے بھاگ کھڑا ہوگا اور چونکہ تقدیر خداوندی میں اس کا قتل "حربہ عیسیٰ" سے ہونا لکھا جا چکا ہے اس لئے وہ دم عیسوی سے ہلاک نہ ہوگا۔

رہی یہ بات کہ سانس تو بے تکلف حضرت عیسیٰ علیہ السلام لے رہے ہوں گے، اس سے کافروں کا ہلاک ہو جانا اور مسلمانوں کا محفوظ رہنا تعجب خیز بات ہے؟ آخر سانس میں اتنی طاقت کہاں سے آئی کہ وہ کافر اور مسلم کی شناخت کر سکے؟ اس کا جواب ایک مثال سے بخوبی سمجھ میں آ سکتا ہے اور وہ یہ کہ جس طرح مقناطیس لوہے اور دوسری دھاتوں میں فرق کر لیتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس میں بھی یہ تاثیر پیدا فرما دیں گے۔

تاہم روایات سے اس کا ثبوت نہیں مل سکا کہ "دم عیسوی" کی یہ تاثیر ہمیشہ رہے گی اس لئے اگر یاجوج ماجوج اس تاثیر سے ہلاک نہ ہوں تو محل تعجب یا مقام اعتراض نہیں۔

کیا موجودہ حالات کو خروج دجال کا پیش منظر قرار دیا جا سکتا ہے؟

یہ سوال اپنی جگہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ دنیا کی اس محیر العقول ترقی اور زمانہ کی اس برق رفتاری کو آنے والے دجال کا پیش خیمہ قرار دینا کہاں تک درست ہو سکتا ہے؟ اور حالات حاضرہ کو سورۂ کہف پر چسپاں کر کے موجودہ مغربی حالات و واقعات کو "دجالی فتنہ" قرار دینا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے؟

اس سوال کا جواب تو حضرت مولانا بدر عالم مہاجر مدنیؒ کے حوالے سے آگے نقل ہوگا لیکن یہاں یہ ذکر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ماضی قریب کی ایک علمی شخصیت نے سورۂ کہف کی تفسیر کے تناظر میں حالات حاضرہ ہی کو دجالی فتنہ کے نمایاں خدوخال قرار دینے کی سعی بلیغ کی ہے تاہم یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ خروج دجال کے لئے احادیث طیبہ کے اندر جو علامات اور نشانیاں ذکر کی گئی ہیں۔ ان کا دور دور تک نام و

نشان نہیں جیسا کہ ''علامات خروج دجال'' کے تحت ان نشانیوں کا تذکرہ ہو چکا، اس لئے ان حالات میں کسی بھی مشرقی یا مغربی ملک کی مادی اور تمدنی ترقی کو دجالی فتنہ کے نمایاں خدوخال قرار دینا بظاہر صحیح نہیں ہے جیسا کہ حضرت مہاجر مدنیؒ کی تقریر سے واضح ہوگا۔

اسی طرح مختلف اوقات میں مختلف جماعتوں کی طرف سے یہ نظریہ پیش کیا جاتا رہا ہے کہ فلاں شخص ''دجال'' ہے یا فلاں قوم ''دجال کی پیروکار'' ہے چنانچہ کوئی کلنٹن سابق امریکی صدر کو ''دجال'' کہتا رہا اور کوئی موجودہ امریکی صدر بش کو ''دجال'' قرار دینے پر مصر ہے، اسی طرح بعض لوگ ترکوں کو پیروکاران دجال میں ابھی سے گھسیٹ رہے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ یہ رویہ صحیح نہیں ہے ورنہ اب تک کوئی دن ہم پر سال کے برابر گذر چکا ہوتا، کوئی دن مہینے کے برابر اور کوئی دن ایک ہفتے کے برابر، مگر ایسا نہیں ہوا، اسی طرح دیگر علامات بھی نہیں پائی گئیں مثلاً کانا ہونا، مقطوع الاذن ہونا، پیشانی پر کافر لکھا ہونا وغیرہ اس لئے بلاوجہ کسی کو احادیث میں وارد شدہ ''دجال'' کا مصداق قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

نوٹ: حضرت مولانا بدر عالم صاحبؒ کے حوالے سے یہ اقتباس ترجمان السنہ ج ۴ص ۴۲۵ تا ۴۲۸ سے ماخوذ ہے۔

دجالی فتنہ

یہ واضح رہنا چاہئے کہ وہ ''دجالی فتنہ'' جس کا حدیثوں میں تذکرہ آتا ہے اور جس سے تحفظ کا علاج سورۂ کہف کی تلاوت کرنا قرار دیا گیا ہے وہ اسی کے دور میں ظہور پذیر ہوگا جب کہ ایک طرف وہ خدائی کا دعویٰ اور اس سے پہلے رسالت کا دعویٰ کرے گا اور اس کے ساتھ ایسے خارق عادات افعال بھی دکھلائے گا جو بظاہر اس کے دعوے کے مؤید نظر آئیں گے اور اس وجہ سے بہت سے لوگوں کے ایمان متزلزل ہو جائیں گے ہمارے زمانے میں مادی ترقیات خواہ کتنی بھی ہو جائیں وہ سب مادی قوانین کے تحت

ہیں ان کو دجالی فتنہ سمجھنا بالکل بے محل بلکہ خلاف واقع بات ہے، اس میں شبہ نہیں کہ موجودہ زمانے میں جو جدید ایجادات سامنے آ رہی ہیں وہ عجیب سے عجیب تر ہیں لیکن موجودہ دنیا کی ترقی یافتہ قومیں سب ہی اس میں شریک ہیں اور اس سلسلہ میں ایک دوسرے سے مسابقت میں خوب سرگرم ہیں اور ابھی یہ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ اس میدان کا ہیرو کون ہے اس لئے بھی ان میں سے کسی کو دجالی فتنہ قرار دینا قبل از وقت ہے، بلکہ ان کو اس کے مقدمات میں شمار کرنا بھی صحیح نہیں۔ اس کا مقدمہ دینی جہل، ضعفِ ایمان اور طغیانی طاقتوں کا ہمہ گیر اقتدار ہے۔

حدیثوں میں صاف طور پر مذکور ہے کہ دجال خود یہودی النسل ہوگا اور اس کے تمام متبعین بھی سب یہود ہی ہوں گے اور من حیث القوم وہی اس پر ایمان لائیں گے اس لئے دجالی فتنہ کا مرکز درحقیقت یہود ہیں اور اس لئے ہمارے زمانے میں یہودی مملکت کا قیام اور ان کی متفرق طاقتوں کا ایک مرکز پر جمع ہونا اور اسی جگہ جمع ہونا جہاں عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور مقدر ہے، اگر اس کو دجالی فتنہ کا مقدمہ کہا جائے تو بجا ہوگا اب رہے نصاریٰ تو وہ ابھی تک عیسائیت کے کم از کم دعویدار ضرور ہیں، اور گو حیوانیت کے آخر نقطہ پر پہنچ چکے ہیں مگر ان کا زبانی دعویٰ اب بھی صلیب پرستی ہی کا ہے۔ ادھر روس گو مدعی الوہیت تو نہیں لیکن اس سے بڑھ کر خدائے برحق کا علی الاعلان منکر بھی کوئی نہیں۔ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کے بعد عیسائی تو ان پر ایمان لے آئیں گے جیسا کہ وان من اھل الکتاب (سورہ نساء) کی تفسیر میں آپ پہلے ملاحظہ فرما چکے ہیں اور یہودی ایک ایک کر کے قتل ہو جائے گا حتی کہ اگر وہ کسی درخت کی آڑ میں چھپ کر پناہ لینا چاہے گا تو وہ درخت بول اٹھے گا: ''دیکھو میرے پیچھے یہ یہودی ہے اس کو بھی قتل کر دو۔'' اس سوانح حیات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دجالی فتنہ کا تمام تر تعلق یہود کے ساتھ ہوگا۔ ہمارے زمانے کی مادی ترقیات کے ساتھ اس کا تعلق کچھ نہیں ہے اور نہ ان اقوام میں سے خاص طور پر کسی ایک

قوم کے ساتھ ہے جن کے ذریعہ یہ ترقیات سامنے آرہی ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ پھر سورۂ کہف کے اور اس فتنہ سے تحفظ کے درمیان ربط کیا ہے کہ اسی کی تلاوت کو اس سے تحفظ کا سبب قرار دیا گیا ہے تو اولاً اصولاً یہ سمجھ لیجئے کہ خوارق جس طرح خود سببیت اور مسببیت کے علاقہ سے باہر نظر آتے ہیں اسی طرح جو افعال ان کے مقابل ہیں وہ بھی سببیت کے علاقہ سے بالاتر ہوتے ہیں مثلاً "نظر کا لگنا" سب جانتے ہیں کہ یہ صحیح حقیقت ہے اور گو علماء نے اس کی معقولیت کے اسباب بھی لکھے ہیں مگر بظاہر اس کا کوئی سبب معلوم نہیں ہوتا اسی لئے بہت سے اشخاص تو اب تک اس کے قائل ہی نہیں اور اس کو صرف ایک وہم پرستی اور تخیل سمجھتے ہیں لیکن اس کے دفعیہ کے لئے جو صورتیں مجرب ہیں وہ بھی اکثر اسی طرح غیر قیاسی ہیں۔ اسی طرح سمی جانوروں کے کاٹنے کے جو منتر اور افسوں ہیں وہ اکثر یا تو بے معنی ہیں اور جن کے معنی کچھ مفہوم ہیں بھی ان میں سمیت دفع کرنے کا کوئی سبب ظاہر نہیں ہوتا۔ حدیثوں میں بہت سی سورتوں کے خواص مذکور ہیں مثلاً سورۂ فاتحہ کہ وہ بہت سے لاعلاج امراض کے لئے شفا ہے، اب یہاں ہر جگہ اس مرض اور اس سورت کے مضامین میں مناسبت پیدا کرنے کے لئے زمین و آسمان کے قلابے ملانا بیکار کی سعی ہے۔ پھر اس قسم کی ذہنی مناسبات انسانی دماغ ہر جگہ نکال سکتا ہے اس لئے ہمارے نزدیک اس کاوش میں پڑنا مفت کی دردسری ہے۔ لیکن با ایں ہمہ اگر سورۂ کہف اور دجالی فتنہ کے درمیان کوئی تناسب معلوم کرنا ہی ناگزیر ہو تو پھر بالکل صاف اور سیدھی بات یہ ہے کہ اصحابِ کہف بھی کفر و ارتداد کے ایک زبردست فتنہ میں مبتلا ہوئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ان کے دل مضبوط رکھے اور اسلام پر ان کو ثابت قدم رکھا جیسا کہ اس سورت کے شروع ہی میں ارشاد ہے:

"وربطنا علٰی قلوبهم اذ قاموا فقالوا ربنا رب السموات والارض لن ندعو من دونه الها لقد قلنا اذًا شططًا۔"

پس جس طرح صرف اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ محفوظ رہے تھے اسی طرح جب دجال کا سب سے زبردست ارتداد کفر کا فتنہ نمودار ہوگا اس وقت بھی صرف امدادِ الٰہی ہی سے لوگوں کے ایمان مضبوط رہیں گے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ اس سورۃ کا نزول کفار کی فرمائش پر ہوا تھا، اس لئے یہ قصے ان کے جواب میں ذکر کئے گئے ہیں اور اس مناسبت کا یعنی فتنہء دجال اور سورۂ کہف سے اس سے تحفظ کا کہیں ذکر نہیں آتا صرف ایک قیاس آرائی اور قافیہ بندی ہی کہا جا سکتا ہے اور جس کو حدیث و قرآن سے کوئی مناسبت نہ ہو وہ ان بے تکی باتوں میں پڑ سکتا ہے۔ دجال سے قبل یہی چند نشانیاں نہیں بلکہ بہت سی علامات مذکور ہیں جن کے اور دجال کے درمیان جوڑ لگانا ایک بڑی دردسری ہے یہاں قرآن کریم نے اپنی صفات میں سے جہاں اپنا ''قیم'' ہونا ذکر فرمایا ہے اور عیسائیت کی تردید فرمائی ہے وہ قرآن کے عام مضامین میں سے ایک اہم مضمون ہے جو متعدد اسالیب سے متعدد سُوَر میں مذکور ہے لیکن ان سُوَر کی تلاوت کو کہیں یاد نہیں آتا کہ دجالی فتنے کے تحفظ کے لئے شمار کیا گیا ہو، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہو نہ ہو اس سورۂ خاصہ میں کوئی سبب دوسرا ہوگا۔ ابھی آپ سن چکے ہیں کہ اس سورت کے اول میں چند اشخاص کے تحفظِ ایمان کی ایسی عجیب صورت مذکور ہے جس کو قرآن نے اپنے الفاظ میں یوں ادا فرمایا: و تحسبھم ایقاظاً و ھم رقود.

گو کہ یہ واقعہ قدرتِ الٰہیہ کے سامنے کچھ تعجب خیز نہ ہو لیکن ایک ضعیف البنیان انسان کے لئے ایک ایسا واقعہ ہے کہ اگر وہ اس کی نظروں میں تعجب خیز نظر آئے تو کچھ تعجب نہیں۔ اس واقعہ کو ذکر فرما کر قرآن کریم نے جو نتیجہ خود اخذ کیا ہے وہ اثباتِ قیامت ہے چنانچہ اس قصے کو پورا ذکر فرما کر ارشاد فرمایا: ''و کذلک اعثرنا علیھم لیعلموا ان وعد اللّٰہ حق و ان الساعۃ اٰتیۃ لاریب فیھا'' اور دجال کی طرف کہیں اشارہ تک یاد نہیں آتا، ہاں حدیث میں بیشک اس سورت کے اوائل کے ساتھ اس کے اواخر کا تذکرہ ملتا ہے۔ اب اگر اوائل میں کھینچا تانی کر کے عیسائیت کو دجال کا فتنہ

قرار دے ڈالا جائے تو پھر اس کے اواخر کے متعلق کیا کہا جائے گا جن میں عیسائیت کی تردید پر کوئی زور نہیں دیا گیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دجالی فتنے سے اور عیسائیت کی تردید سے یہاں کوئی تعلق نہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو اس فتنے میں روس عیسائیوں سے دو قدم آگے نظر آتا ہے تو پھر یہ بے جوڑ بات کہنے کی ضرورت کیا اور عیسائیوں کے تقدم کو اس کی انتہائی شناعت کے باوجود دجالی فتنہ قرار دے ڈالنے سے غرض کیا۔ اصل یہ ہے کہ بہت سی قومیں جب دجال کا ظہور نہ پاسکیں تو انہوں نے دجال کی احادیث کی پیش گوئیاں پورا کرنے کے لئے خواہ مخواہ کی یہ زحمت اٹھائی۔ یہ زحمت اس زحمت سے کم نہیں جنہوں نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول اپنے زمانے میں نہ دیکھ کر خود عیسیٰ ابن مریم بننے کی سعی ناتمام کی، اگرچہ ان کے اور عیسیٰ علیہ السلام کے مابین شہر اور نام اور کام اور محل دفن وغیرہ کا اختلاف ہی کیوں نہ ہو مگر اس پر بھی آخر کار انہوں نے ایک عیسیٰ ابن مریم تجویز ہی کر لیا اور لاکھوں انسانوں نے ان کی اس بدیہی غلطی میں تقلید ہی کر ڈالی۔ اسی طرح یہاں عیسائیوں کا جرم تو مسلم ہے مگر انہی کو دجالی فتنہ قرار دے ڈالنا پھر سورۂ کہف کی تلاوت کو اس سے تحفظ کا سبب سمجھ لینا یہ علمی غلطی ہے جس کا نہ احادیث سے کوئی پتہ لگتا ہے اور نہ تاریخ سے کوئی ثبوت۔ ہاں اگر صرف قیاس آرائی کافی ہو تو بات دوسری ہے، ورنہ عیسائیوں کو تو اُن پر ایمان لانا ہے۔ ہاں یہودیوں کو ان کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر جانا اور اس طرح ان دونوں قوموں کا حشر آنکھوں کو نظر آتا ہے۔ پھر دجالی فتنے کو ان پر منطبق کرنا کہاں تک صحیح ہوسکتا ہے؟ اگر کچھ گنجائش ہے اور دجالی فتنے کو کسی فریق پر منطبق کرنا ہی ہے تو یہود کے حق میں اس کا کوئی امکان پیدا ہوسکتا ہے اور بس۔

﴿احوال دجال کا خلاصہ﴾

دجال کے متعلق وارد شدہ احادیث اور تفصیلات کا ایک خلاصہ ہدیہ ناظرین

کرنا ضروری محسوس ہوتا ہے تاکہ کوئی موٹی باتیں تو ذہن میں رہ جائیں، اس کے لئے ہم مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی عبارت کا انتخاب کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے اس کا بہت اچھی طرح احاطہ کیا ہے چنانچہ آپ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

''دجال کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں اس کے حلیہ، اس کے دعویٰ اور اس کے فتنہ وفساد پھیلانے کی تفصیل ذکر فرمائی گئی ہے۔ چند احادیث کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

(۱) رنگ سرخ، جسم بھاری بھرکم، قد پستہ، سر کے بال نہایت خمیدہ، الجھے ہوئے، ایک آنکھ بالکل سپاٹ، دوسری عیب دار، پیشانی پر ''ک، ف، ر'' یعنی ''کافر کا لفظ'' لکھا ہوگا، جسے ہر خواندہ وناخواندہ مومن پڑھ سکے گا۔

(۲) پہلے نبوت کا دعویٰ کرے گا اور پھر ترقی کر کے خدائی کا مدعی ہوگا۔

(۳) اس کا ابتدائی خروج اصفہان خراسان سے ہوگا اور عراق و شام کے درمیان راستہ میں اعلانیہ دعوت دے گا۔

(۴) گدھے پر سوار ہوگا، ستر ہزار یہودی اس کی فوج میں ہوں گے۔

(۵) آندھی کی طرح چلے گا اور مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ اور بیت المقدس کے علاوہ ساری زمین میں گھومے پھرے گا۔

(۶) مدینہ میں جانے کی غرض سے احد پہاڑ کے پیچھے ڈیرہ ڈالے گا مگر خدا کے فرشتے اسے مدینہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔

وہاں سے ملک شام کا رخ کرے گا اور وہاں جا کر ہلاک ہوگا۔

(۷) اس دوران مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے اور مدینہ طیبہ میں جتنے منافق ہوں گے وہاں سے گھبرا کر باہر نکلیں گے اور دجال سے جا ملیں گے۔

(۸) جب بیت المقدس کے قریب پہنچے گا تو اہل اسلام اس کے مقابلے میں نکلیں گے اور دجال کی فوج ان کا محاصرہ کرلے گی۔

(۹) مسلمان بیت المقدس میں محصور ہو جائیں گے اور اس محاصرہ میں ان کو سخت ابتلاء پیش آئے گا۔

(۱۰) ایک دن صبح کے وقت آواز آئے گی "تمہارے پاس مدد آپہنچی" مسلمان یہ آواز سن کر کہیں گے کہ مدد کہاں سے آسکتی ہے؟ یہ کسی پیٹ بھرے کی آواز ہے۔

(۱۱) عین اس وقت جب کہ نماز فجر کی اقامت ہو چکی ہوگی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت المقدس کے شرقی منارہ کے پاس نزول فرمائیں گے۔

(۱۲) ان کی تشریف آوری پر امام مہدیؓ (جو مصلے پر جا چکے ہوں گے) پیچھے ہٹ جائیں گے اور ان سے امامت کی درخواست کریں گے مگر آپ امام مہدیؓ کو حکم فرمائیں گے کہ نماز پڑھائیں کیونکہ اس نماز کی اقامت آپ کے لئے ہوئی ہے۔

(۱۳) نماز سے فارغ ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دروازہ کھولنے کا حکم دیں گے۔ آپ کے ہاتھ میں اس وقت ایک چھوٹا سا نیزہ ہوگا۔ دجال آپ کو دیکھتے ہی اس طرح پگھلنے لگے گا جس طرح

پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔ آپ اس سے فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے میری ایک ضرب تیرے لئے لکھ رہی ہے جس سے تو بچ نہیں سکتا۔ دجال بھاگنے لگا مگر آپ "باب لد" کے پاس اس کو جا لیں گے اور نیزے سے اس کو ہلاک کر دیں گے اور اس کا نیزے پر لگا ہوا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔

(۱۴) اس وقت اہل اسلام اور دجال کی فوج میں مقابلہ ہوگا۔ دجالی فوج تہ تیغ ہو جائے گی اور شجر و حجر پکار اٹھیں گے کہ اے مؤمن! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے، اس کو قتل کر۔

یہ دجال کا مختصر سا احوال ہے، احادیث شریفہ میں اس کی بہت سی تفصیلات بیان فرمائی گئی ہیں۔"

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۸۰ تا ۲۸۲)

باب ہفتم

خروج دجال کی منتظر اقوام

یہود ونصاریٰ کا خروج دجال کا منتظر ہونا، اس مقصد کیلئے یہود کی مختلف سازشیں، امریکی ڈالر پر بنے ہوئے مونوگرام کے پس پردہ یہودی عقائد

خروج دجال کی منتظر اقوام

قیامت کے قریب کسی غیر معمولی اہمیت کے حامل شخص کے خروج اور نزول و ظہور کی منتظر اقوام تین ہیں اور تینوں سے اس کا وعدہ ان کی مذہبی اور مسلمہ کتب میں کیا گیا ہے، چنانچہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول کے منتظر ہیں کہ وہ تشریف لائیں، صلیب اور اس کے پجاریوں کے ناپاک وجود سے زمین کو پاک کریں، اپنے ازلی دشمنوں یہودیوں کو تہہ تیغ فرمائیں اور تمام فتنوں کی جڑ ''دجال'' کو جہنم رسید فرمائیں۔

گو کہ عیسائی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے منتظر ہیں لیکن وہ اپنے عقائد کے اعتبار سے یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں عیسائیت کی تبلیغ و ترویج اور اس کی اشاعت کے لئے نزول اجلال فرمائیں گے، حقائق کی دنیا میں اس کا کوئی ثبوت نہیں اور نہ اس میں کوئی وزن ہے۔

تیسری قوم ''یہود'' ہے جن کا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک ''قائم'' کا ظہور ہوگا جس کی عنداللہ مقبولیت کا یہ عالم ہوگا کہ اگر وہ دعا کے لئے صرف اپنے ہونٹوں کو حرکت دیدے تو ساری مخلوق پر موت طاری ہو جائے، یہودی اس شخص کو اپنے یہاں ''مسیح'' کے لقب سے ملقب کرتے ہیں اور ان کی مذہبی کتابوں میں ایسے شخص کے ظہور کا وعدہ ملتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہودی جس ''مسیح'' کے منتظر ہیں وہ مسیح تو ہوگا لیکن ''مسیح الضلالۃ'' اور اس کے اکثر پیروکار بھی یہودی ہوں گے۔ مسیح الہدیٰ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے جو یہودیوں کے اس ''منتظر'' کو قتل کرنے ہی کے لئے تو آسمان سے خصوصی نزول اجلال فرمائیں گے اور کسی یہودی کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے۔

اس موقع پر بے تکلف ایک نکتہ ذہن میں آیا ہے، سپرد قلم کرتا چلوں کہ اللہ

تعالیٰ نے بن باپ کے اس دنیائے رنگ و بو میں قدم رکھنے والے بچے ''عیسیٰ'' کو اپنی رسالت و پیغمبری کے عہدۂ جلیلہ پر فائز فرمایا تو ''یہودیوں'' کو اس عزت افزائی پر حسد ہوا، قوم یہود سازشی ہونے میں تو عالمی شہرت یافتہ ہے۔ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے راستے سے ہٹانے کے لئے سازشوں کے تانے بانے بننے شروع کر دیئے۔

چنانچہ اسی تناظر میں بعض یہودیوں نے حضرت مریم بتول صلوات اللہ و سلامہ علیہا پر تہمتیں دھرنا شروع کر دیں، آخر کوئی بھی غیرت مند شخص ہو اس کو اپنی ماں پر ''الزام تراشی'' کہاں برداشت ہو سکتی ہے، پھر ایک اولو العزم پیغمبر کی غیرت تو عام انسانوں سے کئی گنا ہوتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ''الزام'' کو برداشت نہ کر سکے، بارگاہ ایزدی میں ہاتھ اٹھا دیئے، پروردگار عالم نے اپنی اس عفیفہ بندی اور اپنے اولوالعزم پیغمبر کی لاج رکھی، الزام تراشی کرنے والوں کو بندر اور خنزیروں کی شکل میں تبدیل کر دیا گیا، یہ قرار واقعی سزا کی ایک جھلک تھی۔

جب انسان کی ازلی شقاوت کا فیصلہ ہو چکا ہو تو اس کے لئے بڑے سے بڑا معجزہ ہدایت کا سبب نہیں بن سکتا، کچھ یہی حال یہودیوں کے ساتھ بھی ہوا کہ اس معجزے کو دیکھ کر بجائے دین عیسوی کو قبول کرنے کے، الٹا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی سازشیں اور منصوبے گانٹھنے لگے۔

اللہ رب العالمین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے آسمانوں پر اٹھا لیا اور یہود کو مہلت دے دی کہ قیامت تک تم اپنے آپ کو مضبوط کرتے رہو، ساز و سامان اور اسلحہ کے جتنے انبار اکٹھے کر سکتے ہو، کر لو، افرادی اور مادی طاقتیں تمہارے تابع کر دی گئیں، حسب استطاعت ان کو مہیا کر لو، تمہیں ایک قیادت کی ضرورت ہوگی، ہم تمہیں قائد بھی مہیا کئے دیتے ہیں۔ دجال کی صورت میں ہم تمہارے لئے ایک لیڈر کا انتظام کر رہے ہیں جو دعوئ ربوبیت کا منتظر بیٹھے اپنے دانت پنجے تیز کرتا رہے گا۔

قیامت کے قریب چالیس دن کے لئے ہم تمہارے اس قائد و راہبر کو ظاہر

کریں گے جو تمہاری قیادت کرتا ہوا تمہیں جہنم کی طرف لے جائے گا اور عیسیٰ کو نازل کریں گے جو تمہیں اور تمہارے ضال و مضل قائد کو تہہ تیغ کر دیں گے، یہ سزا ہوگی عفیفہ طیبہ طاہرہ مریم پر الزام تراشی اور پیغمبر خدا عیسیٰ کو قتل کرنے کی سازشوں کی۔ اعاذنا اللہ منھا۔

مسیح منتظر اور یہود کی مذہبی کتب

اس مضمون کے تحت آنے والی تحریر ''النھایۃ فی الفتن والملاحم'' پر تعلیق و تخریج کا کام کرنے والے محترم جناب ابو محمد اشرف بن عبدالمقصود بن عبدالرحیم کے مقدمہ سے ماخوذ ہے اور قاہرہ سے مکتبۃ السنہ نے اس کو ''النھایۃ'' کے شروع میں لگا کر شائع کر دیا ہے۔

یہودیوں کی سب سے قدیم اور مذہبی و آسمانی کتاب تورات ہے جس کو یہودیوں کے علاوہ خود مسلمان بھی مقدس سمجھتے ہیں لیکن قابل افسوس امر یہ ہے کہ آج اصلی تورات کا کوئی نسخہ بھی دنیا میں موجود نہیں اور موجودہ تورات کو کسی طرح بھی آسمانی صحیفہ قرار دینا صحیح نہیں، تاہم یہودیوں کے یہاں موجودہ تورات بھی قابل تعظیم و احترام ہے اور وہ اس کو ''عہد نامہ عتیق'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

دوسری مقدس کتاب کو یہودیوں کے یہاں ''تلمود یا تالمود'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اصل میں ''تلموذ'' کو ''متن'' قرار دیا گیا ہے جس کا نام یہودیوں نے ''مشنا'' رکھا تھا، میلاد عیسوی کے قرن اول کے درمیان اور قرن ثانی کے اختتام پر فلسطین میں رہائش پذیر ہونے والے یہودی احبار و علماء کی ایک جماعت نے مل کر یہ ''متن'' تحریر کیا تھا، اس متن کی دو طویل شرحوں کا حوالہ ملتا ہے، نام تو دونوں کا ''جمارہ'' ہے لیکن ان میں سے ایک شرح ''فلسطین'' میں لکھی گئی ہے اور دوسری ''بابل'' میں۔

جن لوگوں نے ''تلموذ'' کو لکھا تھا، ان میں اکثریت ''فریسین'' نامی فرقے سے تعلق رکھتی تھی، یہودیوں کا یہ فرقہ حضرت مریم علیہ السلام پر بہتان طرازی میں سب

سے زیادہ مشہور تھا۔ ان لوگوں نے آپس میں بیٹھ کر ایک مشاورت کی اور یہ طے کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکفیر کرو اور ان کو ماننے سے انکار کر دو، اور اس کے مقابلے میں قرب قیامت آنے والے! مسیح دجال پر ایمان لاؤ اور اس نظریئے کی خوب اشاعت کرو۔

یہی وجہ ہے کہ تلمود اور محرف توراۃ کی تعلیمات مسیح دجال سے متعلق اخبار و قصص سے بھری پڑی ہوئی ہیں کہ وہ حضرت داؤد علیہ السلام کی نسل میں سے ہوگا، پوری دنیا پر حکمرانی کرے گا، اس کو خوارق کثیرہ عطا کئے جائیں گے، یہود و نصاریٰ اس کے متبعین ہوں گے، اور اس کی آمد پر یہود بلا کسی نزاع کے پوری بنی نوع انسانی کے منصب سیادت و قیادت پر فائز ہو جائیں گے اور یہودیوں کی ایک عالمی حکومت قائم ہو جائے گی۔

فائدہ

یاد رہے کہ تلمود اور تحریف شدہ تورات میں ''مسیح دجال'' کو ''مسیا'' کے نام سے یاد کیا گیا ہے جو دراصل ''مسیح'' ہی کی بگڑی ہوئی شکل ہے اور آئندہ جہاں بھی لفظ ''مسیا'' آئے گا، اس سے مراد یہی مسیح دجال ہوگا۔

یہودیوں کے یہاں بھی مسیا کے ظہور کی کچھ علامات مقرر ہیں۔

(۱) یہودیوں کا مجتمع ہو جانا

مسیا کا ظہور اس وقت ہوگا جب یہودی ایک مقام پر اکٹھے ہو جائیں گے چنانچہ یہودی آج کل انہی کوششوں میں معروف ہیں اور اسرائیلی حکومت اسی منصوبے کے لئے کارفرما ہے، اور روسی اتحاد یہودیوں کو مجتمع کرنے کے لئے جدوجہد میں مصروف ہے تاکہ یہودا اور سامرہ کو آباد کر سکیں اور اس کا وہ بار بار اعلان کرتے رہتے ہیں۔

علاوہ ازیں بعض احبار کہتے ہیں کہ یہودی اس وقت تک مجتمع نہیں ہو سکتے

جب تک کہ مسیا کا ظہور نہ ہو جائے۔ نیز بنی اسرائیل کی حکومت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکے گی جب تک کہ مسیا کا ظہور نہ ہو جائے۔ البتہ آخر زمانے میں ان کے اندر صیہونی طاقتوں نے اچل مچا کر کچھ بھیڑ جمع کر لی ہے لیکن بہرحال! حکومت وہ بھی اس کو تسلیم نہیں کرتے اور اب بھی یہودیوں کے احبار اسی مقام پر کھڑے ہیں کہ مسیا اس وقت تک ظاہر نہیں ہوگا جب تک یہودی متفرقات جمع ہو کر ارض مقدس فلسطین میں اکٹھے نہ ہو جائیں۔

(۲) یہودیوں کا دولت وثروت میں عروج

مسیا کے خروج کی دوسری علامت یہ ہے کہ یہودی دولت وثروت میں دوسری اقوام سے آگے نکل جائیں گے چنانچہ آج کل ہر شخص جانتا ہے کہ سود، دھوکہ اور فریب کے ذریعے جتنا مال و دولت یہود نے اکٹھا کر رکھا ہے اتنا کسی کے پاس نہیں اور وسیع و عریض سرنگوں میں محفوظ خزانوں کی ساری کنجیاں اور چابیاں یہودیوں کے پاس ہی ہیں۔

عالمی اقتصادیات اور معیشت پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ خروج دجال کی اس اہم علامت کے اسباب یہودیوں نے کس آسانی سے مہیا کر رکھے ہیں اور جتنے بھی عالمی بینک ہیں وہ سب یہود کے سخت پنجے میں جکڑے ہوئے ہیں۔ دنیا میں جتنے بھی بڑے بڑے بیت المال ہیں، یہودیوں کے زیر تسلط ہیں اسی طرح سونے کے اصل تجار، اس کو خزانوں کی صورت میں محفوظ اور جمع رکھنے والے اور اس کا نرخ مقرر کرنے والے بھی یہودی ہی ہیں۔

اصل لیکن تلخ حقائق کی منہ بولتی تصویر

آج کل امریکہ اپنے سپر پاور ہونے کو منوانے کے درپے ہے، پوری دنیا میں نیو ورلڈ آرڈر کے سہانے خواب دیکھ رہا ہے۔ ہمارے پاکستانی بھائی خصوصا اور دیگر

اسلامی ممالک کے مسلمان بھائی امریکہ کا ویزہ لینے کے لئے ایسے خواہشمند نظر آتے ہیں جیسے امریکہ میں داخل ہوتے ساتھ ہی جنت کی ٹکٹ مل جائے گی اور یوں بلا کھٹکے وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

امریکی حکومت پر بظاہر عیسائی قابض نظر آتے ہیں جب کہ پس پردہ یہود اپنی طاقت مجتمع کر رہے ہیں اور خود امریکہ قرضوں کے انتہائی گہرے دلدل میں اس طرح دھنس چکا ہے کہ اس کے لئے اس سے نکلنا ممکن نہیں رہا، چنانچہ خود انگریز مصنفین نے اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے۔

A Mountain of Debt

The nations of Israel (primarily the U.S. and former British Common wealth nations) are all going to fall and fail together, and when that occurs, the huge amount of debt we have accumulated will roll over us like a mammoth steamroller.

U.S. corporations and individuals are on a BORROWING BINGE of historic proportions, which is making them more vulnerable than at any time in history to a slowdown in the economy.

Because of relatively low interest rates, corporations are borrowing money and selling bonds like never before. Remember that bonds are simply LOANS to a corporation or government-- selling bonds is just another form of borrowing money, because it must be paid back.

U.S. non-financial corporations had accumulated a record $4.2 trillion in outstanding debt by September of 1999. That is up 12 percent from the same time period in 1998 and is an increase of a staggering 60 percent in the

last five years alone.

Corporations are not alone in this mountain of debt, because individuals Debt is the Achilles heel in today's high-flying American economy. Vast wealth is being accumulated on a crumbling foundation of massive debt. What will happen when the economy slows down? How will that debt repaid?

DEEPER THAN EVER IN DEBT

You need to understand the extremely vulnerable position this nation is in today. Here's a look at the nation's debt by the numbers:

$5.69 trillion The federal government's debt as of February 7.

$130 billion. The increase in debt for 1999.

$37 billion. The increase in debt so far in fiscal year 2000 (since September 30, 1999). If America's budget was actually balanced as they say, then the federal government's debt would not be rising! The present U.S. administration's "pie in the sky" budget projections for the next decade are just not going to happen!

$41 million. Amount the U.S. government pays PER HOUR IN INTEREST on the debt-- 24 hours per day, 7 days a week.

$3.3 trillion. Amount of INTEREST on its debt the U.S.government has paid in the lat 11 years.

$25 tillion. The total national debt, not including what the government owes to the Social Security trust fund.

government pensions and Medicare. This covers ALL U.S. debt: the sum of all recognized debt of federal, state, local governments; international debt; private household debt; business and domestic financial sectors' debt.

$1000,000. Te average share of the total national debt owed by every American man, woman and child.

''اسرائیلی حکومت (ابتدائی امریکی اور سابقہ برطانیہ کی دولت مشترکہ) تنزلی اور ناکامی کی طرف جا رہی ہے اور ایسا اس وقت ہوتا ہے جب بڑی تعداد میں جمع شدہ قرضے ہمیں اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔

امریکی تنظیمیں اور افراد روایتی انداز میں ٹھیک تناسب سے (متناسب) قرضے لے رہی ہیں جو انہیں ماضی کی نسبت موجودہ معیشت میں مزید شکستہ حال بنا رہی ہیں چنانچہ ان متعلقہ اور کم نرخ سود کی وجہ سے تنظیمیں قرضے لے رہی ہیں اور بانڈز بیچ رہی ہیں جب کہ اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا۔

یاد رکھیں! بانڈز بیچنا بھی ایک طرح کا حکومت یا تنظیم پر قرض ہوتا ہے کیونکہ بانڈز کی خرید و فروخت ایک قسم کا قرضہ ہوتی ہے جو واجب الادا ہوتا ہے۔

امریکی غیر معاشی تنظیمیں ستمبر 1999ء تک 4.2 کھرب ڈالر واجب الادا قرضے اکٹھے کر چکی ہیں جو کہ ایک ریکارڈ ہے اور 1998ء کے اتنے ہی عرصے سے 12% زیادہ ہیں اور صرف پچھلے سال کے عرصے میں یہ تناسب 60% بڑھ چکا ہے۔

قرضوں کے جال میں پھنسنا

پہاڑ جیسے ان قرضوں کے بوجھ تلے صرف امریکی تنظیمیں ہی نہیں دبی ہوئیں (بلکہ امریکی حکومت پر بھی ان کا دباؤ ہے) کیونکہ یہ قرضے تیزی سے ترقی کرتی امریکی معیشت میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں چنانچہ اب اس لڑکھڑاتی بنیادوں والی معیشت کے لئے وسیع پیمانے پر قرضے لئے جا رہے ہیں۔

جب معیشت ناکامی سے دوچار ہوگی تو کیا ہوگا؟ قرضے کس طرح ادا ہوں گے؟ (امریکہ کے لئے پریشان کن سوالات ہیں اور اب امریکہ) ہمیشہ سے زیادہ قرضوں کے بوجھ تلے (دبا ہوا ہے) چنانچہ آج آپ کو اس قوم کی انتہائی شکستہ (اور نازک) حالت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہاں اعدادی شکل میں امریکی قرضوں پر ایک نظر

(۱) ۵.۹ (پانچ اعشاریہ نو) کھرب ڈالر ۷ فروری تک وفاقی حکومت کے قرضے۔

(۲) ۱۹۹۹ء میں قرضوں کی یہ تعداد بڑھ کر ۱۳۰ بلین (دس کھرب) تک پہنچ گئی۔

(۳) (۳۰ ستمبر ۱۹۹۹ء کے بعد) ۲۰۰۰ء کے مالی سال میں ۳۷ بلین ڈالر کے قرضے مزید چڑھ گئے۔

اگر امریکی بجٹ واقعی متوازن ہو جیسا کہ وہ بیان کرتے ہیں تو وفاقی حکومت کے قرضوں میں یہ ہوش ربا اضافہ نہ ہوتا رہتا۔ اور موجودہ امریکی معاشی صورتحال اگلے دس سال کے لئے بنائے جانے والے بجٹ کے خاکے کے مطابق نہیں جا رہی ہے۔

(۴) امریکی حکومت ہر گھنٹے میں ۱۴۱ ملین ڈالر کی خطیر رقم سود کے طور پر ادا کرتی ہے اور اس طرح ایک دن کے ۲۴ گھنٹوں اور ہفتے کے سات دنوں میں یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔

(۵) ۳۳ کھرب ڈالر کی خطیر رقم امریکی حکومت پچھلے گیارہ سالوں میں صرف قرضوں پر عائد ہونے والے سود کے طور پر ادا کر پائی ہے۔

(۶) حکومت کا کل قرضہ ۲۵ کھرب ڈالر ہے۔

لیکن اس میں سوشل سیکورٹی ٹرسٹ فنڈ (معاشرتی فلاح و بہبود کا فنڈ) حکومتی پنشن (وظیفے) اور طبی سہولتوں کے قرضے شامل نہیں۔ بلکہ اس میں درج ذیل تفصیل ہے۔ وفاقی حکومت کے مجموعی قرضے، ریاستی اور صوبائی حکومتوں کے قرضے، غیر ملکی قرضے، نجی ذرائع سے حاصل ہونے والے قرضے، کاروباری اور معاشی ذرائع سے عائد ہونے والے قرضے۔

چنانچہ آج ہر امریکی مرد و عورت اور بچہ ملکی قرضے میں اوسطاً دس ہزار ڈالر کا حصہ دار ہے۔

(۳) مسیا کے ظہور کی تیسری علامت عالمی جنگ عظیم ہے جس کو عربی میں ''حرب التنین'' اور انگریزی میں armageddou کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہودیوں کی معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیا اس وقت ظاہر ہوگا جب ایک عالمی جنگ عظیم چھڑ جائے گی اور اس میں سکان عالم تقریباً دوتہائی ہلاک ہو جائیں گے۔

ظہور مسیا کی اس علامت کو پورا کرنے کے لئے ہر جنگ میں پس پردہ رہ کر یہودیوں نے اپنا کردار ضرور ادا کیا ہے چنانچہ قبل ازیں ہونے والی دونوں جنگ عظیموں میں یہودیوں کا کردار ایک واضح چیز ہے اور موجودہ عراقی ایرانی یا امریکی اور عراقی جنگ میں یہ چیز اور کھل کر سامنے آگئی ہے اور یہودی تیسری جنگ عظیم کے لئے جو تدبیریں اور چالیں سوچ رہے ہیں اور ان کو اپنے تیار کردہ خاکے اور خطوط کے مطابق رونما کرنے والے ہیں، وہ ایک ہولناک داستان ہے اور اس کا نتیجہ ایسے خوفناک حالات کی صورت میں ظاہر ہوگا کہ تاریخ انسانی اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز و قاصر ہوگی چنانچہ ''تلمود'' میں لکھا ہے۔

> ''باقی تمام امتوں پر بالآخر یہودیوں کو غالب کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جنگ اپنے قدم اور پنڈلی کے بل کھڑی ہو جائے (خوب بھڑک اٹھے) اور دو تہائی دنیا فنا ہو جائے، بعض اوقات اس جنگ کو ''حرب تنین'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں جانی نقصان بہت ہوگا، اس جنگ کے بعد یہودی سات سال اس حال میں گزاریں گے کہ فتح و نصرت ملنے کے بعد حاصل ہونے والے اسلحہ کو جلا دیا کریں گے اور اس جنگ کے فوراً بعد ہی مسیح کا ظہور ہو جائے گا، اور تمام سرزمین اس کے تابع فرمان ہو جائے گی اور اس طرح عالمی یہودی حکومت کا قیام عمل میں آئے

گا۔"

لیکن کیا ہم ایسے حالات سے دہشت زدہ ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ ان واقعات سے ہمیں کوئی گھبراہٹ اور پریشانی نہیں اس لئے کہ حضور ﷺ نے ہمیں یہودیوں کے منطقی انجام سے خوب خبردار فرمایا ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ قتل دجال کے بعد اگر کوئی یہودی کسی درخت یا پتھر کی اوٹ لینا چاہے گا تو وہ شجر و حجر پکاریں گے کہ اے بندۂ مسلم! یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے آکر اس کو قتل کر۔

لیکن یہ بھی اللہ کی حکمت ہے کہ ہر درخت اور پتھر تو مسلمانوں کے ساتھ تعاون کا فریضہ انجام دے رہا ہوگا جب کہ ایک درخت مسلمانوں کے دشمنوں کے لئے جائے پناہ اور ٹھکانا بنا ہوا ہوگا اور اس کا نام "غرقد" ہوگا۔

اسی وجہ سے یہودیوں کے علماء و احبار فلسطین میں اس درخت کے اگانے کی ترغیب دیتے رہتے ہیں تاکہ یہ آڑے وقت میں کام آسکے۔

ایک قابل توجہ امر

اس موقع پر ایک قابل توجہ پہلو کی طرف ہم آپ کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ آخر جب یہودیوں کو اس بات کا علم ہے کہ دجال کا ظہور ہوگا اور ایک مخصوص مدت تک ایک بے ذعب سے حکومت قائم ہو جائے گی لیکن بالآخر دجال بھی جہنم رسید ہوگا اور اس کی ذریت یہود بھی اس کی تابعداری کریں گے، فلسطین میں یہودی علماء نے "غرقد" نامی درخت کثرت سے لگانے کی ترغیب بھی خوب دی لیکن کسی یہودی کے دماغ میں یہ بات کیوں نہیں آئی کہ ہمیں اتنے جھنجھٹ کرنے کی کیا ضرورت ہے کہ شجر کاری کی اس مہم میں حصہ لیتے پھریں، بے گناہ مسلمانوں کے خون سے زمین کو رنگین اور اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کرتے رہیں، اس علاقے کو ہی چھوڑ دیں۔ کہیں اور جا کر بس جائیں، یہ بھی پتہ ہے کہ ہم نے یہیں مرنا ہے اور اسی جگہ کی بود و باش بھی اختیار کر رکھی ہے بلکہ اب تو ایک قدم بڑھ کر اپنے مسیحا کے استقبال کے لئے "باب لد" پر ایئرپورٹ بھی تعمیر کر لیا گیا

ہے، شاید ایئرپورٹ اور اس کی عمارت انہیں اور ان کے مسیحا کو حفاظت کے معاملے میں کام دے سکے لیکن یہ بات یقینی ہے کہ ایسا ہو نہیں سکے گا، کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ خروج دجال سے قبل اس سائنسی دنیا کا ہی اختتام ہو جائے اور حالات لوٹ پلٹ کر پھر اسی تیر وتفنگ کی طرف واپس ہو جائیں جہاں سے وہ نکلے تھے۔

گو کہ اب بھی اس ایئرپورٹ کا نام "لد" ہی رکھا گیا ہے لیکن عین ممکن ہے کہ اس وقت تک یہ اپنی اس کیفیت پر برقرار نہ رہ سکے، تاہم یہ بات غور طلب ضرور ہے کہ یہودی اب تک اس سوال کو حل کرنے کے لئے متوجہ کیوں نہیں ہوئے۔

یہودی عزائم

یہود پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بے جا فرمائشیں کرنے کی وجہ سے "ضربت علیهم الذلة و المسکنة" کی مہر بہت پہلے لگ چکی تھی، یہود نے اپنی اس ذلت کو مٹانے کے لئے ہمیشہ جوڑ توڑ اور تانے بانے بننے کا کام دیا ہے اور آج تک یہودی عزائم میں "وسیع اسرائیل" کا نظریہ موجود ہے گو کہ ایک انگریز مصنف بین گورین اپنی کتاب بیک ان ۱۹۱۹ء میں لکھتا ہے۔

Back in 1919 Ben-Gurion wrote: "It is neither desirable nor conceivable to expropriate the country's present inhabitants... That is not the purpose of Zionism." A decade later, he made the same point more lyrically: "According to my moral outlook we do not have the right to dispossess a single Arab child, even if we should achieve everything we wish for by virtue of such dispossession."

"اس کی کبھی بھی خواہش نہیں کی گئی اور نہ ہی یہ بات قابل فہم تھی کہ ملک کے موجودہ باشندوں کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا

جائے اور نہ ہی Zionism کا یہ ارادہ اور مقصد تھا"

تقریباً دس سال بعد بین گورین نے یہ نکتہ مزید وضاحت سے پیش کرتے ہوئے لکھا کہ "میرے اخلاقی نظریئے کے مطابق ہمیں کسی ایک عربی بچے کو بھی اس کے حقوق سے محروم کرنے کا حق نہیں تھا، اگر ہم یہ سب کچھ کرنے میں کامیاب ہوتے تو ہم لوگوں کو اس قسم کی محرومی سے دوچار کرنے کی نیکی ضرور کرتے۔"

ماضی قریب میں دو شخص اسرائیلی نقشہ پیش کرنے کے اعتبار سے زیادہ شہرت کے حامل ہوئے اور انگریز مصنفین کی کتابوں میں ان دونوں کا تذکرہ ملتا ہے چنانچہ ۱۹۰۴ء میں "تھیوڈور حرزی کا اسرائیل" نامی نظریہ مشہور ہوا، اور ۱۹۴۷ء میں "ربی فیچمین کا اسرائیل" نامی نظریہ زیادہ شہرت کا حامل ہوا۔

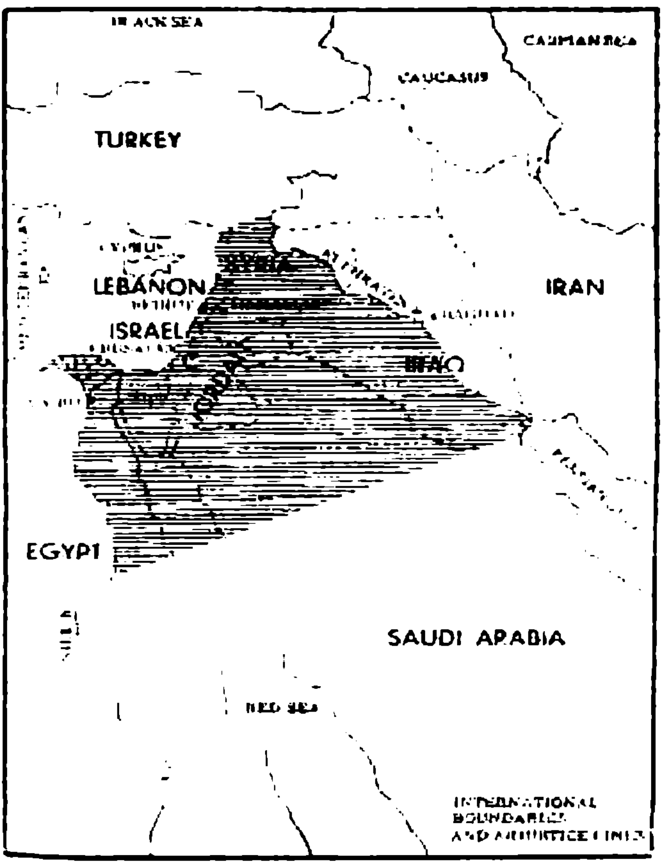
اصل میں تھیوڈور حرزی جو زین ازم کا بانی بھی تھا، اس نے اپنا ایک مکمل روزنامچہ لکھا تھا جس میں اس نے یہ بھی لکھا تھا کہ "یہودی ریاست کا رقبہ دریائے مصر سے لے کر دریائے فرات تک پھیلا ہوا ہے۔"

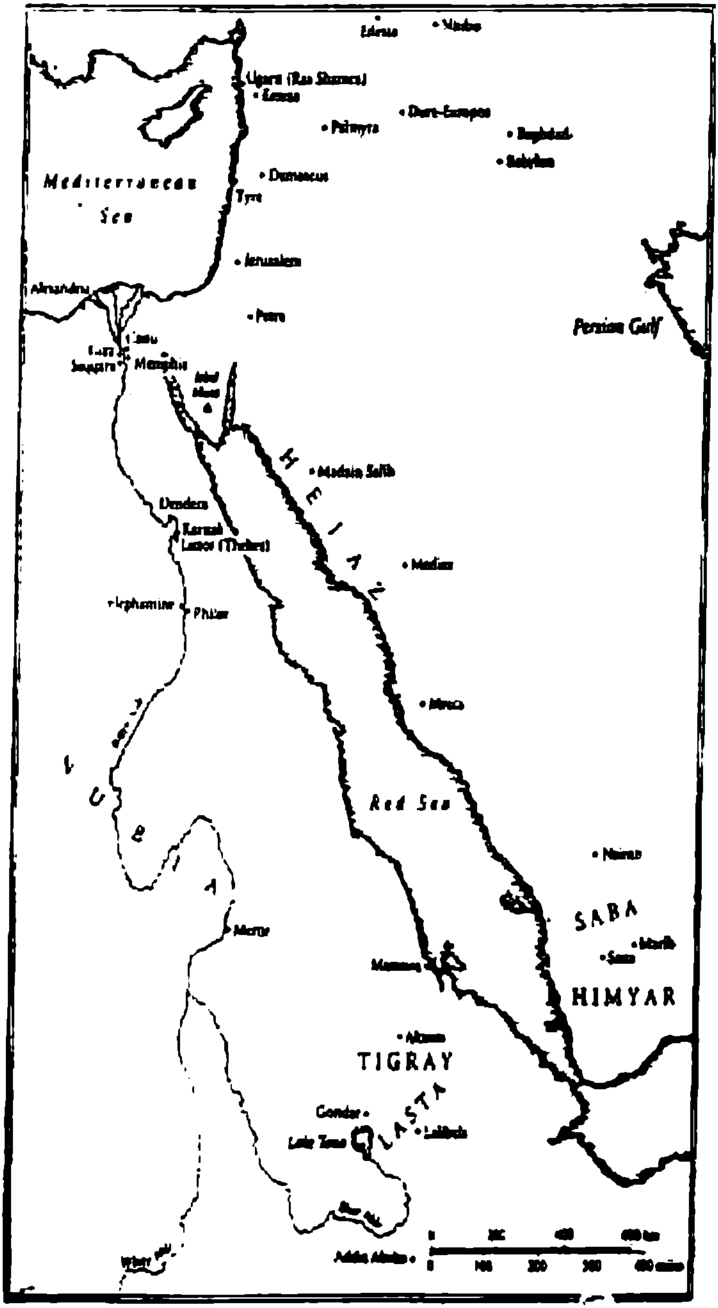
جب کہ ربی فیچمین فلسطین کی ایک یہودی تنظیم کا کارکن ہے۔ اقوام متحدہ کی "خصوصی تحقیقاتی تنظیم" کے لئے ۹ جولائی ۱۹۴۷ء کو اپنی ایک شہادت کی وضاحت میں لکھتا ہے کہ "وعدہ دریائے مصر سے لے کر دریائے فرات تک کی زمین کا ہے اور اس میں شام و لبنان کے حصے بھی شامل ہیں" چنانچہ ذیل کی عبارت اس کی واضح ترین دلیل ہے۔

In his Complete Diaries, Vol. II. P. 711. Theodore Harri, the founder of Zionism, says that the area of the Jewish State stretches: "From the Brook of Egypt to the Euphrates."

Rabbi Fischmann, member of the Jewish Agency for Palestine, declared in his testimony to the U.N. Special Committee of Enquiry on 9 July 1947: "The Promised Land extends from the River Egypt up to the Euphrates. It includes parts of Syria and Lebanon."

حرزی اور فیچمین کے نظریات کے مطابق یہودی حکومت کا نقشہ اپنے اندر تمام اہم ممالک بشمول سعودی عرب کو سموئے ہوئے ہے چنانچہ ذیل کے نقشے میں ''سعودی عرب'' کا نام بہت واضح طور پر موجود ہے۔




Ugarit (Ras Shamra)
Emesa
Palmyra
Dura-Europos
Baghdad
Babylon
Damascus
Tyre
Mediterranean Sea
Jerusalem
Alexandria
Petra
Persian Gulf
Saqqara
Memphis
HEJAZ
Madain Salih
Dendera
Karnak
Luxor (Thebes)
Medina
Philae
Mecca
Red Sea
NUBIA
Najran
SABA
Marib
Sana
Meroe
Massawa
HIMYAR
Aksum
TIGRAY
Gondar
LASTA
Lalibela
Lake Tana
Addis Ababa
0 200 400 600 km
0 100 200 300 400 miles


Capernaum
Tiberias
Sea of Galilee
Mediterranean Sea
River Jordan
Mt. Gerizim
Shechem
I S R A E L
Shiloh
Bethel
Gilgal
Gibeon
Jericho
Ashdod
Qumran
Mt. Nebo
Gath
J U D A H
Dead Sea
M O A B

بہتی تر اسرائیل اور طاقت کے مظہر مسیح دجال کے منتظر یہودیوں نے اپنے عزائم کا اظہار مختلف صورتوں میں کیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کی سب سے واضح ترین صورت ''امریکی ڈالر'' ہے جس کے ایک ایک شوشے سے یہودیت اور صیہونیت ٹپکتی ہے۔



(امریکی ڈالر کی تصویر)

اصل میں یہ امریکہ کی سب سے بڑی مہر ہے جسے ڈالر پر کندہ کردیا گیا ہے اور یہ ڈالر Freemasons (خفیہ برادرانہ جماعت کا شریک) کے بہت سے واضح اصولوں کی نشاندہی کرتا ہے۔

ڈالر کا چہرے والا رخ عزت اور عظمت کو ظاہر کرتا ہے اور واضح طور پر ایک معبود اور دیوتا کا تصور دے رہا ہے، اس کے نیچے ایک عقاب دکھایا گیا ہے جو کہ بہادری اور دلیری کی دلیل اور علامت ہوتا ہے اسی طرح اس پر مندرجہ ذیل چیزیں دکھائی گئی ہیں۔

(۱) امن وامان کا سرسبز پتہ۔

(۲) جنگ میں استعمال ہونے والے تیر۔

(۳) عقاب کے بازو اس چیز کی علامت ہیں کہ وہ حکومت کی باگ دوڑ تھامے ہوئے ہیں۔

امریکی ڈالر کی دوسری جانب تین چیزوں کو خوب واضح کررہی ہے۔

(۱) تیزی سے ترقی کرتی ہوئی حکومت۔

(۲) اپنی نوعیت کا ایک عجیب وغریب مینار۔

(۳) درمیان میں ایک آنکھ جو ان سب کا منبع اور سرچشمہ ہے جس سے امریکہ کا سیکولر ہونا واضح ہوتا ہے۔

دنیا میں جاری سکوں کے درمیان ایک انفرادیت کا حامل سکہ اپنے اندر اتنے زبردست عقائد رکھتا ہے اور بزبان حال اپنے پیروکاروں کو اپنے آنے والے مسیحا کی یاد دلاتا رہتا ہے، ڈالر پر بنی ہوئی یہ آنکھ دیکھ کر آپ کو وہ ارشاد نبوی یاد آ جانا چاہئے جو گذشتہ صفحات میں بار بار ذکر کیا جاتا رہا ہے کہ دجال کانا ہوگا اور امریکی ڈالر کا یہ رخ ارشاد نبوی کا کھلا شاہد اور واضح ترین دلیل ہے اور یہود و نصاری کی طرف سے اس پر بے ساختہ اعتماد۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ امریکی حکومت نے ڈالر کو اپنی سرکاری کرنسی قرار دے رکھا ہے اور اس ڈالر پر یہود کے مذہبی شعائر پر دلالت کرنے والے مناظر کی بڑی پرکشش اور جاذب نظر تصویر کشی بھی کر دی لیکن خود انگریز مصنفین کا اعتراف ہے کہ "Dajjal the antichrist" دجال عیسائی مذہب کا مخالف ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ کے پس پردہ کچھ اور ہاتھ ہیں جو خفیہ طور پر کام کر رہے ہیں اور امریکہ ان کی ہر بات ماننے پر مجبور ہے۔ اور اب انہوں نے ''یورو'' کے نام سے اپنی الگ کرنسی بھی بنالی ہے جس پر عقاب کی تصویر مذکورہ مقاصد پر دلالت کر رہی ہے۔

ملک اور بیرون ملک مصروف عمل اداروں میں ''بزناس'' ایک مشہور ادارہ ہے جس کے متعلق تفصیلی تحریر ماہنامہ ''الاحرار'' کے شمارہ اکتوبر ۲۰۰۲ء میں شائع ہوئی ہے۔ اسی کے آخر میں امریکی ڈالر اور اس کے مندرجات پر بھی سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

امریکی ڈالر پر دجالی ہرم اور اس کی آنکھ کا نشان

اوپر ایک ڈالر کے نوٹ کا جو عکس دیا گیا ہے اس پر دو علامتیں بنی ہوئی ہیں ایک عقاب کی اور دوسری مثلث نما دجالی ہرم کی۔ دجالی ہرم کا نشان بائیں جانب بنا ہوا

ہے۔ مثلث نما ہرم اور اس کے بالائی حصہ پر ایک آنکھ ہے۔ ہرم کی عمارت کے نیچے کی جانب اختتامی حصہ پر چند پراسرار الفاظ اور لاطینی نمبر درج ہیں۔ جب کہ ہرم (مثلث) کے اوپر گولائی میں اور نیچے ربن نما پٹی میں بھی چند غیر مانوس الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔

آیئے اب ان عبارات کا مفہوم اور لاطینی ہندسوں کا راز جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۱) امریکی ڈالر پر ہرم اور اس کے اوپر بنی ہوئی آنکھ اور اوپر نیچے لکھے ہوئے نامانوس الفاظ کیا ہیں؟ یہ آنکھ دجال کی ایک آنکھ کی علامت کے طور پر لی گئی ہے اور یہودی تحریک فری میسن کا Symbol نشان ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی دجال کی ایک آنکھ روشن ہونے کا تذکرہ صراحت کے ساتھ موجود ہے، جو سفاکی، درندگی اور وحشت کی مظہر ہوگی۔ بعض روایات کے مطابق دجال کی یہ آنکھ پیشانی کے وسط میں ہوگی، آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اس تصویر میں بھی یہ دجالی آنکھ ہرم کے بالکل اوپر یعنی ''سر'' کے قریب ہی بنائی گئی ہے اور اس میں سے جھلکتا سرد مہری اور سفاکی کا تاثر بھی انتہائی واضح ہے۔ احادیث مبارکہ میں دجال کی اس آنکھ کے بارے میں ایک اور پیش گوئی یہ بھی موجود ہے کہ وہ اپنی اس آنکھ سے صرف سامنے ہی دیکھنے کی قدرت نہیں رکھتا ہوگا بلکہ اپنے پیچھے کے منظر بھی بہ آسانی دیکھ سکے گا۔ جب کہ یہود کا تیار کردہ نیا عالمی مالیاتی نظام اور سماجی (سیکولر) نظام بھی اس سے مراد لیا جاتا ہے، جو اپنے آگے پیچھے کے تمام نظاموں کو تباہی سے دوچار کرے گا۔ حتی کہ اس کی سنگینی و ہلاکت سے دنیا کے یمین و یسار بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔ آپ دیکھ لیجئے کہ ایسا ہی ہو رہا ہے۔

مثلث نما ہرم کی علامت دراصل فرعونیت کی علامت ہے، فراعنہ مصر قوم بنی اسرائیل میں سے تھے۔ فراعنہ مصر کے تعمیر کردہ اہرام جو عجائبات عالم کی صورت میں اب بھی موجود ہیں بطور ثبوت پیش کئے جا سکتے ہیں۔ دور دجال کی پہچان کے لئے بائبل میں آگ کی اس مثلث نما بھٹی کی علامت استعمال ہوئی ہے جو مخروطی یعنی اہرام کی شکل کی ہوگی بائبل میں لکھا ہے۔

تم اس پہاڑ کے پاس نہیں آئے جس کو چھونا ممکن تھا اور وہ آگ سے جلتا تھا۔

(بحوالہ انجیل مقدس۔ عبرانیوں کے نام خط۔ آیت ۱۸،۱۹ صفحہ ۹۰۹ شائع کردہ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی، لاہور)

(The New Testament in Urdu 1953) جب کہ آتش فشاں پہاڑ کی شکل بھی اس سے مماثلت رکھتی ہے۔ اس نشان کا خفیہ مقصد بھی (جواب آشکارا ہو چکا ہے) صرف اور صرف تباہی ہے۔ یہودی اصطلاح میں گویم (یعنی عوام) اس آتشیں بھٹی یا آتش فشاں کا ایندھن بنیں گے یا بنائے جائیں گے۔ چنانچہ آپ دیکھ لیجئے کہ جدید مالیاتی نظام دنیا بھر کے عوام کو اس بھٹی میں جو درحقیقت سودی نظام کی بھٹی ہے جلا کر بھسم کر رہا ہے۔

(۳) ہرم اور اس میں بنی آنکھ کے اوپر لکھے ہوئے الفاظ Annuitcoeptis کے معنی Crowned with success یا دوسرے الفاظ میں کامیابی سے ہمکنار ہونا اور مزید وضاحت کے ساتھ کہا جائے تو یہ کہ "ہماری سازش نے کامیابی کا تاج پہن لیا۔" ان الفاظ کے معنی حالیہ دنوں جس قدر حقیقت کے روپ میں واضح دکھائی دے رہے ہیں اس سے یہودی عزائم اور ان کی منظم بین الاقوامی سازش کا اندازہ کیا جا سکتا ہے جو گذشتہ تین صدیوں سے مرحلہ وار رونما ہونے والے انقلابات عالم کی صورت میں ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔

(۴) ہرم کے مثلثی نشان کے آخری حصہ میں چند الفاظ درج ہیں MDCCLXXVI یہ مختصر عبارت یکم مئی ۱۷۷۶ء کی تاریخ ظاہر کرتی ہے جو یہودیوں کے آرڈر آف الیومینائی (Order of Illuminati) کے قیام کا دن ظاہر کرتی ہے۔ ۱۷۷۶ء امریکہ کی آزادی کا سال بھی ہے تاہم اعلان آزادی ۴ جولائی ۱۷۷۶ء کو ہوا۔ لیکن امریکی عوام اب بھی اس لاطینی نمبر کو ۴ جولائی ۱۷۷۶ء ہی سمجھتے ہیں۔ اس حقیقت سے بے خبر کہ یہ دراصل الیومینٹیوں (یہودیوں) کے آرڈر آف الیومینائی کے اعلان کا سال ہے۔

(۵) سب سے نیچے ربن نما نشان کے اندر عبرانی مفہوم کے ساتھ لکھی ہوئی عبارت Novus Ordose colorum کے معنی نیا معاشرتی نظام ہے۔ یعنی یہودی سازش کی اصلیت اور مقصد اور ان الفاظ کے نئے عالمی نظام یعنی New World Order کے ساتھ مماثلت حیران کن ہی نہیں بلکہ معنی خیز بھی ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے مکمل تعارف کی یہاں گنجائش نہیں ورنہ تفصیل سے اس کے اہم نکات قارئین کی خدمت میں پیش کر دیئے جاتے۔

(۴) مسیا کے ظہور کی چوتھی اور اہم علامت یہ ہے کہ ظہور مسیا کیلئے ''ہیکل سلیمانی'' کی تعمیر ضروری ہے۔ جب تک ہیکل سلیمانی کی تعمیر نہ ہوگی اس وقت تک مسیا کا ظہور نہ ہوگا۔

یہودی اس علامت کی تکمیل کے لئے شب و روز مسجد اقصیٰ کے انہدام کی ناپاک ترین کوششوں میں مصروف ہیں کیونکہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ہیکل سلیمانی کی تعمیری بنیادیں ''قبہ صخرہ'' کے نیچے واقع ہوں گی چنانچہ اپنے اس ارادے کی تکمیل میں انہوں نے کئی ملین عیسائیوں کو اپنے ساتھ شامل کر رکھا ہے اور مسجد اقصی کے انہدام اور ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے لئے سینکڑوں ملین ڈالر کی رقم مختص کر رکھی ہے اس لئے کہ تورات کے عہد نامہ قدیم اور تلمود کی تعلیمات سے ظہور مسیا کی اس علامت کا ثبوت ملتا ہے۔

موجودہ حالات میں مسجد اقصی کے انہدام کی یہودی سازشوں اور مشاورتوں کی تفصیلی خبریں روزانہ اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں لیکن عالم اسلام ٹس سے مس نہیں ہوتا، اس کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی اور وہ اپنی مصروفیات میں سے کچھ وقت یہ سوچنے کے لئے نہیں نکال سکتا کہ آخر فلسطین کے ساتھ یہودیوں کی اس دلچسپی کا کیا راز ہے؟ اس بلاوجہ طویل لڑائی اور جنگ کو بلاوجہ کہنا صحیح ہے یا اس کے پس پردہ کچھ عزائم ہیں؟ یہ تو اللہ کی قدرت ہے کہ فلسطینی نہتے مجاہدین اب تک ان کے سامنے سینہ سپر رہے ہیں ورنہ بظاہر اسباب کی دنیا میں مسجد اقصیٰ کبھی کی منہدم ہو چکی تھی۔

دجال کو خواب میں دیکھنے پر اس کی تعبیر

دجال سے متعلق لکھی جانے والی کتابوں میں اس عنوان کو بالکل نہیں چھیڑا گیا ہے، اس لئے اپنی نوعیت کا یہ منفرد عنوان ہے جس کے متعلق گو کہ اب تک کوئی سوال سامنے نہیں آیا لیکن اگر آجائے تو اس کا حل بھی ہونا چاہئے اس لئے یہاں فن تعبیر کے مشہور امام علامہ نابلسیؒ کی کتاب "تعطیر الانام فی تعبیر المنام" سے متعلقہ حصہ درج کیا جارہا ہے۔

(۱) "اس کی تعبیر ایسے وعدہ خلاف، دھوکہ باز حکمران سے کی جاتی ہے جس کے پیروکار کمینے قسم کے لوگ ہوں۔ خواب میں دجال کو دیکھنا دشمن کے مسلط ہونے اور زمین میں خون ریزی اور فتنہ وفساد پھیلانے پر دلالت کرتا ہے۔

(۲) مسافر کیلئے یہی خواب ڈاکوؤں کے ہاتھ لگنے کا اشارہ ہے اور کبھی اس کی رؤیت کفار کے شہروں میں سے کسی شہر میں فتح ہونے کی دلیل ہے۔

(۳) خواب میں دجال کی رفاقت یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کے ساتھ متصف ہونا جھوٹ اور فتنے میں مبتلا ہونے کی علامت ہے۔

(۴) کبھی ظہور دجال سے یہود کی حالت کی درستگی کے بعد ان کی ہلاکت کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور خواب میں دجال جن جن مقامات سے گذرے، ان مقامات میں پریشانی، غم، ظلم، پیداوار اور املاک کی ہلاکت یا باران رحمت وخیر کی بندش کی دلیل ہے۔" (خواب اور تعبیر ص ۳۲۱،۳۲۲)

ممکن ہے کہ کسی صاحب کے ذہن میں یہ اشکال پیدا ہو کہ خواب دیکھنے والے کو کیا پتہ کہ اس نے دجال کو دیکھا ہے یا کسی اور کو؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خواب دیکھنے والے کو خواب ہی میں اس متعلقہ چیز کا ضروری علم حاصل ہو جاتا ہے جس کو وہ دیکھ رہا ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض حضرات آکر خواب بیان کرتے ہیں کہ ہم نے خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا ہے یا حضور ﷺ کی زیارت کی ہے حالانکہ بیداری میں تو دیکھا نہیں ہوتا لیکن اس کا دعویٰ ہوتا ہے کہ میں نے ان کو دیکھا ہے، اس کی وجہ بھی یہی ہے۔ واللہ اعلم

باب ہشتم

دجال سے متعلق واردشدہ احادیث

۶۰ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مرویات جن میں ۳ خلفائے راشدینؓ، ۳ ازواج مطہراتؓ اور دیگر ۵۴ حضرات صحابہؓ کی روایات شامل ہیں۔

دجال سے متعلق وارد شدہ احادیث

احادیث دجال کے راوی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی آپ پچھلے صفحات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں اب یہاں اسی ترتیب سے روایات اوران کا ترجمہ ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت

خروج دجال کہاں سے ہوگا؟

(الف) ﴿عن ابی بکر الصدیق قال: حدثنا رسول اللہ ﷺ قال: الدجال یخرج من ارض بالمشرق یقال لها خراسان یتبعه اقوام کان وجوههم المجان المطرقة﴾

(ترمذی ۲۲۳۷۔ ابن ماجہ: ۴۰۷۲)

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہم سے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا، دجال ایک مشرقی زمین سے نکلے گا جس کا نام ''خراسان'' ہوگا، اس کی پیروی کرنے والے ایسے لوگ ہوں گے گویا کہ ان کے چہرے چپٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔''

کیا مسیلمہ کذاب دجال تھا؟

(ب) ﴿عن ابی بکر قال اکثر الناس فی مسیلمة قبل ان یقول رسول اللہ ﷺ فیه شیئا، فقام النبی ﷺ خطیبا، فقال: اما بعد! ففی شان هذا الرجل قد اکثرتم فیه و انه لکذاب من ثلاثین کذابین یخرجون بین یدی المسیح، و انه لیس من بلدة الا یبلغها رعب المسیح، الا المدینة

علی کل نقب من انقابہا ملکان یذبان عنہا رعب المسیح﴾ (مسند احمد ج ۵ ص ۴۱ بحوالہ التصریح ص ۳۲۸)

''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسیلمہ کے بارے میں قبل اس کے کہ حضور ﷺ کچھ ارشاد فرمائیں، لوگوں میں کثرت سے چہ میگوئیاں ہونے لگیں، اس لئے ایک دن آپ ﷺ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وصلوۃ کے بعد ارشاد فرمایا کہ اس شخص کے معاملے میں تم لوگ بہت چہ میگوئیاں کر رہے ہو، حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی انہی تیس کذابوں میں سے ایک ہے جو مسیح دجال سے پہلے نکلیں گے، کوئی شہر ایسا نہیں ہوگا جہاں دجال کا رعب نہ پہنچے، سوائے مدینہ منورہ کے، کہ اس کے ہر درّہ پر دو فرشتے موجود ہوں گے جو مدینہ سے اس کے رعب کو دور کریں گے۔''

(۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت

کیا ابن صیاد دجال تھا؟

﴿قال عبداللّٰہ بن عمران عمر بن الخطاب انطلق مع رسول اللّٰہ ﷺ فی رھط قبل ابن صیاد حتی وجدہ یلعب مع الصبیان عند اطم بنی مغالۃ و قد قارب ابن صیاد یومئذ الحلم فلم یشعر حتی ضرب رسول اللّٰہ ﷺ ظہرہ بیدہ ثم قال رسول اللّٰہ ﷺ لابن صیاد اتشہد انی رسول اللّٰہ؟ فنظر الیہ ابن صیاد فقال اشہد انک رسول الامیین فقال ابن صیاد لرسول اللّٰہ ﷺ اتشہد انی رسول اللّٰہ؟ فرفضہ رسول اللّٰہ ﷺ

فقال امنت باللہ و برسلہ ثم قال لہ رسول اللہ ﷺ ماذا تری؟ قال ابن صیاد یاتینی صادق و کاذب فقال لہ رسول اللہ ﷺ خلط علیک الامر ثم قال لہ رسول اللہ ﷺ اخسا فلن تعدو قدرک فقال عمر بن الخطاب ذرنی یارسول اللہ! اضرب عنقہ فقال لہ رسول اللہ ﷺ ان یکنہ فلن تسلط علیہ و ان لم یکنہ فلا خیرک فی قتلہ﴾

(صحیح مسلم ۷۳۵۴، بخاری ۳۰۵۵، ابوداؤد ۴۳۲۹، ترمذی ۲۲۴۹)

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں حضور ﷺ کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے ابن صیاد کی طرف یہاں تک کہ انہوں نے ابن صیاد کو بنی مغالہ کے قلعہ کے پاس کھیلتے ہوئے پا لیا، ان دنوں ابن صیاد قریب البلوغ تھا، اس کو حضور ﷺ کے آنے کا پتہ نہیں چل سکا یہاں تک کہ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کی کمر پر مارا اور اس سے فرمایا کہ کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے آپ کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امیوں کے رسول ہیں، پھر ابن صیاد نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپ ﷺ نے اس بات کو ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔ پھر اس سے پوچھا کہ تو کیا دیکھتا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میرے پاس ایک سچا اور ایک جھوٹا آتا ہے آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تجھ پر معاملہ مشتبہ کر دیا گیا اور فرمایا کہ دور ہو! تو اپنے

مرتبہ سے ہرگز آگے نہیں بڑھ سکتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن ماردوں! آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ دجال ہی ہوتو تم کو اس پر مسلط نہیں کیا گیا اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو پھر اس کو قتل کرنے میں تمہارا کوئی فائدہ نہیں۔"

فائدہ:

یہ روایت اصل میں تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے لیکن چونکہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے اور اس حدیث کے آخر میں انہوں نے "ابن صیاد" کو دجال سمجھ کر حضور ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت بھی مانگی ہے اس لئے اس کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت شمار کیا گیا ہے۔

(۳) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایات

دجال کے پیروکار کون ہوں گے؟

(الف) ﴿عن امیر المؤمنین علی بن ابی طالب فی قصة الدجال قال: الا و ان اکثر اتباعه اولاد الزنا، لابسو التیجان و هم الیهود علیهم لعنة اللّٰه، یاکل و یشرب، له حمار احمر طوله ستون خطوة مد بصره، اعور العین، و ان ربکم عزوجل لیس باعور، صمد لایطعم فیشتمل البلاد البلاء، و یقیم الدجال اربعین یوما، اول یوم کسنة، و الثانی کاقل، فلا تزال تصغر و تقصر حتی تکون آخر ایامه کلیلة یوم من ایامکم هذه، یطأ الارض کلها الامکة و المدینة و بیت المقدس﴾

(عقد الدرر ص ۳۲۸)

"قصہ، دجال کے سلسلے میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آگاہ رہو! دجال کے اکثر پیروکار زنا کی پیداوار اور تاج پوش لوگ یعنی یہود، علیہم لعنۃ اللہ، ہوں گے، دجال کھائے پیئے گا۔ اس کی سواری سرخ رنگ کا گدھا ہوگا جس کی لمبائی ساٹھ ہاتھ ہوگی اور اس کا ایک قدم تا حد نگاہ پڑے گا، دجال کی آنکھ کانی ہوگی، تمہارا رب کانا نہیں وہ تو بے نیاز ہے اور کچھ کھاتا پیتا بھی نہیں، الغرض! دجال کے زمانہ میں تمام شہر مصائب کی لپیٹ میں آجائیں گے، دجال چالیس دن تک زمین پر رہے گا، اس کا پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا، دوسرا اس سے کم اس طرح کم ہوتے ہوتے وہ اتنا رہ جائے گا جتنا تمہارے عام دنوں کی ایک رات ہوتی ہے، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور بیت المقدس کے علاوہ پوری زمین کو روند ڈالے گا۔"

فائدہ

اس روایت میں تین ایسے مقامات ذکر کئے گئے ہیں جہاں دجال داخل نہ ہو سکے گا۔ (۱) مکہ مکرمہ (۲) مدینہ منورہ (۳) بیت المقدس۔ جب کہ مسند احمد کی روایت میں چار مقامات کا ذکر ہے اور اس میں طور پہاڑ کا بھی ذکر ہے۔ اس کی توجیہ یہی سمجھ میں آتی ہے کہ دجال کا داخلہ حرمین میں تو مکمل طور پر بند ہوگا البتہ دیگر مقامات میں صرف مسجد اقصیٰ اور طور پہاڑ اس کے فتنہ وفساد کی آماجگاہ نہ بن سکیں گے، اردگرد کا علاقہ اس میں داخل نہیں۔

دجال کے علاوہ ایک اور چیز اس سے بھی زیادہ خوفناک ہے

(ب) ﴿عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال ذکرنا

الدجال عند رسول اللّٰہ ﷺ و ھو نائم فاستیقظ محمرا لونه فقال غیر ذلک اخوف لی علیکم﴾

(مسند احمد ج ا ص ۹۸ بحوالہ النھایہ ص ۸۵)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضور ﷺ کی موجودگی میں دجال کا تذکرہ کر رہے تھے، آپ ﷺ سوئے ہوئے تھے، دوران گفتگو آپ ﷺ بیدار ہو گئے اور آپ کا چہرۂ مبارک سرخ ہو رہا تھا، فرمایا کہ تمہارے حق میں مجھے دجال کے علاوہ دوسری چیزوں سے زیادہ خوف محسوس ہوتا ہے۔''

فائدہ

مطلب یہ ہے کہ دجال تو اپنے وقت پر ہی نکلے گا، مجھے تمہارے بارے میں دجال سے اتنا خوف محسوس نہیں ہوتا جتنا دنیا اور اس کی زیبائش سے فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے اپنے آپ کو دنیا کے فتنہ سے بچاؤ۔

دجال کی تصدیق کرنے والا شقی ہوگا

(ج) ﴿عن النزال بن سبرة قال خطبنا علی بن ابی طالب رضی اللّٰه عنه علی المنبر، فحمد اللّٰه و اثنی علیه، ثم قال: ایھا الناس! سلونی قبل ان تفقدونی، قالھا ثلث مرات، فقام الیه الاصبغ بن نباتة فقال من الدجال یا امیر المؤمنین؟ فقال یا اصبغ الدجال الصافی بن الصائد، الشقی من صدقه و السعید من کذبه﴾

(عقد الدرر ص ۳۵۴)

۶ ''نزال بن سبرہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

منبر پر ہمیں خطبہ دیا، اللہ کی تعریف اور ثناء کے بعد تین مرتبہ فرمایا، اے لوگو! مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے مجھ کو گم کردو یعنی میری وفات سے قبل جو پوچھنا چاہتے ہو، مجھ سے پوچھ لو۔ اصبغ بن نباتہ نامی ایک شخص نے کھڑے ہوکر سوال کیا یا امیر المؤمنین! دجال کون ہوگا؟ فرمایا اے اصبغ! دجال کا نام صافی بن صائد ہوگا، اس کی تصدیق کرنے والا بد بخت اور اس کی تکذیب کرنے والا نیک بخت ہوگا۔"

(۴) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت

فتنہء دجال سے پناہ مانگئے!

(الف) ﴿عن مصعب قال كان سعد يا مر بخمس، ويذكر هن عن النبي ﷺ انه كان يامر بهن: اللهم انى اعوذبك من البخل، و اعوذبك من الجبن، و اعوذبك ان ارد الى ارذل العمر، و اعوذبك من فتنة الدنيا، يعنى فتنة الدجال و اعوذبك من عذاب القبر﴾

(صحیح البخاری: ۶۳۶۵)

"مصعب کہتے ہیں کہ حضرت سعد پانچ چیزوں کا حکم دیتے تھے اور حضور ﷺ کے حوالے سے اس کو ذکر فرماتے تھے کہ نبی علیہ السلام بھی ان کا حکم فرماتے تھے اے اللہ! میں بخل سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، اور بزدلی سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، اور گھٹیا عمر کی طرف لوٹ جانے سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، اور دنیا کے فتنہ سے یعنی دجال کے فتنہ سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، اور عذاب قبر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔"

ہر نبی نے فتنہ دجال سے آگاہ کیا

(ب) ﴿عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللّٰہ ﷺ انہ لم یکن نبی الا وصف الدجال لامتہ، ولاصفنہ صفۃ لم یصفھا احد کان قبلی انہ اعور و ان اللّٰہ عزوجل لیس باعور﴾

(مسند احمد ج ا ص ۱۷۶، بحوالہ النھایہ ص ۸۵، ۸۶)

''حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کے سامنے دجال کے اوصاف بیان نہ کئے ہوں البتہ میں تمہارے سامنے اس کی ایسی صفت بیان کروں گا جو مجھ سے پہلے کسی نے بیان نہیں کی ہوگی اور وہ یہ کہ دجال کانا ہوگا، خدا کانا نہیں ہے۔''

(۵) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی روایت

کیا کوئی صحابی دجال کے زمانے میں ہوگا؟

﴿عن ابی عبیدۃ بن الجراح قال سمعت النبی ﷺ یقول انہ لم یکن نبی بعد نوح الا وقد انذر الدجال قومہ و انی انذر کموہ، فوصفہ لنا رسول اللّٰہ ﷺ وقال لعلہ سیدرکہ من قدرانی و سمع کلامی قالوا یارسول اللّٰہ! کیف قلوبنا یومئذ، امثلھا الیوم، قال او خیر﴾

(ابوداؤد، ۴۷۵۶، ترمذی: ۲۲۳۴)

''حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت نوح علیہ

اسلام کے بعد جو نبی بھی آیا اس نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے اور میں بھی تمہیں اس سے ڈراتا ہوں، پھر حضور ﷺ نے ہمارے سامنے اس کی صفات بیان فرمائیں اور فرمایا کہ ممکن ہے کہ مجھے دیکھنے والا اور میرے کلام کو سننے والا کوئی شخص بھی اس کو پالے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! اس وقت ہمارے دل کیسے ہوں گے؟ کیا اسی طرح ہوں گے جیسے آج ہیں؟ فرمایا بلکہ اس سے بھی بہتر حالت پر ہوں گے۔"

(٦) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت

دجال کی آنکھ

﴿...... سمع عبداللّٰہ بن خباب ابیا یحدث ان رسول اللّٰہ ﷺ ذکر الدجال فقال: احدی عینیه کانها زجاجة خضراء، و تعوذوا باللّٰہ من عذاب القبر﴾

(مسند احمد ج ۵ ص ۱۲۳، بحوالہ التحلیة ص ۸۷)

"عبداللہ بن خباب نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ حضور ﷺ نے دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا اس کی ایک آنکھ سبز شیشے کی طرح ہوگی لوگو! اللہ سے عذاب قبر سے پناہ مانگو۔"

فائدہ

گزشتہ صفحات میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جو روایت "ابن صیاد" کے حوالے سے ذکر کی گئی ہے اسی سے ملتی جلتی ایک روایت مسلم شریف ہی میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، تطویل سے بچنے کے لئے اس کو نقل نہیں کیا

جا رہا البتہ مضمون دونوں کا ایک ہی ہے، اہل علم حضرات مسلم شریف کی حدیث نمبر ۷۳۵۵ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

(۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایات

خروج دجال سے قبل کے حالات

(الف) ﴿عن يسير بن جابر قال: هاجت ريح حمراء بالكوفة، فجاء رجل ليس له هجيرى الا، يا عبدالله بن مسعود ا جاءت الساعة، قال: فقعد و كان متكئا فقال ان الساعة لا تقوم، حتى لايقسم ميراث، ولا يفرح بغنيمة، ثم قال بيده هكذا و نحاها نحو الشام فقال عدو يجمعون لاهل الاسلام و يجمع لهم اهل الاسلام، قلت الروم تعني؟ قال: نعم، قال و يكون عند ذاكم القتال ردة شديدة فيشترط المسلمون شرطة للموت لاترجع الا غالبة، فيقتتلون حتى يحجز بينهم الليل، فيفئ هؤلاء وهؤلاء، كل غير غالب، و تفنى الشرطة، ثم يشترط المسلمون شرطة للموت، لا ترجع الاغالبة، فيقتتلون حتى يحجز بينهم الليل، فيفئ هؤلاء و هؤلاء كل غير غالب، و تفنى الشرطة، ثم يشترط المسلمون شرطة للموت، لاترجع الاغالبة، فيقتتلون حتى يمسوا، فيفئ هؤلاء و هؤلاء، كل غير غالب، و تفنى الشرطة، فاذا كان يوم الرابع، نهد اليهم بقية اهل الاسلام، فيجعل الله الدائرة عليهم، فيقتتلون مقتلة.

اما قال: لایری مثلها، و اما قال لم یر مثلها. حتی ان الطائر لیمر بجنباتهم، فما یخلفهم حتی یخر میتا، فیتعاد بنو الاب، کانوا مائة، فلا یجدونه بقی منهم الا الرجل الواحد، فبای غنیمة یفرح؟ او ای میراث یقاسم؟ فبیناهم کذلک اذ سمعوا بباس، هو اکبر من ذلک، فجاء هم الصریخ ان الدجال قد خلفهم فی ذراریهم، فیرفضون ما فی ایدیهم، و یقبلون، فیبعثون عشر فوارس طلیعة، قال رسول اللّٰہ ﷺ انی لاعرف اسماء هم و اسماء آبائهم، والوان خیولهم، هم خیر فوارس علی ظهر الارض یومئذ او من خیر فوارس علی ظهر الارض یومئذ﴾ (مسلم:۷۲۸۱)

''یسیر بن جابر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ کوفہ میں سرخ آندھی آئی۔ ایک آدمی یہ شور مچاتا ہوا آیا کہ یا عبداللہ بن مسعود! قیامت آگئی۔ آپ تکیہ لگا کر بیٹھے تھے، ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ (ایسا وقت نہ آجائے کہ) میراث تقسیم نہیں ہوگی اور مال غنیمت سے خوشی نہیں ہوگی (کیونکہ جب کوئی وارث ہی نہیں رہے گا تو ترکہ کون بانٹے گا؟ اور جب کوئی لڑائی سے زندہ ہی نہیں بچے گا تو مال غنیمت کی کیا خوشی ہوگی؟) پھر اپنے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ دشمن اہل اسلام سے لڑنے کے لئے جمع ہوں گے، مسلمان بھی ان سے لڑنے کے لئے اکٹھے ہوں گے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا دشمنوں سے مراد رومی ہیں؟ فرمایا ہاں! اور اس موقع پر شدید لڑائی ہوگی۔

مسلمانوں کی ایک جماعت یہ شرط لگا کر لڑنے کے لئے نکلے گی کہ غالب ہوئے بغیر واپس نہیں آئیں گے (یا پھر مر جائیں گے) چنانچہ وہ لڑیں گے تا آنکہ رات، دن کے درمیان حائل ہو جائے گی اور دونوں فوجیں ہار جیت کے فیصلہ کے بغیر واپس ہو جائیں گی اور اسلامی دستہ مکمل شہید ہو جائے گا، تین دن تک ایک ایک دستہ اس طرح جاتا اور شہید ہوتا رہے گا۔

چوتھے دن بقیہ تمام مسلمان حملہ کے ارادے سے بڑھیں گے، اللہ تعالیٰ اس دن کافروں کو شکست دے دیں گے اور ایسی زبردست جنگ ہوگی کہ اس سے پہلے نہ دیکھی گئی ہوگی (اور لاشوں کا اس قدر انبار لگ جائے گا کہ) ایک پرندہ ان پر سے اڑ کر گذرنا چاہے گا لیکن (شدت تعفن یا طول مسافت کی وجہ سے) اس میدان کو عبور کرنے سے پہلے گر کر مر جائے گا، اس کے بعد جب مردم شماری کی جائے گی تو اگر کسی آدمی کے سو بیٹے تھے، ان میں سے صرف ایک زندہ بچا ہوگا، باقی سب شہید ہو چکے ہوں گے، ایسی حالت میں کون سے مال غنیمت سے خوشی ہوگی؟ یا کون سی وراثت تقسیم ہوگی؟

ابھی مسلمان اسی حال میں ہوں گے کہ اس سے بڑی آفت کی خبر سنیں گے چنانچہ ایک شخص چیخ کر کہے گا کہ دجال ان کے پیچھے ان کے بچوں میں آگھسا ہے، مسلمان یہ خبر سنتے ہی اپنے پاس موجود تمام چیزوں کو چھوڑ چھاڑ کر اس کی طرف روانہ ہو جائیں گے اور (تحقیق حال کیلئے) مقدمۃ الجیش یا ہراول کے طور پر دس سواروں کا ایک دستہ بھیجیں گے جن کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں ان سواروں اور ان کے باپوں کے نام اور

ان کے گھوڑوں کے رنگوں تک کو جانتا ہوں، وہ اس وقت روئے زمین کے بہترین شہسواروں میں سے ہوں گے۔"

انبیاء کرام علیہم السلام کا دجال کے بارے میں مذاکرہ

(ب) ﴿عن عبداللّٰہ بن مسعود قال: لما کان لیلۃ اسری برسول اللّٰہ ﷺ، لقی ابراھیم و موسی و عیسی علیھم السلام. فتذاکروا الساعۃ، فبدأوا بابراھیم، فسالوہ عنھا، فلم یکن عندہ منھا علم، ثم سالوا موسی، فلم یکن عندہ منھا علم، فرد الحدیث الی عیسی ابن مریم، فقال: قد عھد الی فیما دون و جبتھا، فاما وجبتھا فلا یعلمھا الا اللّٰہ، فذکر خروج الدجال، قال: فانزل فاقتلہ، فیرجع الناس الی بلادھم، فیستقبلھم یاجوج و ماجوج و ھم من کل حدب ینسلون الخ﴾ (سنن ابن ماجہ: ۴۰۸۱)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس رات حضور ﷺ کو معراج ہوئی تو آپ کی ملاقات حضرت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے ہوئی، اسی اثناء میں قیامت کا تذکرہ شروع ہو گیا، ان حضرات نے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قیامت کے بارے میں پوچھا (کہ وہ کب آئے گی؟) ان کو اس کا علم نہ تھا، اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا لیکن ان کو بھی اس کا علم نہ تھا، پھر گفتگو کا رخ حضرت عیسیٰ بن مریم کی طرف پھیر دیا گیا، تو وہ فرمانے لگے کہ وقوع قیامت سے پہلے کے وقت میں مجھ سے ایک عہد لیا گیا ہے تاہم صحیح وقت اللہ

کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خروج دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ پھر میں اتر کر اس کو قتل کروں گا اور لوگ اپنے اپنے شہروں کو لوٹ جائیں گے۔

کچھ عرصہ کے بعد یاجوج ماجوج ان کے سامنے نکل آئیں گے اور وہ ہر بلندی سے پھسلتے ہوئے دکھائی دیں گے۔''

فائدہ

یہی حدیث مسند احمد ج ۱ ص ۳۷۵ پر بھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے البتہ اس میں کچھ اضافہ ہے اور وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرے رب نے مجھ سے یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ دجال کا خروج ہوگا اور میرے پاس دو ٹہنیاں ہوں گی، جب وہ مجھے دیکھے گا تو اس طرح پگھلنا شروع ہو جائے گا جیسے سیسہ پگھلتا ہے چنانچہ جب وہ مجھے دیکھے گا تو اللہ اس کو مجھ سے ہلاک کروا دے گا اس وقت شجر و حجر بھی بولیں گے کہ اے مسلم! میرے نیچے کافر چھپا ہوا ہے، آ کر اس کو قتل کر۔

اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ابتدائی صفحات میں ''ابن صیاد'' کے دجال ہونے کی بابت قسم کھانے والی حدیث بھی گذر چکی ہے جو کہ مسند ابو یعلی الموصلی ج ۹ ص ۱۳۲ پر موجود ہے۔

خروج دجال کے وقت لوگوں کی جماعتیں

(ج) ﴿عن ابن مسعود قال: يفترق الناس عند خروج الدجال ثلاث فرق، فرقة تتبعه و فرقة تلحق بارض آبائها بماء الشيح، و فرقة تاخذ بشط الفرات يقاتلهم و يقاتلونه حتى يجتمع المؤمنون بقرى الشام، و يبعثون طليعة، فيهم فارس، فرسه اشقرا و ابلق، فيقتلون فلا

یرجع منهم بشر﴾ (النہایۃ ص ۱۱۷)

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خروج دجال کے وقت لوگ تین گروہوں میں بٹ جائیں گے۔ (۱) ایک گروہ دجال کی پیروی کرے گا۔ (۲) ایک گروہ اپنے آباؤ اجداد کی زمین میں دیہات چلا جائے گا۔ (۳) اور ایک گروہ نہر فرات کے کنارے جا کر دجال سے لڑے گا، دجال ان کا مقابلہ کرے گا یہاں تک کہ تمام مومنین شام کی بستیوں میں جمع ہو جائیں گے اور فوج کا ایک دستہ ہراول کے طور پر دجال کا حال معلوم کرنے کے لئے بھیجیں گے۔

ان میں سے ایک شخص بھورے یا چتکبرے گھوڑے پر سوار ہوگا، یہ سب قتل ہو جائیں گے اور ان میں سے ایک شخص بھی زندہ نہیں بچے گا۔''

(۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات

مدینہ منورہ کی فضیلت

(الف) ﴿عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: لایدخل المدینة المسیح ولا الطاعون﴾

(صحیح البخاری: ۵۷۳۱، ۱۸۸۰، ۷۱۳۳، موطا مالک ص ۶۹۸)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: مدینہ منورہ میں دجال اور طاعون داخل نہ ہو سکے گا۔''

دجال کے ساتھ جنت اور جہنم

(ب) ﴿عن ابی سلمة قال: سمعت ابی هریرة قال: قال

رسول اللہ ﷺ: الا اخبرکم عن الدجال حدیثا ما حدثہ نبی قومہ؟ انہ اعور، و انہ یجیء معہ مثل الجنۃ و النار، فالتی یقول انہا الجنۃ ھی النار، و انی انذرتکم بہ کما انذر بہ نوح قومہ﴾ (مسلم: ۷۳۷۲)

''ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں دجال سے متعلق ایک ایسی بات نہ بتاؤں جو کسی نبی نے اپنی قوم سے ذکر نہ کی ہو؟ بے شک دجال کانا ہوگا اور اس کے ساتھ جنت اور جہنم جیسی (وادیاں) ہوں گی، جس کو وہ جنت کہے گا، درحقیقت وہ جہنم ہوگی اور میں تمہیں دجال سے اسی طرح ڈراتا ہوں جیسے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں دجال کا قتل

(ج) ﴿عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال: لیس بینی و بینہ یعنی عیسی علیہ السلام، نبی، و انہ نازل، فاذا رایتموہ فاعرفوہ: رجل مربوع الی الحمرۃ و البیاض بین ممصرتین، کان راسہ یقطر و ان لم یصبہ بلل، فیقاتل الناس علی الاسلام، فیدق الصلیب، و یقتل الخنزیر، و یضع الجزیۃ، و یھلک اللہ فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام، و یھلک المسیح الدجال، فیمکث فی الارض اربعین سنۃ ثم یتوفی فیصلی علیہ المسلمون﴾ (ابوداؤد ۴۳۲۴)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ

نے ارشاد فرمایا: میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا، عنقریب وہ نازل ہوں گے، جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا، وہ درمیانہ قد اور سرخ وسفید رنگ کے آدمی ہوں گے، ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑے زیب تن کئے ہوں گے، سر کے بال اگرچہ گیلے نہ ہوں لیکن اس سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہوئے محسوس ہوں گے، اسلام کے لئے لوگوں سے قتال کریں گے، صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ لینا بند کر دیں گے، ان کے زمانے میں اللہ تعالیٰ اسلام کے علاوہ تمام ملتوں کو ختم کر دیں گے، اور انہی کے ذریعے مسیح دجال کو ہلاک فرمائیں گے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال رہیں گے، پھر وفات پا جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔"

فرشتوں کا پہرہ داری کرنا

(د) ﴿عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ قال: الايمان يمان، والكفر من قبل المشرق، والسكينة لاهل الغنم، و الفخر و الرياء في الفدادين اهل الخيل و اهل الوبر، ياتي المسيح اى الدجال اذا جاء دبر احد صرفت الملائكة وجهه قبل الشام و هنالك يهلك﴾

(ترمذی: ۲۲۴۳)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ایمان یمنی ہے اور کفر مشرق کی طرف سے آئے گا، بکریوں والے اطمینان میں ہیں اور فدادین یعنی گھوڑوں اور

اونٹوں کے مالک فخر اور ریا میں ہیں، (یاد رکھو!) دجال آئے گا،
جب وہ احد پہاڑ کے پیچھے پہنچے گا تو ملائکہ اس کا رخ شام کی
طرف پھیر دیں گے اور وہ وہیں ہلاک ہوگا۔

فتنۂ دجال سے پناہ مانگنے کی تلقین

(۵) ﴿عن ابی ھریرة انہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ:
اعوذ باللّٰہ من عذاب جھنم، و اعوذ باللّٰہ من عذاب
القبر، و اعوذ باللّٰہ من شر المسیح الدجال، و اعوذ
باللّٰہ من شر فتنة المحیا و الممات﴾ (نسائی: ۵۵۰۷)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے
ارشاد فرمایا: میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں عذاب جہنم سے، اور
عذاب قبر سے، اور مسیح دجال کے شر سے، اور زندگی اور موت کے
فتنہ کے شر سے۔''

یہودیوں کا درخت

(۶) ﴿عن ابی ھریرة رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ ﷺ
قال: لاتقوم الساعة حتی یقاتل المسلمون الیھود،
فیقتلھم المسلمون حتی یختبئ الیھودی من وراء
الحجر و الشجر، فیقول الحجر او الشجر: یا مسلم!
یا عبداللّٰہ! ھذا الیھودی من خلفی فتعال فاقتلہ الا
الغرقد فانہ من شجر الیھود﴾

(مسند احمد ج ۲ ص ۴۱۷ بحوالہ التصلیہ ص ۱۲۳)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے

فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مسلمان یہودیوں سے قتال نہ کرلیں، چنانچہ مسلمان یہودیوں کو قتل کریں گے حتی کہ اگر کوئی یہودی کسی پتھر یا درخت کی آڑ میں چھپنا چاہے گا تو وہ پتھر یا درخت پکار کر کہے گا اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے پس تو آ کر اس کو قتل کر، سوائے غرقد کے کہ وہ یہودیوں کا درخت ہے (اس لئے وہ کچھ نہیں بولے گا۔)

فائدہ

گذشتہ صفحات میں یہ بات گذر چکی ہے کہ دجال کے لئے ''بنو تمیم'' انتہائی کڑوا گھونٹ ثابت ہوں گے اور اس سے خوب جم کر لڑیں گے۔ بخاری اور مسلم کی یہ روایت بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے۔ اس کا متن اور ترجمہ صفحہ نمبر پر ملاحظہ کیجئے۔

(ر) ﴿عن ابی هريرة قال: احدثكم ما سمعت عن رسول الله ﷺ الصادق المصدوق: ان الاعور الدجال مسيح الضلالة يخرج من قبل المشرق فی زمن اختلاف الناس، و فرقة، فيبلغ ماشاء الله ان يبلغ من الارض فی اربعين يوما، الله اعلم ما مقدارها [مرتين] و ينزل عيسى بن مريم فيؤمهم، فاذا رفع راسه من الركعة قال: سمع الله لمن حمده، قتل الله الدجال و اظهر المؤمنين﴾ (ابن حبان فی صحیحہ الاحسان ج ۸ ص ۲۸۶)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تم سے حضور ﷺ کے حوالے سے سنی ہوئی ایک حدیث ذکر کرتا ہوں کہ کانا

دجال جو کہ ''مسیح الضلالۃ'' ہوگا، لوگوں کے درمیان اختلاف اور افتراق کے زمانے میں مشرق کی طرف سے نکلے گا اور جہاں تک اللہ کو منظور ہوگا، وہ چالیس دنوں میں پوری زمین پر چھا جائے گا اور اللہ ہی اس کی مقدار جانتے ہیں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا (اور وہ پہلی نماز چھوڑ کر باقی نمازوں میں) مسلمانوں کی امامت فرمائیں گے، جب رکوع سے سر اٹھائیں گے تو یہ جملہ ارشاد فرمائیں گے۔

''سمع اللّٰہ لمن حمدہ،
قتل اللّٰہ الدجال، و اظہر المؤمنین''

(۹) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت

دجال کی عاجزی اور درماندگی

(الف) ﴿عن ابی سعید الخدری قال: حدثنا رسول اللّٰہ ﷺ حدیثا طویلا عن الدجال فکان فیما حدثنا بہ ان قال: یاتی الدجال، و ہو محرم علیہ ان یدخل نقاب المدینۃ. ینزل بعض السباخ التی تلی بالمدینۃ، فیخرج الیہ یومئذ رجل ہو خیر الناس او من خیر الناس، فیقول: اشہد انک الدجال الذی حدثنا عنک رسول اللّٰہ ﷺ حدیثہ، فیقول الدجال: ارأیت ان قتلت ہذا ثم احییتہ، ہل تشکون فی الامر؟ فیقولون: لا، فیقتلہ ثم یحییہ فیقول حین یحییہ: واللّٰہ ماکنت قط اشد بصیرۃ منی الیوم، فیقول الدجال: اقتلہ، فلایسلط علیہ﴾ (البخاری: ۲۸۸۲۔۱۳۲/۲۔مسلم ۲۲۷۵)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ہمارے سامنے دجال سے متعلق ایک طویل حدیث ذکر فرمائی، ان میں سے چند باتیں یہ بھی تھیں کہ دجال آئے گا۔ حالانکہ اس پر مدینہ کے ہر درّے میں سے داخل ہونا حرام ہے۔ اور مدینہ منورہ کے ساتھ متصل ایک کھاری زمین پر پڑاؤ ڈالے گا، اس کے آنے کی خبر سن کر اس کی طرف ایک آدمی جائے گا جو اس وقت لوگوں میں سب سے بہترین ہوگا اور کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کے متعلق حضور ﷺ نے ہم سے حدیث بیان فرمائی تھی، دجال (لوگوں سے مخاطب ہوکر) کہے گا کہ اچھا یہ بتاؤ! اگر میں اس کو قتل کر کے زندہ کروں تو کیا پھر بھی تم (میری ربوبیت کے) معاملے میں شک کرو گے؟ لوگ کہیں گے نہیں! چنانچہ وہ اس کو قتل کر کے زندہ کرے گا۔ وہ شخص زندہ ہونے کے بعد کہے گا کہ بخدا! آج سے پہلے مجھے تیرے معاملے میں اتنی زیادہ بصیرت حاصل نہیں ہوئی تھی، دجال چاہے گا کہ میں اس کو دوبارہ قتل کردوں لیکن اس کو اس پر قدرت نہیں دی جائے گی۔''

دجال اور ایک مردِ مؤمن

(ب) عن ابی سعید الخدری قال: قال رسول اللہ ﷺ: یخرج الدجال فیتوجه قبله رجل من المؤمنین، فتلقاه المسالح، مسالح الدجال، فیقولون له: این تعمد؟ فیقول: اعمد الی هذا الذی خرج، قال: فیقولون له: اوما تؤمن بربنا؟ فیقول: مابربنا خفاء، فیقولون:

اقتلوه: فيقول بعضهم لبعض: اليس قدنهاكم ربكم ان تقتلوا احدا دونه، قال: فينطلقون به الى الدجال، فاذا راه المؤمن قال: يايها الناس! هذا الدجال الذى ذكر رسول الله ﷺ، قال: فيا مر الدجال به فيشبح، فيقول: خذوه و شجوه، فيوسع ظهره و بطنه ضربا، قال ــــ: فيقول: اما تؤمن بى؟ قال: فيقول: انت المسيح الكذاب، قال: فيؤ مربه فيؤ شربا لمنشار من مفرقه حتى يفرق بين رجليه، قال: ثم يمشى الدجال بين القطعتين، ثم يقول له: قم، فيستوى قائما، قال: ثم يقول له: اتؤمن بى؟ فيقول: ما ازددت فيك الابصيرة، قال: ثم يقول: يايها الناس! انه لا يفعل بعدى باحدمن الناس، قال: فياخذه الدجال ليذبحه، فيجعل مابين رقبته الى ترقوته نحاسا، فلا يستطيع اليه سبيلا، قال: فياخذ بيديه ورجليه فيقذف به، فيحسب الناس انما قذفه الى النار، و انما القى فى الجنة ﴾

(مسلم: ۷۳۷۷)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، جب دجال کا خروج ہو چکے گا تو ایک مسلمان اس کی طرف روانہ ہوگا، راستے میں اس کو دجال کے مسلح افراد ملیں گے اور اس سے پوچھیں گے کہ کدھر کا ارادہ ہے؟ وہ کہے گا کہ میرا ارادہ اس شخص کے پاس جانے کا ہے جس کا خروج ہوا ہے، وہ کہیں گے کہ کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں رکھتا؟ وہ کہے گا کہ ہمارے رب کو پہچاننے میں کوئی پوشیدگی نہیں، یہ سن کر وہ

کہیں گے کہ اس کو قتل کر ڈالو، پھر آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے کہ کیا تمہیں تمہارے رب نے منع نہیں کیا تھا کہ اس کی موجودگی کے بغیر کسی کو قتل نہ کرنا چنانچہ وہ اس کو دجال کی خدمت میں لے کر روانہ ہو جائیں گے۔

وہ مرد مؤمن دجال کو دیکھتے ہی کہے گا کہ اے لوگو! یہ تو وہی دجال ہے جس کا ذکر حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ دجال اس کے متعلق حکم دے گا کہ اس کو کھینچا جائے، پھر کہے گا کہ اس کو پکڑ کر اس کا سر زخمی کر دو، چنانچہ اس کی کمر اور پیٹ پر بہت مار لگائی جائے گی پھر دجال اس سے کہے گا کہ کیا اب بھی تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ لیکن اس کا جواب یہی ہوگا کہ تو وہی مسیح کذاب ہے، پھر دجال آرہ منگوا کر اس کے ذریعے اس کے دو ٹکڑے کر کے دونوں پاؤں الگ کر دے گا اور جسم کے ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا پھر اس کو حکم دے گا کھڑا ہو جا! وہ سیدھا کھڑا ہو جائے گا۔ دجال پھر اس سے پوچھے گا کہ اب مجھ پر ایمان لاتا ہے یا نہیں؟ وہ کہے گا کہ تیرے بارے میں میری بصیرت اور بڑھ گئی ہے۔

پھر کہے گا کہ اے لوگو! میرے بعد اب کسی کے ساتھ دجال ایسا سلوک نہیں کر سکے گا۔ دجال اس کو پکڑ کر ذبح کرنا چاہے گا لیکن اس مرد مؤمن کی گردن سے ہنسلی تک کا حصہ تانبے کا بنا دیا جائے گا اور دجال اس کو قتل کرنے کی کوئی سبیل نہ پائے گا، (غصے میں آکر) اس کو ہاتھوں اور پاؤں سے پکڑ کر پھینکے گا، لوگ یہ سمجھیں گے کہ اس کو آگ میں پھینکا ہے حالانکہ وہ جنت میں پہنچ چکا ہوگا۔"

فائدہ

گذشتہ صفحات میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث گذر چکی ہے جس میں ان کے اور ابن صیاد کے درمیان ایک مکالمہ کا ذکر ہے تفصیلات کے لئے گذشتہ صفحات اور حوالہ کے لیے مسلم شریف حدیث نمبر ۷۳۴۸ تا ۷۳۵۰ ملاحظہ فرمائیں۔ اسی طرح حافظ ابن کثیرؒ نے النھایہ ص ۸۸ پر مسند احمد کے حوالے سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت درج کی ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اس لئے یہاں اس کو ذکر نہیں کیا گیا۔

(۱۰) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایات

مدینہ منورہ میں تین زلزلے

(الف) ﴿حدثنی انس بن مالک عن النبی ﷺ قال: لیس من بلد الا سیطؤه الدجال الا مکة و المدینة، لیس له من نقابها نقب الا علیه الملئکة صافین یحرسونها، ثم ترجف المدینة باهلها ثلاث رجفات. فیخرج اللّٰه کل کافر و منافق﴾

(البخاری ۱۸۸۱، ۷۱۳۴، ۷۱۳۳، ۷۴۷۳)

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے حوالے سے یہ حدیث نقل فرمائی کہ مکہ اور مدینہ کے علاوہ کوئی شہر ایسا نہیں بچے گا جس کو دجال اپنے پاؤں تلے نہ روندے، کہ اس کے ہر درّے پر صف بستہ فرشتے پہرہ داری کر رہے ہوں گے، پھر مدینہ میں تین زلزلے آئیں گے جن کے ذریعے اللہ ہر کافر اور منافق کو مدینہ سے باہر نکال دیں گے۔

فائدہ

یہ حدیث مسند احمد ج ۳ ص ۹۱ پر بھی مروی ہے اور مسلم میں ۲۹۰ پر۔

دجال کی آنکھیں

(ب) ﴿حدثنا انس بن مالک ان نبی اللہ ﷺ قال: الدجال مکتوب بین عینیہ ک.ف.ر ای کافر﴾

(صحیح مسلم: ۳۶۴ ۔ مسند احمد ج ۳ ص ۱۱۵)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے حوالے سے یہ حدیث نقل فرمائی کہ دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک، ف، ر لکھا ہوگا یعنی کافر۔

فائدہ

یہی حدیث معمولی فرق کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے ابوداؤد شریف میں بھی مروی ہے۔ حدیث نمبر ۴۳۱۶۔

اسی طرح یہی حدیث ترمذی شریف میں بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۲۲۴۲، ۲۲۴۵۔

حضور ﷺ کا معمول

(ج) ﴿عن انس قال: کان رسول اللہ ﷺ یتعوذ بھؤلاء الکلمات کان یقول: اللھم! انی اعوذبک من الکسل، والھرم، والجبن، و البخل، و سوء الکبر، و فتنة الدجال، و عذاب القبر﴾ (نسائی ۵۴۹۷)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ان کلمات کے ذریعے اللہ کی پناہ میں آتے تھے کہ اے اللہ! میں سستی، بڑھاپے، بزدلی، بخل، بری عمر، فتنہ، دجال اور عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

چھ چیزوں سے قبل نیک اعمال کرلو!

(د) ﴿عن انس بن مالک عن رسول اللّٰہ ﷺ قال: بادروا بالاعمال ستا: طلوع الشمس من مغربها، والدخان، ودابة الارض، والدجال، وخويصة احدكم، و امر العامة﴾ (ابن ماجہ: ۴۰۵۶)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا چھ چیزوں سے پہلے نیک اعمال کی طرف سبقت کرلو۔ (۱) مغرب سے طلوع آفتاب۔ (۲) دھواں (۳) دابۃ الارض (۴) دجال (۵) خاص فتنہ جو تم میں سے کسی کسی کو پیش آئے (۶) عام فتنہ جو سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔

مکان خروج دجال

(ہ) ﴿عن انس بن مالک قال قال رسول اللّٰہ ﷺ: يخرج الدجال من يهودية اصبهان معه سبعون الفا من اليهود عليهم السيجان﴾ (مسند احمد ج ۳ ص ۲۲۴ کذا فی التحلیہ ص ۹۰)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال کا خروج اصفہان کے علاقہ ''یہودیہ'' سے ہوگا، اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے جن پر عمدہ اور

قیمتی چادریں ہوں گی"۔

(و) ﴿عن انس بن مالک قال: قال رسول اللہ ﷺ: ان امام الدجال سنین خداعة یصدق فیها الکاذب، و یکذب فیها الصادق، و یخون فیها الامین و یؤتمن فیها الخائن، و یتکلم فیها الرو یبضة، قیل: وما الرویبضة؟ قال: الفویسق یتکلم فی امر العامة﴾ (مسند احمد ج ۳ ص ۲۲۰)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: دجال سے پہلے کچھ دھوکے اور فریب کے سال ہوں گے، جن میں جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا، امین کو خائن اور خائن کو امین قرار دیا جائے گا اور اس میں "رویبضہ" کلام کرے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ رویبضہ کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ فاسق آدمی بھی امور عامہ میں رائے زنی کرنے لگے گا۔"

(۱۱) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایات

خروج دجال برحق ہے

(الف) ﴿عن معاذ بن جبل قال: قال رسول اللہ ﷺ: عمران بیت المقدس خراب یثرب، و خراب یثرب خروج الملحمة، و خروج الملحمة فتح القسطنطینیة، و فتح قسطنطینیة خروج الدجال، ثم ضرب بیده علی فخذ الذی حدثه او منکبه، ثم قال: ان هذا لحق کما انک هٰهنا او کما انک قاعد یعنی معاذ بن جبل﴾

(ابوداؤد: ۴۲۹۴)

"حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور

ﷺ نے فرمایا: بیت المقدس کا آباد ہونا دراصل ''یثرب'' کی ویرانی ہے اور ''یثرب'' کا ویران ہونا درحقیقت جنگوں کا ظہور ہے اور جنگوں کا ظہور فتح قسطنطنیہ کا پیش خیمہ ہے اور فتح قسطنطنیہ درحقیقت خروج دجال کی علامت ہے، پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس شخص کی ران یا کندھے پر مارا جس سے آپ ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی تھی اور فرمایا کہ جس طرح تمہارا یہاں بیٹھا ہونا برحق ہے اسی طرح یہ بھی برحق ہے۔ مراد اس شخص سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔''

جنگ عظیم اور خروج دجال

(ب) ﴿عن ابی بحریة صاحب معاذ بن جبل عن النبی ﷺ قال: الملحمة العظمی و فتح القسطنطینیة و خروج الدجال فی سبعة اشهر﴾ (ترمذی: ۲۲۳۸)

''حضرت معاذ بن جبل کے شاگرد ابوبحریہ ان کے حوالے سے، حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جنگ عظیم، فتح قسطنطنیہ اور خروج دجال سات مہینوں کے اندر سب کچھ ہو جائے گا۔''

فائدہ

یہی حدیث سنن ابن ماجہ میں بھی مروی ہے۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر۴۰۹۲۔

فتنہء دجال کی اہمیت

(ج) ﴿عن جنادة ابن ابی امیة ان قوما دخلوا علی معاذ بن

جبل، و هو مريض، فقالوا له: حدثنا حديثا سمعته من رسول الله ﷺ لم تنسه، فقال: اجلسوني فاخذ بعض القوم بيده، و جلس بعضهم خلفه، فقال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: ما من نبي الاوقد حذر امته الدجال الخ﴾

(اخرجہ یعقوب بن سفیان الفسوی فی مسندہ، کذا فی التصایۃ ص ۹۳)

"جنادہ بن ابی امیہ کہتے ہیں کہ لوگوں کی ایک جماعت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ بیمار تھے، لوگوں نے درخواست کی کہ کوئی ایسی حدیث حضور ﷺ کے حوالے سے ہمیں سنائیے جو آپ بھولے نہ ہوں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے بٹھا دو! لوگوں نے اٹھا کر بٹھا دیا، آپ رضی اللہ عنہ ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھ گئے (تاکہ گر نہ جائیں) اور آپ کو سہارا دینے کے لئے پیچھے بھی ایک آدمی بیٹھ گیا۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ یوں گویا ہوئے کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر نبی نے اپنی قوم کو فتنۂ دجال سے ڈرایا ہے۔ میں بھی تمہیں اس کے فتنہ سے ڈراتا ہوں"۔

(۱۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایات

دجال کا طوافِ کعبہ کرنا

(الف) ﴿عن نافع، قال عبدالله: ذكر النبي ﷺ يوما بين ظهراني الناس المسيح الدجال فقال: ان الله ليس باعور، الا ان المسيح الدجال اعور العين اليمنى كان عينه عنبة طافية و اراني الليلة عند الكعبة في المنام فاذا

رجل آدم کاحسن مایری من ادم الرجال، تضرب لمته بین منکبیه، رجل الشعر یقطر راسه ماء، واضعاً یدیه علی منکبی رجلین وهو یطوف بالبیت فقلت: من هذا؟ فقالوا هذا المسیح ابن مریم، ثم رایت رجلا وراءه جعدا قططا اعور العین الیمنی کاشبه من رایت بابن قطن، واضعاً یدیه علی منکبی رجل یطوف بالبیت فقلت: من هذا؟ فقالوا المسیح الدجال﴾

(البخاری. ۳۴۳۹، ۳۴۴۰، ۳۴۴۱)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے لوگوں کے سامنے مسیح دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا، خدا کانا نہیں ہوسکتا، مسیح دجال دائیں آنکھ سے کانا ہوگا گویا کہ اس کی آنکھ انگور کا پھولا ہوا دانہ ہوگی۔

آج رات مجھے خواب میں خانہ کعبہ کے پاس دکھایا گیا کہ ایک گندمی رنگ کا آدمی، جو مردوں میں سب سے زیادہ خوبصورت گندمی رنگ ہوسکتا ہے، اس کے بال دونوں کندھے کے درمیان تک لٹکے ہوئے ہیں، ہلکے گھونگھریالے بال اور ان سے پانی ٹپک رہا تھا، اس نے اپنے ہاتھ دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے ہیں اور بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ مسیح ابن مریم ہیں۔ پھر میں نے ایک اور شخص کو دیکھا جو اس کے پیچھے پیچھے تھا، انتہائی گھونگھریالے بال، دائیں آنکھ سے کانا، اس کے سب سے زیادہ مشابہ جس کو میں نے دیکھا ہے وہ عبدالعزی بن قطن ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ ایک آدمی کے کندھوں پر رکھے ہوئے تھے اور بیت

اللہ کا طواف کر رہا تھا، میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ مسیح دجال ہے۔''

فائدہ

اس حدیث کا ابتدائی حصہ مسلم شریف میں بھی مروی ہے۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۷۳۶۱ اسی طرح مؤطا مالک ص ۷۱۲ پر بھی یہ مکمل حدیث مروی ہے۔

کچھ فتنوں کا ذکر

(ب) ﴿عن عبداللّٰه بن عمر يقول: كنا قعودا عند رسول اللّٰه ﷺ فذكر الفتن فاكثر في ذكرها حتى ذكر فتنة الاحلاس، فقال قائل: يارسول اللّٰه! وما فتنة الاحلاس؟ قال: هي هرب و حرب، ثم فتنة السراء دخنها من تحت قدمي رجل من اهل بيتي، يزعم انه مني و ليس مني، و انما اوليائي المتقون، ثم يصطلح الناس على رجل كورك على ضلع، ثم فتنة الدهيماء: لاتدع احدا من هذه الامة الالطمته لطمة، فاذا قيل انقضت تمادت، يصبح الرجل فيها مؤمنا و يمسي كافرا، حتى يصير الناس الى فسطاطين: فسطاط ايمان لانفاق فيه، و فسطاط نفاق لاايمان فيه، فاذا كان ذاكم فانتظروا الدجال من يومه او من غده﴾ (ابوداؤد: ۴۲۴۲)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے فتنوں کا ذکر شروع فرما دیا اور بہت سارے فتنوں کو بیان کیا، یہاں

تک کہ ''فتنہء احلاس'' کا ذکر فرمایا، ایک شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ! ''فتنہء احلاس'' سے کیا مراد ہے؟ فرمایا وہ بھاگنا اور لڑنا ہوگا۔

پھر سراء کا فتنہ ہوگا جس کی تاریکی اس شخص کے قدموں کے نیچے سے نکلے گی جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا، اور اس کا گمان یہ ہوگا کہ وہ مجھ سے ہے حالانکہ وہ مجھ سے نہیں ہوگا، میرے دوست تو ''متقی'' ہیں، پھر لوگ ایک ایسے شخص پر متفق ہو جائیں گے جو پسلی پر کولہے کی مانند ہوگا۔

پھر ''فتنہء دھیماء'' ہوگا جو اس امت کے کسی شخص کو بھی نہیں چھوڑے گا جس کو اس نے نہ تھپیڑا ہو، جب لوگ کہیں گے کہ یہ فتنہ ختم ہوگیا ہے تو وہ پھر بھڑک اٹھے گا، اس فتنے میں آدمی صبح کے وقت مسلمان اور شام کو کافر ہوگا تا آنکہ لوگ دو خیموں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک خیمہ ایمان کا ہوگا جس میں نفاق بالکل نہ ہوگا اور ایک خیمہ نفاق کا ہوگا جس میں ایمان بالکل نہ ہوگا۔ جب تم پر ایسے حالات آجائیں تو اسی دن یا اس سے اگلے دن خروج دجال کے منتظر رہنا۔''

فائدہ

اس حدیث میں چند فتنوں کی پیشین گوئی فرمائی گئی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس کی مختصر سی وضاحت نقل کر دی جائے۔

فتنہء احلاس

اصل میں ''احلاس'' جمع ہے ''حلس'' کی جس کا معنی ہے ٹاٹ۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح ٹاٹ ایک طویل عرصے تک زمین پر بچھا رہتا ہے اس طرح آخر زمانے

میں ایک فتنہ لوگوں پر عرصہ دراز تک قائم رہے گا جس کی وجہ سے لوگ مشکلات اور مصائب کا شکار رہیں گے۔ اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ لوگ ایک دوسرے کا مال زبردستی چھین لیا کریں گے، لوٹ مار کا بازار گرم ہوگا اور آپس میں دشمنی اور عداوت کی وجہ سے ایک دوسرے سے بھاگیں گے۔

حدیث کا یہ ٹکڑا ہمارے لئے ایک ''تازیانہء عبرت'' ہے، ہم اپنے گردوپیش کا جائزہ لے کر دیکھیں کہ کیا حالات ایسے ہی نہیں ہیں؟ بھائی بھائی میں اتنی عداوت ہے کہ ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کے روادار نہیں، باپ بیٹے کے درمیان نفرت کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی جارہی ہے۔ ایک دوسرے کا مال ناحق ہڑپ کرنے اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے، دن دیہاڑے بھرے بازار میں ایک شریف آدمی کو لوٹ لیا جاتا ہے کوئی فریادرس نہیں پہنچتا، جنگ وجدال اس قدر کہ الامان والحفیظ، ہمیں اپنا جائزہ لینا ہوگا کہ کہیں ہم اس فتنے کا حصہ تو نہیں بن رہے؟

فتنہء سراء

اس کا مطلب یہ ہے کہ آخر زمانے میں اسلام کے کچھ ایسے دعویدار پیدا ہو جائیں گے جو اندر ہی اندر اسلام کی جڑیں کھوکھلی کر ڈالیں گے اور سازشوں کا جال پھیلا کر مسلمانوں میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑکا دیں گے اور بعض حضرات نے اس سے ''واقعہء حرہ'' مراد لیا ہے جس کی تفصیلات کتب حدیث میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

''پسلی کے اوپر کولہے کی مانند ہوگا'' کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کولہے کی ہڈی کو پسلی کی ہڈی پر چڑھا دینے سے کولہا اپنی جگہ پر قائم نہیں رہ سکتا اور پسلی کی ہڈی کے ساتھ اس کا جوڑ نہیں بیٹھ سکتا اسی طرح وہ شخص حکومت کے قابل نہیں ہوگا۔

فتنہء دھیماء

''دھیماء'' کا لفظ ''دھماء'' سے نکلا ہے جس کا معنی ہے سیاہ اور تاریک۔

مطلب یہ ہے کہ جس طرح رات کی سیاہی اور تاریکی ہر شخص کو اندھیرے میں مبتلا کر دیتی ہے اسی طرح اس فتنہ کی ظلمت ہر شخص کے دل و دماغ پر اثر انداز ہوگی اور ہر ایک کے قوائے فکر و عمل پر تاریک سایہ بن کر چھا جائے گی۔

تنبیہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ترمذی شریف میں دجال کے کانا ہونے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا اس کے فتنے سے ڈرانا مذکور ہے۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۲۲۳۵۔

مسلمانوں کا دجال پر تسلط

(ج) ﴿عن ابن عمر قال: قال رسول الله ﷺ: ينزل الدجال في هذه السبخة بمرقناة، فيكون اكثر من يخرج اليه النساء، حتى ان الرجل ليرجع الى حميمه، و الى امه، و ابنته، و اخته، و عمته، فيوثقها رباطا مخافة ان تخرج اليه، ثم يسلط الله المسلمين عليه، فيقتلونه، و يقتلون شيعته حتى ان اليهودي ليختبئ تحت الشجرة او الحجر، فيقول الحجر او الشجرة للمسلم: هذا يهودي تحتي فاقتله﴾ (مسند احمد ج ۲ ص ۶۷ بحوالہ النہایۃ ص ۱۰۲)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال اس کھاری زمین میں ”مرقناۃ“ کے پاس پڑاؤ ڈالے گا۔ اس کے پاس ”عورتیں“ سب سے زیادہ جانے والی ہوں گی یہاں تک کہ ایک آدمی اپنی بیوی، ماں، بیٹی، بہن اور پھوپھی کے پاس آکر ان کو رسی سے باندھ دے گا اس ڈر سے کہ

کہیں یہ دجال کے پاس نہ چلی جائیں۔

پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دجال پر غلبہ عطا فرما دیں گے اور وہ اس کو قتل کر ڈالیں گے اور اس کے تمام ہمنواؤں کو بھی۔ حتی کہ ایک یہودی کسی درخت یا پتھر کے نیچے چھپنا چاہے گا تو وہ شجر یا حجر مسلمان کو پکار کر کہے گا کہ یہ یہودی میرے نیچے چھپا ہوا ہے آکر اس کو قتل کر"۔

فائدہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مسند احمد میں ایک روایت مروی ہے جس کا مضمون تو کئی مرتبہ گذشتہ صفحات میں گذر چکا ہے لیکن اس کی تمہید بڑی عجیب ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم "حجۃ الوداع" کی باتیں کیا کرتے تھے، ہمیں کیا خبر تھی کہ اب حضور ﷺ ہی رخصت ہونے والے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے اس "حجۃ الوداع" میں جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں "ذکر دجال" بھی تفصیل واطناب سے فرمایا۔

راقم کا خیال تھا کہ شاید سند کے اعتبار سے یہ روایت ضعیف ہو لیکن اس حدیث کے جتنے راوی ہیں ان سب سے امام بخاریؒ نے اپنی کتاب "صحیح بخاری" میں روایت نقل کی ہے اس لئے سند کے اعتبار سے اس حدیث پر کوئی حرف شک نہیں اٹھایا جا سکتا۔ اب قابل افسوس یہ بات ہے کہ ہمیں خطبہ حجۃ الوداع کی وہ تاریخی دستاویز دستیاب نہیں ہوسکی جس میں دیگر احکام کے ساتھ ساتھ فتنوں کی اس "جز" کا بھی تذکرہ ملتا ہو۔

(د) ﴿۸﴾ سال رجل ابن عمر عن المتعة. متعة النساء. وانا عنده، فقال: واللّٰه! ما كنا على عهد رسول الله ﷺ زانين ولا مسافحين، ثم قال: والله! لقد سمعت رسول اللّٰه ﷺ يقول: ليكونن قبل يوم القيمة المسيح

الدجال، و کذابون ثلاثون او اکثر﴾ (مسند احمد ج ۲ ص ۹۵)

"راوی کہتے ہیں کہ میری موجودگی میں ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کا مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا بخدا! ہم حضور ﷺ کے زمانے میں بھی بدکار اور شہوت ران نہ تھے، پھر فرمایا بخدا! میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت سے پہلے مسیح دجال ضرور آئے گا، اسی طرح تیس یا زیادہ کذاب بھی آئیں گے۔"

(۱۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات

نماز میں پڑھی جانے والی دعاء

(الف) ﴿عن عائشة رضی اللہ عنها ان النبی ﷺ کان یقول: اللهم انی اعوذبک من الکسل و الهرم، والمأثم و المغرم، و من فتنة القبر و عذاب القبر، و من فتنة النار و عذاب النار، و من شر فتنة الغنی، و اعوذبک من فتنة الفقر، و اعوذبک من فتنة المسیح الدجال الخ﴾ (صحیح البخاری: ۶۳۶۸)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ دعا کرتے ہوئے فرماتے تھے، اے اللہ! میں سستی، بڑھاپے، گناہوں، قرضوں، فتنہء قبر، عذاب قبر، فتنہء نار، عذاب جہنم، مالداری کے فتنہ کے شر سے، فقر و فاقہ کے فتنہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور تیری پناہ میں آتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے۔"

فائدہ

یہ حدیث بخاری شریف میں آٹھ جگہ پر مروی ہے۔ جن میں سے ایک کے اندر یہ الفاظ بھی ہیں کہ حضور ﷺ دوران نماز فتنہ دجال سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے امام بخاریؒ نے اس حدیث سے پہلے باب باندھا "باب الدعاء قبل السلام" یعنی نماز کا سلام پھیرنے سے پہلے پڑھی جانے والی دعاء۔ اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی۔ انشاء اللہ

تنبیہ

یہی حدیث مسلم شریف میں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۱۳۲۳۔ اسی طرح ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸۳۸۔

(ب) نسائی شریف میں نماز کسوف سے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں کسوف شمس کے موقع پر حضور ﷺ کی نماز کا طریقہ مذکور ہے اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں۔

﴿فلما انصرف قعد على المنبر فقال فيما يقول: ان الناس يفتنون في قبورهم كفتنة الدجال الخ﴾

(نسائی: ۱۴۷۶)

"جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے تو منبر پر تشریف فرما ہوئے اور منجملہ ارشادات کے ایک بات یہ بھی فرمائی کہ لوگوں کو ان کی قبروں میں اسی طرح فتنہ میں مبتلا کیا جاتا ہے جس طرح فتنہ دجال میں مبتلا کیا جائے گا۔"

فائدہ

مطلب یہ ہے کہ جس طرح فتنہ دجال کا ظہور برحق ہے اسی طرح عذاب قبر

بھی ہوتی ہے۔

زمانہ دجال میں بہترین مال

(ج) ﴿عن عائشة ان رسول الله ﷺ ذكر جهدا بين يدى الدجال، فقالوا: اى المال خير يومئذ؟ قال: غلام شديد يسقى اهله المال، و اما الطعام فليس، قالوا: فما طعام المؤمنين يومئذ؟ قال: التسبيح و التكبير، والتحميد، والتهليل، قالت عائشة: فاين العرب يومئذ؟ قال: العرب يومئذ قليل﴾ (مسند احمد ج ٦ ص ٧٥ بحوالہ النھایۃ ص ١٠٩)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن حضور ﷺ نے قبل از دجال پیش آنے والے شدائد کا ذکر فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اس دن کون سا مال بہترین ہوگا؟ فرمایا وہ طاقتور غلام جو اپنے گھر والوں کو پانی لا کر پلا سکے۔ باقی کھانا، تو وہ ہوگا نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ پھر مؤمنین کی غذا کیا ہوگی؟ فرمایا تسبیح و تکبیر اور تحمید و تہلیل۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ اس وقت اہلِ عرب کہاں ہوں گے؟ فرمایا اس وقت اہلِ عرب تعداد میں تھوڑے ہوں گے۔

مقتلِ دجال بابِ لد

(د) ﴿قالت عائشة: دخل على رسول الله ﷺ و انا ابكى، فقال لى: مايبكيك؟ قلت: يارسول الله! ذكرت الدجال فبكيت، فقال رسول الله ﷺ: ان يخرج الدجال و انا حى كفيتكموه، ان يخرج بعدى فان ربكم

لیس باعور، انه یخرج فی یهودیة اصبهان حتی یاتی المدینة فینزل ناحیتها، ولها یومئذ سبعة ابواب علی کل نقب منها ملکان فیخرج الیه شرار اهلها حتی یاتی الشام مدینة بفلسطین بباب لد، فینزل عیسی ابن مریم فیقتله، ثم یمکث عیسی فی الارض اربعین سنة اماما عادلا و حکما مقسطا﴾ (مسند احمد ج ۶ ص ۷۵ بحوالہ النہایہ ص ۱۱۰)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے، میں رو رہی تھی، آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیوں رو رہی ہو؟ میں نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ نے دجال کا تذکرہ فرمایا اس سے مجھے رونا آگیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر دجال میری زندگی میں نکل آیا تو میں تمہاری طرف سے کفایت کروں گا اور اگر وہ میرے بعد نکلا تو یاد رکھو! کہ تمہارا رب کانا نہیں۔

دجال اصفہان کے علاقہ ''یہودیہ'' سے خروج کرے گا اور قطع مسافت کرتا ہوا مدینہ منورہ پہنچے گا اور اس کی ایک جانب میں پڑاؤ ڈال لے گا۔ مدینہ کے اس وقت سات دروازے ہوں گے جن میں سے ہر ایک پر دو فرشتے موجود ہوں گے، مدینہ کے شریر لوگ نکل کر اس کی طرف چلے جائیں گے یہاں تک کہ دجال شام میں فلسطین کے شہر میں ''باب لد'' پر آئے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر اس کو قتل کریں گے اور زمین میں چالیس سال کی مدت تک ٹھہرے رہیں گے امام عادل اور انصاف پسند حاکم کی حیثیت سے۔''

(۱۴) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت

صحابہء کرام رضی اللہ عنہم کا فتنہء دجال سے خوف

﴿قالت ام سلمة: ذكرت المسيح الدجال ليلة فلم ياتني النوم، فلما اصبحت دخلت على رسول الله ﷺ فاخبرته، فقال: لاتفعلي فانه ان يخرج و انا فيكم يكفيكم الله بي، و ان يخرج بعد ان اموت يكفيكم الله بالصالحين الخ﴾ (اتحاف ص ۱۱۲)

''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات مجھے ''دجال'' یاد آ گیا تو مجھے ساری رات نیند نہیں آئی، صبح کے وقت میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارا واقعہ عرض کیا، آپ ﷺ نے مجھے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ایسا نہ کرو، اس لئے کہ اگر وہ میری موجودگی میں نکلا تو اللہ تعالیٰ میرے ذریعے تمہاری کفایت فرمائیں گے اور اگر میرے انتقال کے بعد نکلا تو اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے ذریعے تمہاری کفایت فرمائیں گے۔''

(۱۵) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت

سبب خروج دجال

﴿عن نافع قال: لقى ابن عمر ابن صياد في بعض طرق المدينة، فقال له قولا اغضبه، فانتفخ حتى ملأ السكة، فدخل ابن عمر على حفصة و قد بلغها، فقالت له: رحمك الله! ما اردت من ابن صياد؟ اما علمت ان

رسول اللہ ﷺ قال: انما یخرج من غضبة یغضبها﴾
(صحیح مسلم. ۷۳۵۹)

''حضرت نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مدینہ کے کسی راستے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ملاقات ابن صیاد سے ہوگئی، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کوئی ایسی بات کہہ دی جس سے اسے غصہ آگیا اور وہ اتنا پھولا کہ پوری گلی کو بھر دیا، اس کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں پہنچے تو انہیں اس کی خبر مل چکی تھی، وہ فرمانے لگیں کہ اللہ تجھ پر رحم کرے، تو ابن صیاد سے کیا چاہتا ہے؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے'' دجال کسی بات پر غضب ناک ہو کر نکل آئے گا''۔

(۱٦) حضرت عبادة بن الصامت رضی اللہ عنہ کی روایت

دجال کا قد وقامت

﴿عن عبادة بن الصامت انه حدثهم، ان رسول اللہ ﷺ قال: انی قد حدثتکم عن الدجال حتی خشیت ان لا تعقلوا، ان مسیح الدجال رجل قصیر، افحج، جعد، اعور، مطموس العین، لیس بناتئة ولا جحراء، فان البس علیکم فاعلموا ان ربکم لیس باعور﴾

(ابوداؤد. ۴۳۲۰)

''حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگردوں کو یہ حدیث سنائی کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے دجال سے متعلق تم سے اتنی حدیثیں بیان کی ہیں کہ مجھے خدشہ ہوگیا ہے کہ کہیں تم سمجھ نہ سکو (اور التباس کا شکار ہو جاؤ)۔ دجال پستہ قد، پھدا،

انتہائی گھونگھریالے بالوں والا، ایک آنکھ سے کانا اور دوسری بالکل سپاٹ جو نہ ابھری ہوگی اور نہ دھنسی ہوئی، اب بھی اگر تم التباس کا شکار ہو تو یہ جان لو کہ تمہارا رب کانا نہیں ہے۔"

(۱۷) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت

اللہ کے نزدیک دجال کی حیثیت

﴿حدثنی قیس قال: قال لی المغیرة بن شعبة: ماسال احد النبی ﷺ عن الدجال ما سالته، و انه قال لی: ما یضرک منه؟ قلت لانهم یقولون: ان معه جبل خبز و نهر ماء، قال: بل هوا هون علی اللّٰہ من ذلک﴾

(البخاری ۷۱۲۲۔ مسلم: ۷۳۷۸۔ ابن ماجہ ۴۰۷۳)

"قیس کہتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ذکر فرمایا کہ دجال سے متعلق جتنے سوالات میں نے حضور ﷺ سے پوچھے ہیں، کسی اور نے نہیں پوچھے، حتی کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے مجھ سے یہ پوچھ ہی لیا کہ تمہیں اس کی کس بات سے نقصان کا اندیشہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں اس کے ساتھ روٹی کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک اس کا مرتبہ اس سے کم ہے۔"

(۱۸) حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی روایات

دجال کے ساتھ دو نہریں ہوں گی

(الف) ﴿عن حذیفة عن النبی ﷺ قال فی الدجال: ان معه ماء و نارا فناره ماء بارد و ماؤه نار﴾

(صحیح البخاری ۷۱۳۰۔ صحیح مسلم ۷۳۶۸)

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے دجال کے متعلق فرمایا کہ اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی، اس کی آگ درحقیقت ٹھنڈا پانی ہوگا اور پانی آگ ہوگی۔''

فائدہ

یہی روایت سنن ابن ماجہ میں بھی مروی ہے۔ البتہ شروع میں دجال کا بائیں آنکھ سے کانا ہونا اور گنجان بالوں والا ہونا مذکور ہے۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۴۰۷۱۔

واقعاتی تناظر و ترتیب

(ب) ﴿عن سبیع بن خالد قال: اتیت الکوفة فی زمن فتحت تستر اجلب منها بغالا، فدخلت المسجد فاذا صدع من الرجال، واذا رجل جالس تعرف، اذا رایته انه من رجال اهل الحجاز، قال: قلت: من هذا؟ فتجهمنی القوم و قالوا: اما تعرف هذا؟ هذا حذیفة بن الیمان صاحب رسول اللّٰه ﷺ، فقال حذیفة: ان الناس کانوا یسالون رسول اللّٰه ﷺ عن الخیر و کنت اساله عن الشر فاحدقه القوم بابصارهم، فقال: انی قداری الذی تنکرون، انی قلت: یارسول اللّٰه! ارایت هذا الخیر الذی اعطانا اللّٰه تعالٰی ایکون بعده شر کما کان قبله؟ قال: نعم، قلت: فما العصمة من ذلک؟ قال: السیف! قلت یارسول اللّٰه! ثم ماذا یکون؟ قال: ان کان للّٰه تعالٰی خلیفة فی الارض، فضرب ظهرک واخذ مالک

فاطعه و الا فمت و انت عاض بجذل شجرة، قلت: ثم ماذا؟ قال: ثم يخرج الدجال معه نهر و نار، فمن وقع في ناره و جب اجره و حط و زره، و من وقع في نهره وجب و زره و حط اجره، قال قلت: ثم ماذا؟ قال: ثم هي قيام الساعة﴾ (ابوداؤد:۴۲۴۴)

''سبیع بن خالد کہتے ہیں کہ جس زمانے میں تستر فتح ہوا، میں کوفہ آیا تھا، مجھے منافع میں کچھ خچر ملے تھے، میں مسجد میں داخل ہوا تو لوگوں کا ایک جتھا دیکھا جس کے درمیان ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کو دیکھ کر ہی آپ پہچان لیں کہ یہ اہل حجاز میں سے ہے، میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگ ہجوم کر کے میرے پاس آگئے اور کہا کہ کیا تم ان کو نہیں جانتے یہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں (اتنے میں) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ گویا ہوئے کہ لوگ حضور ﷺ سے ''خیر'' کے متعلق سوالات کرتے تھے اور میں ''شر'' کے متعلق سوال کرتا تھا۔

یہ سن کر لوگ اپنی آنکھوں کے حلقے گھمانے لگے،
حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اس کو ناپسند سمجھ رہے ہو، میں نے تو یہ عرض کیا تھا یارسول اللہ! کیا یہ خیر جو اللہ نے ہم کو عطا فرمائی ہے، اس کے بعد ''شر'' بھی ہوگا جیسے پہلے تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! میں نے پوچھا کہ پھر اس سے حفاظت کا ذریعہ کیا ہوگا؟ فرمایا، تلوار! میں نے عرض کیا کہ پھر کیا ہوگا؟ فرمایا اگر زمین میں اللہ کا کوئی خلیفہ ہو اور وہ تیری پشت پر مارے اور تیرا مال چھین لے تب بھی اس کی اطاعت کرنا ورنہ ایک درخت کی جڑ میں پناہ پکڑے ہونے کی حالت میں مر

جاتا، میں نے عرض کیا کہ پھر کیا ہوگا؟ فرمایا پھر: دجال نکل آئے گا جس کے ساتھ ایک نہر اور آگ ہوگی، جو شخص اس کی آگ میں چلا گیا تو اس کا اجر ثابت اور گناہ محو ہو گئے اور جو شخص اس کی نہر میں داخل ہو گیا، اس کے گناہ ثابت اور اجر محو ہو گئے۔ میں نے پوچھا کہ پھر کیا ہوگا؟ فرمایا پھر وہی قیام قیامت۔

(ج) ﴿عن حذیفة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: سیکون فی امتی کذابون دجالون: سبعة و عشرون، منهم اربعة نسوة، و انی خاتم النبیین، لانبی بعدی﴾ (مسند احمد ج ۵ ص ۳۹۶)

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب میری امت میں ستائیس کذاب و دجال ہوں گے جن میں سے چار عورتیں بھی ہوں گی، حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔''

(۱۹) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایات

دجال سے دور رہنے کی تاکید

(الف) ﴿عن ابی الدهماء قال: سمعت عمران بن حصین یحدث قال: قال رسول الله ﷺ: من سمع بالدجال فلینأ عنه، فوالله! ان الرجل لیاتیه و هو یحسب انه مؤمن، فیتبعه مما یبعث به من الشبهات، اولما یبعث به من الشبهات، هکذا قال﴾ (ابوداؤد ۴۳۱۹)

''ابوالدھماء کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص خروج

دجال کی خبر سنے، اسے چاہئے کہ دجال سے دور ہی رہے، کیونکہ بخدا! ایک آدمی دجال کے پاس آئے گا، وہ اپنے آپ کو مؤمن سمجھے گا لیکن درحقیقت اس کے ساتھ وہ شبہات لگ جائیں گے جو دجال کو دیئے جائیں گے۔''

فائدہ

یہی روایت مسند احمد ج ۴ ص ۴۳۱ پر بھی مروی ہے۔

دجال خدا کیسے ہوسکتا ہے؟

(ب) ﴿عن عمران بن حصين قال: قال رسول الله ﷺ: لقد اكل الطعام، و مشى فى الاسواق، يعنى الدجال﴾ (مسند احمد ج ۴ ص ۴۴۴، کذا فی التصلیہ ص ۱۲۶)

''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا یقیناً دجال کھانا بھی کھائے گا اور بازاروں میں بھی چلے پھرے گا (پھر وہ خدا کیونکر ہوسکتا ہے؟)''

(ج) ﴿عن عمران بن حصين قال: قال رسول الله ﷺ: لا تزال طائفة من امتى يقاتلون على الحق، ظاهرين على من ناواهم، حتى يقاتل آخرهم المسيح الدجال﴾ (ابوداؤد: ۲۴۸۴)

''حضرت عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر لوگوں سے قتال کرتا رہے گا، اور اپنے سے کنارہ کشی کرنے والوں پر غالب رہے گا تا آنکہ انہیں کے پچھلے مسیح دجال سے قتال کریں گے۔''

(۴۰) حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کی روایت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مذاکرۂ قیامت

﴿عن حذیفة بن اسید الغفاری قال: اطلع النبی ﷺ علینا و نحن نتذاکر، فقال: ماتذکرون؟ قالوا: نذکر الساعة، قال: انها لن تقوم حتی ترون قبلها عشر آیات، فذکر الدخان، والدجال، والدابة، و طلوع الشمس من مغربها، و نزول عیسی ابن مریم علیه السلام، و یاجوج و ماجوج، و ثلاثة خسوف، خسف بالمشرق و خسف بالمغرب، و خسف بجزیرة العرب، و آخر ذلک نار تخرج من الیمن، تطرد الناس الی محشرهم﴾ (مسلم: ۷۲۸۵)

''حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم کچھ مذاکرہ کر رہے تھے کہ نبی علیہ السلام تشریف لے آئے، آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا باتیں ہو رہی ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا کہ قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں، فرمایا جب تک دس نشانیاں نہ دیکھ لو، اس سے پہلے قیامت ہرگز نہیں آئے گی۔ پھر آپ ﷺ نے ان کو گنوایا۔ (۱) دھواں (۲) دجال (۳) دابۃ الارض (۴) مغرب سے طلوع آفتاب۔ (۵) نزول عیسیٰ علیہ السلام (۶) خروج یاجوج ماجوج (۷، ۸، ۹) تین مرتبہ زمین میں دھنسنے کا واقعہ، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرۂ عرب میں۔ (۱۰) اور سب سے آخر میں ایک آگ ہوگی جو یمن سے نکلے گی اور لوگوں کو ہانک کران کے محشر (شام) کی طرف لے جائے گی۔''

فائدہ

یہی روایت سنن ابی داوٗد میں بھی مروی ہے، حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو۔ حدیث نمبر ۴۳۱۱

نیز یہی روایت سنن ابن ماجہ میں بھی مروی ہے۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو۔ حدیث نمبر ۴۰۵۵۔

نیز یہی روایت سنن ترمذی میں بھی کچھ فرق کے ساتھ مروی ہے۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو۔ حدیث نمبر ۲۱۸۳۔

(۹۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات

قرآن کی سورت کی طرح دعاء

(الف) ﴿عن ابن عباس: ان رسول اللّٰہ ﷺ کان یعلمهم هذا الدعاء، کمایعلمهم السورة من القرآن، یقول: قولوا: اللهم! انا نعوذبک من عذاب جهنم، و اعوذبک من عذاب القبر، و اعوذبک من فتنة المسیح الدجال، و اعوذبک من فتنة المحیا والممات﴾ (مسلم ۱۳۲۲)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ صحابہؓ کو درج ذیل دعا قرآن کی سورت کی طرح سکھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ یوں کہا کرو اے اللہ! ہم عذاب جہنم، عذاب قبر، فتنۂ مسیح دجال اور فتنۂ زیست و موت سے آپ کی پناہ میں آتے ہیں۔''

فائدہ

اس سے ملتی جلتی ایک روایت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بھی گذر چکی ہے، جس سے فتنہ، دجال کی اہمیت کی طرف اشارہ ہوتا ہے نیز یہ کہ حضور ﷺ کس قدر اہتمام سے اس دعا کی تلقین فرمایا کرتے تھے اسی وجہ سے سلف صالحین کے یہاں نماز میں اس دعا کو پڑھنے کا شدید اہتمام کیا جاتا تھا جیسا کہ خود حضور ﷺ سے ثابت ہے۔

امام مسلمؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مذکورہ صدر روایت نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے۔

﴿قال مسلم: بلغني ان طاؤسا قال لابنه: ادعوت بها في صلاتک؟ فقال: لا، قال: اعد صلوتک، لان طاؤسا رواه عن ثلاثة او اربعة او كما قال﴾

"مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ طاؤس نے اپنے بیٹے سے پوچھا کہ تم نے نماز میں یہ دعا کی ہے یا نہیں؟ اس نے کہا نہیں! فرمایا اپنی نماز کو لوٹا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ طاؤس نے اس حدیث کو تین یا چار صحابہ سے نقل کیا ہے۔"

گویا طاؤس نے اس اہتمام کو دیکھتے ہوئے نماز میں اس دعا کا پڑھنا واجب قرار دیا جب ہی تو اپنے بیٹے کو اعادۂ صلوۃ کا حکم دیا، اسی وجہ سے حافظ ابن حزم ظاہریؒ نے اپنی کتاب المحلی ج ۳ ص ۲۷۱ پر تشہد سے فراغت کے بعد اس دعا کو پڑھنا فرض اور ضروری قرار دیا ہے اور دلیل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو نقل کیا ہے جس کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں بدیں الفاظ نقل کیا ہے۔

﴿عن ابی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: اذا فرغ احدكم من التشهد الآخر، فليتعوذ بالله من اربع الخ﴾
(مسلم ۱۳۲۲)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم آخری تشہد پڑھ کر فارغ ہو جاؤ تو ان چار چیزوں سے اللہ کی پناہ حاصل کیا کرو'' (پھر مذکورہ چار چیزوں کا ذکر ہے۔)

اب اس حدیث میں یہ دعا کرنے کا حکم ہے اس لئے معلوم ہوا کہ اس حکم کو پورا کرنا ضروری ہے لیکن ذہن میں رہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں، زیادہ سے زیادہ اس کو ''مستحب'' کا درجہ دیا گیا ہے، چنانچہ علامہ نووی تحریر فرماتے ہیں۔

﴿فیہ التصریح باستحبابہ فی التشھد الاخیر و الاشارۃ الی انہ لایستحب فی الاول و ھکذا الحکم لان الاول مبنی علی التخفیف، قولہ: ان رسول اللہ ﷺ کان یعلمھم ھذا الدعاء کما یعلمھم السورۃ من القرآن و ان طاؤسا رحمہ اللّٰہ تعالٰی امر ابنہ حین لم یدع بھذا الدعاء فیھا باعادۃ الصلوۃ ھذا کلہ یدل علی تاکید ھذا الدعاء و التعوذ و الحث الشدید علیہ، و ظاھر کلام طاؤس رحمہ اللّٰہ تعالٰی انہ حمل الامر بہ علی الوجوب فاوجب اعادۃ الصلوۃ لفواتہ، و جمھور العلماء علی انہ مستحب لیس بواجب و لعل طاؤسا اراد تادیب ابنہ و تاکید ھذا الدعاء عندہ لا انہ یعتقد وجوبہ واللّٰہ اعلم﴾

(حاشیہ صحیح مسلم ج۱ص ۲۱۸)

''اس حدیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ آخری تشہد میں یہ دعا پڑھنا مستحب ہے اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ پہلے تشہد میں یہ مستحب نہیں ہے اور حکم بھی یہی ہے کیونکہ پہلے تشہد میں تو تخفیف ہوتی ہے۔ باقی حضور ﷺ کا اس دعاء کی تعلیم میں

اہتمام اور طاؤسؒ کا اپنے بیٹے کو نماز کا اعادہ کرنے کا حکم دینا جب کہ اس نے نماز میں یہ دعا نہیں کی، یہ سب چیزیں اس دعا کی تاکید، اس کے ذریعے تعوذ اور اس کی انتہائی ترغیب پر دلالت کرتی ہیں۔

طاؤس کا کلام بظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے "امر" کو "وجوب" پر محمول کیا ہے اور اس کے فوت ہونے پر اعادۂ صلوۃ کو واجب قرار دیا ہے لیکن جمہور علماء کرام کا مذہب یہی ہے کہ یہ صرف مستحب ہے، واجب نہیں، ممکن ہے کہ طاؤس نے اس طرح اپنے بیٹے کو ادب سکھانے اور اس کے دل میں اس دعاء کی تاکید بٹھانے کا ارادہ کیا ہو، یہ نہیں کہ وہ اس کے واجب ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے۔"

تنبیہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہی روایت نسائی شریف میں بھی مروی ہے، حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۵۵۱۴۔

اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہی روایت سنن ابن ماجہ میں بھی مروی ہے۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۳۸۴۵۔

دجال کا مشابہہ عبدالعزی

(ب) ﴿عن ابن عباس عن النبی ﷺ انه قال فی الدجال: اعور هجان ازهر، کان راسه اصلة، اشبه الناس بعبد العزی بن قطن فاما هلک الهُلّک فان ربکم تعالیٰ لیس باعور﴾ (مسند احمد ج ۱ ص ۲۴۰ کذا فی التصریح ص ۱۰۰)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے دجال سے متعلق فرمایا کہ وہ کانا ہوگا، انتہائی سفید رنگ ہوگا، اس کا سر سانپ کی طرح ہوگا، میں عبدالعزیٰ بن قطن سے اس کو تشبیہ دیتا ہوں، پس اگر ہلاک ہونے والے اس کے بارے میں ہلاک ہونے لگیں تو تم سمجھ لو کہ تمہارا رب کانا نہیں۔''

فائدہ

اسی طرح کی ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مسند احمد ج ا ص ۳۷۴ پر بھی کچھ اختلاف الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔

(۲۲) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی روایت

دجال کی مدت قیام

(الف) ﴿جاء رجل الی عبداللّٰہ بن عمرو، فقال: ماھذا الحدیث الذی تحدث به؟ تقول: ان الساعة تقوم الی کذا وکذا، فقال: سبحان اللّٰہ! او. لا اله الا اللّٰہ. او کلمة نحوھا. لقد ھممت ان لا احدث احدا شیأ ابدا، انما قلت: انکم سترون بعد قلیل امرا عظیماً، یحرق البیت، و یکون، ویکون، ثم قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: یخرج الدجال فی امتی فیمکث اربعین لا ادری: اربعین یوما، او اربعین شھرا، او اربعین عاما، فیبعث اللّٰہ عیسی ابن مریم کانه عروة بن مسعود، فیطلبه فیھلکه ثم یمکث الناس سبع سنین، لیس بین اثنین عداوة، ثم یرسل اللّٰہ ریحا باردة من قبل الشام، فلا

يبقى على وجه الارض احد في قلبه مثقال ذرة من خير او ايمان الا قبضته، حتى لو ان احدكم دخل في كبد جبل لدخلته عليه، حتى تقبضه الخ﴾ (مسلم:۷۳۸۱)

''ایک دن ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس آکر کہنے لگا کہ آپ یہ کیا حدیث بیان کرتے رہتے ہیں کہ قیامت قائم ہوگی فلاں فلاں واقعہ پیش آئے گا، آپ رضی اللہ عنہ نے سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ یا اس جیسا کوئی اور کلمہ کہنے کے بعد فرمایا، میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ آج کے بعد کوئی حدیث نہیں سناؤں گا، میں تو صرف یہ کہتا ہوں کہ تم کچھ عرصے کے بعد ایک ''امر عظیم'' دیکھو گے جو لوگوں کے گھروں کو جلا دے گا اور ایسا ایسا واقعہ پیش آئے گا۔

پھر فرمایا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، میری امت میں دجال کا خروج ہوگا، وہ چالیس...... تک رہے گا، مجھے نہیں معلوم کہ آپ ﷺ نے چالیس دن فرمایا، یا چالیس مہینے یا چالیس سال، پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بھیجیں گے جو حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مشابہہ ہوں گے، وہ اس کو تلاش کر کے قتل کر دیں گے، پھر سات سال تک لوگ اس حال میں رہیں گے کہ دو آدمیوں کے درمیان دشمنی نہ رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے جو روئے زمین پر کوئی ایسا شخص جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو، اس کی روح قبض کئے بغیر نہ چھوڑے گی حتی کہ اگر تم میں سے کوئی پہاڑ کی کھوہ میں داخل ہو جائے تو وہ وہاں بھی پہنچ کر اس کی روح قبض کر لے گی۔''

فائدہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی مذکورہ صدر روایت کی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی نسائی شریف میں مروی ہے۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو۔ حدیث نمبر ۵۳۹۲

دجال خوارج کی طرح کا ایک فرد ہوگا

(ب) ﴿عن شهر بن حوشب قال: لماجاء تنابيعة يزيد بن معاوية، قدمت الشام فاخبرت بمقام يقومه نوف، فجئته فجاء رجل فاشتد الناس، عليه خميصه، و اذا هو عبدالله بن عمرو بن العاص، فلما راه نوف امسک عن الكلام، فقال عبدالله: سمعت رسول الله ﷺ يقول: انها ستكون هجرة بعد هجرة ينحاذ الناس الى مهاجر ابراهيم، لايبقى في الارض الاشرار اهلها تلفظهم ارضوهم، تقذرهم نفس الرحمٰن تحشرهم النار مع القردة، و الخنازير، تبيت معهم اذا باتوا و تقيل معهم اذا قالوا، و تاكل من تخلف، قال: و سمعت رسول الله ﷺ يقول: سيخرج اناس من امتی من قبل المشرق يقرءون القرآن لا يجاوز تراقيهم، كلما خرج منهم قرن قطع، كلما خرج عنهم قرن قطع حتى عدها زيادة على عشر مرات كلما خرج منهم قرن قطع حتى يخرج الدجال في بقيتهم﴾ (مسند احمد ج ۲ ص ۱۹۸، کذا فی النہایہ ص ۱۰۵)

''شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ جب ہمیں یزید کی بیعت کی خبر ملی تو

میں شام آیا، مجھے ''نوف'' کے کھڑے ہونے کی جگہ بتائی گئی، میں اس کے پاس پہنچا تو ایک آدمی آیا جس کی وجہ سے لوگ سختی میں پڑ گئے جس نے ایک اونی کپڑا پہن رکھا تھا، دیکھنے پر پتہ چلا کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہیں ''نوف'' نے جوں ہی انہیں دیکھا اپنی بات ختم کر دی اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ گویا ہوئے کہ

میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب اس ہجرت کے بعد ایک اور ہجرت ہوگی جس میں لوگ ہجرت گاہ ابراہیم (شام) کی طرف مائل ہوں گے، زمین میں شریر لوگوں کے علاوہ کوئی نہ رہے گا جن کو زمین اگل دے گی اور وہ اللہ کو ناپسند ہوں گے، ایک آگ ان کو بندروں اور خنزیروں سمیت گھیر کر جمع کر دے گی، جہاں وہ رات گذاریں گے وہیں وہ آگ بھی رات گذارے گی اور جہاں وہ قیلولہ کریں گے وہیں وہ بھی قیلولہ کرے گی اور پیچھے رہنے والوں کو کھا جائے گی۔

اور میں نے حضور ﷺ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب مشرق کی طرف سے میری امت میں کچھ ایسے لوگوں کا خروج ہوگا جو قرآن تو پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، جب بھی ان کی کوئی جماعت نکلے گی، اس کو ختم کر دیا جائے گا، اس جملے کو آپ ﷺ نے دس مرتبہ سے زیادہ تعداد میں دہرایا، یہاں تک کہ ان کے باقی ماندہ افراد میں دجال نکل آئے گا۔''

فائدہ

اس حدیث سے متعلق چند باتیں قابل غور ہیں۔

(۱) اس حدیث کا ابتدائی حصہ سنن ابوداؤد میں بھی مروی ہے۔حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو۔ حدیث نمبر ۲۴۸۲۔

(۲) "نوف" اس شخص کا نام ہے جو یزید کی طرف سے بیعت لینے پر مامور تھا۔

(۳) اس حدیث میں جس "جماعت" کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، محدثین نے اس سے "خوارج" کا گروہ مراد لیا ہے کہ یہ ختم ہوتے رہیں گے اور ابھرتے رہیں گے، اور خروج دجال تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا چنانچہ آج بھی کراچی میں خوارج کی ایک جماعت موجود ہے اور اپنے افکار ونظریات کی اشاعت میں مصروف کار ہے۔

(۴) اس جماعت کی سب سے نمایاں صفت یہ بیان کی گئی کہ قرآن تو پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، قطع نظر اس سے کہ حضرات محدثین نے اس کو "خوارج" پر محمول کیا ہے۔ عام مسلمانوں کا حال تو دور رہا، آج تو خواص کا بھی یہی حال نظر آتا ہے کہ زبان پر قرآن کے الفاظ تو ہیں لیکن صورت وسیرت، اخلاق وکردار میں اس کا دور دور تک کوئی اثر نظر نہیں آتا، "قرآن" کے نام پر لوگوں کو الو بنانے کا سلسلہ روز افزوں ہے، عوام تک صحیح بات پہنچانے والے افراد "عنقاء" ہوتے جا رہے ہیں۔ اللہ کی مان کر چلنے والے نادر نہیں، اندر ہوتے جا رہے ہیں، قرآن کے ذریعے اپنی زندگیوں میں انقلاب برپا کرنے والے افراد انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ کیا یہ حدیث ہمارے لئے تازیانہ عبرت نہیں؟

تنبیہ

دجال کے ایک مرد مؤمن کو قتل کر کے زندہ کرنے کی جو روایت ہے وہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو۔

(التحلیۃ ص ۱۰۶، ۱۰۷)

(۲۳) حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کی روایت

خروج دجال سے قبل کے تین سال

﴿عن اسماء بنت یزید الانصاریة قالت: کان رسول اللّٰہ ﷺ فی بیتی فذکر الدجال فقال: ان بین یدیه ثلاث سنین، سنة تمسک السماء ثلث قطرها، والارض ثلث نباتها، والثانیة: تمسک السماء ثلثی قطرها، والارض ثلثی نباتها، والثالثة: تمسک السماء قطرها کله، والارض نباتها کله، فلایبقی ذات ضرس، ولاذات ظلف من البهائم الاهلکت قالت: ثم خرج رسول اللّٰہ ﷺ لحاجة و رجع، و القوم فی اهتمام و غم مما حدثهم به، قالت: فاخذ بلجمتی الباب، و قال: مهیم اسماء؟ قالت: قلت: یارسول اللّٰہ: قد خلعت افئدتنا بذکر الدجال! قال: فان یخرج و انا حی فانا حجیجه، والا فان ربی خلیفتی علی کل مؤمن، قالت اسماء: یارسول اللّٰہ! واللّٰہ انا لنعجن عجیننا فما نختبزها حتی نجوع فکیف بالمؤمنین یومئذ؟ قال رسول اللّٰہ ﷺ: یجزئهم ما یجزی اهل السماء من التسبیح و التقدیس﴾

(مسند احمد ج ۶ ص ۴۵۳۔ کذا فی النھایہ ص ۱۰۷، ۱۰۸، والتذکرۃ ص ۵۶۰)

”حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے، وہاں آپ ﷺ نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ خروج دجال سے پہلے تین سال

(ایسے) ہوں گے کہ پہلے سال میں آسمان ایک تہائی بارش اور زمین ایک تہائی پیداوار کو روک لے گی، دوسرے سال میں آسمان دو تہائی بارش اور زمین دو تہائی پیداوار روک لے گی اور تیسرے سال میں آسمان مکمل بارش اور زمین مکمل پیداوار روک لے گی اور کوئی ڈاڑھ والا یا سم دار جانور نہ بچے گا، سب ہلاک ہو جائیں گے .... حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر حضور ﷺ اپنے کسی کام سے باہر تشریف لے گئے، واپس آئے تو دیکھا کہ لوگ دجال سے متعلق آپ کی بیان کردہ حدیث سے کافی غمگین نظر آ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے دروازے کے دونوں کواڑ پکڑ کر فرمایا۔ اے اسماء! کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ دجال کا ذکر کر کے تو آپ ﷺ نے ہمارے دل کھینچ لئے ہیں (اور ہمیں بہت خوف محسوس ہو رہا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ میری زندگی میں نکلا تو میں اس سے مقابلہ کروں گا ورنہ ہر مسلمان پر اللہ میری طرف سے محافظ ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ! بخدا! ہم تو آٹا گوندھتے ہیں، روٹی پکا کر کھانے نہیں پاتے کہ بھوک لگ جاتی ہے اس وقت مسلمانوں کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا کہ ان کو آسمان والوں (فرشتوں) کی طرح تسبیح و تقدیس ہی کافی ہوگی۔"

فائدہ

مسند احمد ہی کی ایک اور روایت میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے "دجال" کا کانا ہونا بھی مروی ہے۔ اس سے پہلے آنحضرت ﷺ نے اس حدیث کی تبلیغ کی وصیت بھی فرمائی تھی جیسا کہ ذیل کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔

﴿فمن حضر مجلسی، و سمع قولی، فلیبلغ الشاهد منکم الغائب﴾

''پس جو شخص میری مجلس میں حاضر ہو اور میری بات سنے تو اس حاضر کو چاہئے کہ غائب تک اس کو پہنچا دے۔''

(۲۴) حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کی روایت

خروج دجال کے وقت عرب کہاں ہوں گے؟

﴿عن ام شریک انها سمعت النبی ﷺ یقول: لیفرن الناس من الدجال فی الجبال؟ قالت ام شریک: یارسول اللّٰہ! فاین العرب یومئذ؟ قال: هم قلیل﴾

(مسلم: ۷۳۹۳)

''حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا لوگ دجال سے بھاگ کر پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور ہو جائیں گے، ام شریک نے عرض کیا یارسول اللہ! اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ فرمایا وہ بہت تھوڑے ہوں گے۔''

(۲۵) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت

فتنہ دجال سے حفاظت کا طریقہ

﴿عن ابی الدرداء ان النبی ﷺ قال: من حفظ عشر آیات من اول سورة الکهف، عصم من فتنة الدجال﴾

(مسلم: ۱۸۸۳)

''حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ

نے فرمایا جو شخص سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں حفظ کر لے وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔''

فائدہ

یہی حدیث حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے سنن ابی داؤد میں بھی مروی ہے۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۴۳۲۳
نیز یہی حدیث حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے سنن ترمذی میں بھی مروی ہے۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۲۸۸۶۔ البتہ اتنا فرق ہے کہ ترمذی کی روایت میں ''سورۂ کہف کی ابتدائی تین آیات'' کا ذکر ہے جب کہ اول الذکر دونوں روایتوں میں ''دس آیتوں'' کا ذکر ہے۔

(۲۶) حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی روایت

دجال کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے

﴿عن سفينة مولى رسول الله ﷺ قال: خطبنا رسول الله ﷺ فقال: الا انه لم يكن نبي قبلي الاقد حذر الدجال امته، هو اعور عينه اليسرى، بعينه اليمنى ظفرة غليظة، مكتوب بين عينيه "كافر" يخرج معه واديان احدهما جنة والآخر نار، فناره جنة و جنته نار، معه ملكان من الملائكة يشبهان نبيين من الانبياء لوشئت ان اسميهما باسمائهما و اسماء آبائهما، واحد منهما عن يمينه، والآخر عن شماله، و ذلك فتنة فيقول الدجال: الست بربكم، الست احي واميت، فيقول له احد الملكين: كذبت، ما يسمعه احد من الناس الاصاحبه

فیقول له: صدقت، فیسمعه الناس فیظنون انه انما یصدق الدجال، وذلک فتنة، ثم یسیر حتی یدخل المدینة فلا یؤذن له فیها فیقول: هذه قریة ذاک الرجل، ثم یسیر حتی یاتی الشام فیهلکه الله عند عقبة افیق﴾ (مسند احمد ج ۵ ص ۲۲۱ کذافی النھایۃ ص ۹۲)

"حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آگاہ رہو! مجھ سے پہلے ہر نبی نے اپنی امت کو دجال کے فتنہ سے ڈرایا ہے وہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا اور اس کی دائیں آنکھ پر موٹا ناخنہ ہوگا، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان "کافر" لکھا ہوگا، وہ اس حال میں خروج کرے گا کہ اس کے ساتھ دو وادیاں ہوں گی ایک جنت اور دوسری جہنم، اس کی جہنم دراصل جنت ہوگی اور جنت دراصل جہنم ہوگی۔

اس کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے جو دو نبیوں کے مشابہ ہوں گے، اگر میں چاہوں تو ان دونوں اور ان کے والدین کے نام بھی ذکر کر سکتا ہوں، ان میں سے ایک دجال کی دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب ہوگا اور یہ ایک آزمائش ہوگی کہ دجال کہے گا کیا میں تمہارا رب نہیں؟ کیا میں موت و زندگی نہیں دیتا، ان میں سے ایک فرشتہ کہے گا کہ تو جھوٹ بولتا ہے لیکن یہ بات اس کے ساتھی کے علاوہ کوئی اور نہ سن سکے گا، اس کا ساتھی کہے گا تو سچ کہتا ہے (کہ یہ جھوٹا ہے) لوگ اس کو سن لیں گے اور یہ سمجھیں گے کہ یہ دجال کی تصدیق کر رہا ہے، اور یہ ایک فتنہ ہوگا، پھر دجال روانہ ہو کر مدینہ پہنچے گا لیکن اس کو وہاں داخلہ

کی اجازت نہ ملے گی اور وہ کہے گا کہ یہ اس آدمی کی بستی ہے
(یعنی حضور ﷺ کی) پھر چلتا ہوا شام پہنچے گا، اور وہاں اللہ
تعالیٰ اسے ''افیق'' نامی گھاٹی کے قریب ہلاک کروادیں گے۔''

فائدہ

اس حدیث کی تخریج امام قرطبیؒ نے بھی اپنی کتاب ''التذکرہ فی احوال الموتی و امور الآخرہ'' ص ۵۴۹، ۵۵۰ پر ابوداؤد طیالسی اور ابوالقاسم بغوی کی مختصر المعجم کے حوالے سے کی ہے اور اس کے بعد ابن برجان کی کتاب الارشاد کے حوالے سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ ان دو فرشتوں کی مشابہت جن نبیوں سے ہوگی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور ﷺ ہوں گے لیکن ہمیں اس سے اتفاق نہیں کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مشابہت ایک فرشتے پر ڈال دی جائے تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ عیسیٰ ہی قاتل ہوں اور عیسیٰ ہی مصدق ہوں گو بظاہر سہی، پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خود حضور ﷺ نے ان نبیوں کے اسمائے گرامی ذکر نہیں فرمائے اور اس سے ہمارا کوئی عمل بھی وابستہ نہیں اس لئے اس کی کرید میں پڑنے کی بھی ضرورت نہیں، اجمالی طور پر اتنا معلوم ہونا ہی کافی ہے کہ وہ فرشتے دو نبیوں کے مشابہ ہوں گے۔

رہی حضور ﷺ کی مشابہت تو وہ عقل و قیاس کی کسی میزان پر پوری نہیں اترتی اس لئے کہ جس نبی صادق و مصدوق ﷺ کی خواب میں زیارت ہونے پر حقیقی زیارت کا مژدہ سنایا گیا ہے، جن کو سراپا ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے اگر انہیں کی مشابہت ڈال دی جائے تو اس حدیث کا مضمون مشکوک ہو جائے گا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿من رأنی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لایتمثل بی﴾ (بخاری: ۶۹۹۳)

اس لئے اندھیرے میں تیر چلانے سے بہتر یہ ہے کہ اس کو اللہ کے سپرد کر دیا جائے اور

خود اجمالی علم پر اکتفاء کر لیا جائے۔ واللہ اعلم

(۲۷) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی روایت

مدینہ منورہ کے سات دروازے

(الف) ﴿عن ابی بکرة عن النبی ﷺ قال: لایدخل المدینة رعب المسیح الدجال، لها یومئذ سبعة ابواب، علی کل باب ملکان﴾ (البخاری: ۹۷۔۱۸۷۹، ۷۱۲۵، ۷۱۲۶)

''حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مسیح دجال کا رعب و دبدبہ مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا، اس دن مدینہ کے سات دروازے ہوں گے، ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے۔''

دجال کے ماں باپ کا حلیہ

(ب) ﴿عن ابی بکرة قال: قال رسول اللہ ﷺ: یمکث ابو الدجال و امه ثلاثین عاما لایولد لهما ولد، ثم یولد لهما غلام اعور اضر شیء و اقله منفعة، تنام عیناه ولا ینام قلبه، ثم نعت لنا رسول اللہ ﷺ ابویه فقال: ابوه طوال ضرب اللحم کان انفه منقار، و امه امراة فرضاخیة طویلة الثدیین الخ﴾ (الجامع للترمذی: ۲۲۴۸)

''حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا دجال کے ماں باپ تیس سال تک اس حال میں رہیں گے کہ ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوگی، تیس سال کے بعد ان کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوگا جو کانا، کثیر الضرر اور قلیل المنفعۃ ہوگا، اس

کی آنکھیں تو سوئیں گی لیکن دل نہیں سوئے گا، پھر حضور ﷺ نے ہمارے سامنے اس کے والدین کا حلیہ بیان فرمایا کہ اس کے باپ کا قد لمبا، چھریرا بدن، طوطے کی چونچ کی طرح ناک ہوگی اور اس کی ماں پُر گوشت اور بڑی چھاتیوں والی عورت ہوگی۔"

(۲۸) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت

کیا ابن صیاد دجال ہے؟

﴿عن ابی ذر انه قال: لان احلف عشر مرات ان ابن الصائد هو الدجال احب الی من ان احلف مرة واحدة انه لیس هو الخ﴾

(مسند احمد، کذا فی المسیح الدجال للطهطاوی ص ۲۵)

"حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے دس مرتبہ ابن صائد کے "دجال" ہونے کی قسم کھانا زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ میں ایک مرتبہ اس کے "دجال" نہ ہونے کی قسم کھاؤں۔"

فائدہ

ابن صیاد کے متعلق مکمل تفصیلات گذر چکی ہیں۔ یہاں صرف یہ دکھلانا مقصود ہے کہ "دجال" سے متعلق حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے بھی روایت مروی ہے جن کی سادگی اور ایمانی عظمت صحابہ میں بھی مسلم تھی۔

(۲۹) حضرت نواس بن سمعان الکلابی رضی اللہ عنہ کی روایت

دجال کا حلیہ اور حالات

○عن النواس بن سمعان قال ذکر رسول اللہ ﷺ

الدجال ذات غداة فخفض فيه و رفع، حتى ظنناه في طائفة النخل، فلما رحنا اليه عرف ذلک فينا، فقال: ماشانكم؟ قلنا: يارسول الله! ذكرت الدجال غداة فخفضت فيه و رفعت، حتى ظنناه في طائفة النخل، فقال: غير الدجال اخوفني عليكم، ان يخرج و انا فيكم، فانا حجيجه دونكم، و ان يخرج و لست فيكم، فامرؤ حجيج نفسه، والله خليفتي على كل مسلم، انه شاب قطط، عينه طافئة، كاني اشبهه بعبد العزى بن قطن، فمن ادركه منكم فليقرأ عليه فواتح سورة الكهف، انه خارج خلة بين الشام و العراق، فعاث يمينا وعاث شمالا، يا عباد الله! فاثبتوا، قلنا: يارسول الله! وما لبثه في الارض؟ قال: اربعون يوما، يوم كسنة، و يوم كشهر، و يوم كجمعة، و سائر ايامه كايامكم، قلنا: يارسول الله! فذلک اليوم الذى كسنة، اتكفينا فيه صلوة يوم؟ قال: لا، اقدروا له قدره، قلنا: يارسول الله! وما اسراعه في الارض؟ قال: كالغيث استدبرته الريح، فياتي على القوم فيدعوهم، فيؤمنون به و يستجيبون له، فيامر السماء فتمطر، والارض فتنبت، فتروح عليهم سارحتهم، اطول ماكانت ذرى، واسبغه ضروعا، وامده خواصر، ثم ياتي القوم، فيدعوهم فيردون عليه قوله، فينصرف عنهم، فيصبحون ممحلين، ليس بايديهم شئ من اموالهم، و يمر بالخربة فيقول لها: اخرجي كنوزک، فتتبعه

كنوزها كيعا سيب النحل، ثم يدعو رجلا ممتلئا شبابا، فيضربه بالسيف فيقطعه جزلتين رمية الغرض، ثم يدعوه فيقبل و يتهلل و جهه و يضحك، فبينما هو كذلك اذبعث الله المسيح ابن مريم عليه السلام. فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق، بين مهروذتين، واضعا كفيه علي اجنحة ملكين، اذا طاطا راسه قطر، و اذا رفعه تحدر منه جمان كا للؤلؤ، فلايحل لكافر يجدريح نفسه الامات، و نفسه ينتهي حيث ينتهي طرفه، فيطلبه حتي يدركه بباب لد، فيقتله، ثم ياتي عيسي قوم قد عصمهم الله منه، فيمسح عن وجوههم و يحدثهم بدرجاتهم في الجنة، فبينما هو كذلك اذ اوحي الله الي عيسي عليه السلام. اني قد اخرجت عبادًا لي، لا يدان لاحد بقتالهم، فحرز عبادي الي الطور، و يبعث الله ياجوج ماجوج الخ﴾

(مسلم: ۷۳۷۳)

''حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن صبح کے وقت حضور ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا اور ہمیں اس کے نشیب و فراز سے آگاہ کیا۔ جس کی وجہ سے ہم یہ سمجھے کہ شاید دجال قریبی نخلستان میں ہو، جب ہم شام کے وقت دوبارہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ہمارے چہروں کی کیفیت کو بھانپ کر فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا؟ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ ﷺ نے صبح کے وقت دجال کا جو تذکرہ فرمایا تھا اور ہمیں اس کے نشیب و فراز سے آگاہ کیا تھا تو ہمیں ایسا لگا کہ جیسے وہ قریب

ہی نخلستان میں موجود ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تمہارے متعلق دجال کے علاوہ دوسری چیز (گمراہ لیڈروں اور سربراہوں) کے سلسلے میں زیادہ خوف محسوس ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ میری زندگی میں نکلا تو تمہاری طرف سے میں اس کا مقابلہ کروں گا اور اگر وہ میری غیر موجودگی میں نکلا تو ہر مؤمن اپنا دفاع خود کر لے۔ اللہ ہر مسلمان کا میری طرف سے محافظ ہے، یاد رکھو! کہ دجال نوجوان، انتہائی گھونگھریالے بالوں والا، بے نور آنکھ والا ہوگا، میرے خیال میں وہ عبدالعزیٰ بن قطن کے مشابہ ہوگا، تم میں سے جو شخص اس کو پائے وہ اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھ دے، اس کا خروج شام اور عراق کے درمیان ایک راستے پر ہوگا، اور وہ دائیں بائیں فساد پھیلاتا پھرے گا اس لئے اے بندگان خدا! ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا۔

ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! زمین میں وہ کتنا عرصہ رہے گا؟ فرمایا چالیس دن جن میں سے ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا، ایک دن مہینے کے برابر، ایک دن ہفتہ کے برابر اور باقی دن تمہارے عام دنوں کی طرح ہوں گے، ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! جو دن پورے سال کے برابر ہوگا، کیا اس میں ہمیں ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی؟ فرمایا نہیں، بلکہ تم اس کیلئے اندازہ کرنا۔

ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! اس کی تیز رفتاری کیسی ہوگی؟ فرمایا اس بارش کی طرح جس کو پیچھے سے ہوا ہانک رہی ہو، چنانچہ (وہ اسی رفتار سے) ایک قوم کے پاس آکر انہیں دعوت دے گا، وہ اس کی بات مان کر اس پر ایمان لے آئیں گے، پھر

دجال آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا، اور زمین کو حکم دے گا تو وہ اپنی پیداوار اگائے گی اور ان کے جانور شام کے وقت اس حال میں واپس آیا کریں گے کہ ان کے کوہان خوب اونچے تھن خوب لبریز اور کوکھیں خوب بھری ہوئی ہوں گی۔

پھر ایک جماعت کے پاس جاکر انہیں دعوت دے گا، وہ اس کی دعوت رد کردیں گے اور دجال واپس چلا جائے گا لیکن یہ لوگ قحط سالی کا شکار ہو جائیں گے اور ان کے ہاتھ میں ان کا کوئی مال باقی نہ رہے گا۔ پھر دجال ایک ویرانے پر گذرے گا اور اس سے کہے گا کہ ''اپنے خزانے نکال'' چنانچہ زمین کے خزانے اس کے پیچھے اس طرح چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ مکھی کے پیچھے چلتی ہیں۔

پھر دجال ایک پرشباب نوجوان کو بلائے گا اور اسے تلوار مار کر دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دے گا اور ان ٹکڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے گا جتنا تیر مارنے والے اور اس کے نشانے کے درمیان ہوتا ہے، پھر اس کو آواز دے گا تو وہ زندہ ہو کر ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ ہنستا ہوا اس کے سامنے آجائے گا، اسی دوران اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بھیج دے گا اور وہ ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑوں کو زیب تن کئے ہوئے دمشق کے مشرقی جانب سفید مینارے پر نزول فرمائیں گے، دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوں گے، جب سر جھکائیں گے تو اس سے پانی کے قطرے ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو اس سے چاندی کے دانوں اور موتیوں کی طرح قطرے ڈھلیں گے، جس کافر کو آپ کے سانس کی ہوا پہنچے گی وہیں مر جائے گا، اور آپ کا

سانس تا حد نگاہ پہنچے گا، پھر آپ دجال کو تلاش کریں گے تا آنکہ اسے "لد" نامی دروازے پر جالیں گے اور اس کو قتل کر دیں گے۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس لوگوں کی وہ جماعت آئے گی جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے فتنے سے محفوظ فرمایا ہوگا، آپ ان کے چہروں کو صاف کریں گے اور جنت میں ان کے درجات گنوائیں گے، انہی حالات میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجیں گے کہ میں نے اپنے ایسے بندوں کو نکالا ہے جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں اس لئے آپ میرے بندوں کو طور پہاڑ پر جمع کر لیں پھر اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیج دیں گے۔"

فائدہ

صحیح مسلم کی اس روایت کے متعلق چند امور قابل غور ہیں۔

(۱) یہ روایت بخاری اور نسائی کے علاوہ باقی تمام اصحاب صحاح نے نقل کی ہے ابوداؤد نے ۴۳۲۱ پر، ترمذی نے ۲۲۴۰ پر اور ابن ماجہ نے ۴۰۷۵ پر اس کی تخریج کی ہے۔

(۲) پوری روایت بہت طویل ہے گو کہ دیگر مصنفین نے اس مکمل حدیث کو "ذکر الدجال" کے تحت نقل کیا ہے لیکن ہم نے اختصار کے پیش نظر یہاں متعلقہ حصہ ذکر کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے۔

(۳) حدیث کے مندرجات پر تو مختلف موضوعات اور عنوانات کے تحت تفصیلات ذکر کی جا چکیں، یہاں یہ ذکر کرنا مقصود ہے کہ اس حدیث کے راوی حضرت نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ شاید اس حیثیت سے سب سے زیادہ مظلوم ہیں کہ تحقیق کے نام پر گمراہی پھیلانے والے، اصلاح کے نام پر افساد کے

ماہرین، پروپیگنڈے کے روح رواں حضرات نے اس نام کے کسی صحابی کو بھی تسلیم کرنے سے یکسر انکار کر دیا ہے اور انتہائی زور شور سے دعویٰ تراشا ہے کہ فہرست صحابہ میں اس نام کے کسی صحابی کا تذکرہ نہیں ملتا، چنانچہ ''سیر الصحابہ'' کے نام سے اردو زبان و ادب میں جو عظیم الشان نوضخیم جلدوں پر مشتمل ایک انسائیکلو پیڈیا چھپا ہوا ہے اس میں بھی ان کے حالات تو درکنار، نام تک مذکور نہیں۔

دراصل اس کے پس پردہ ''انکار حدیث'' کی جو روح کارفرما ہے وہ اصحاب بصیرت کو کھلی آنکھوں دکھائی دیتی ہے اور اہل علم کے نزدیک اس لچر اعتراض کی جو وقعت ہو سکتی ہے وہ بھی کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں، کیا ''سیر الصحابہ'' میں کسی صحابی کا تذکرہ نہ ہونا اس صحابی کے عدم وجود کی دلیل ہو سکتی ہے؟ کیا کسی محقق کو دوران تحقیق ان کے حالات دستیاب نہ ہونے سے ان کے ''فرضی شخصیت'' ہونے کا فتویٰ صادر کرنا صحیح ہو سکتا ہے؟ یقیناً ہر عقلمند کے نزدیک اس کا جواب نفی میں ہوگا، اور راقم الحروف کا جواب بھی ''نفی'' میں ہے۔ حضرت نواس بن سمعان کے حالات سے متعلق یہاں صرف ایک دو حوالے ہدیہ قارئین کرنا مقصود ہیں تاکہ اس ''فرضی شخصیت'' کے حالات سے پردہ اٹھایا جا سکے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اپنی مشہور کتاب ''تقریب التہذیب'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

﴿النواس، بتشديد الواو ثم مهملة، ابن سمعان بن خالد الكلابي او الانصاري، صحابي مشهور سكن بالشام﴾

(تقریب التھذیب ج ۲ ص ۳۰۸)

اور علامہ ابن اثیرؒ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''اسد الغابہ'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

﴿نواس بن سمعان بن خالد بن عمرو بن قرط بن عبدالله بن ابي بكر بن كلاب بن ربيعة بن عامر بن

صعصعة العامری الکلابی، معدود فی الشامیین، یقال ان اباه سمعان بن خالد وفد علی النبی ﷺ فدعاله، واهدی الی النبی ﷺ نعلین فقبلهما، زوّج اخته من النبی ﷺ، فلما دخلت علی النبی ﷺ تعوذت منه فترکها و هی الکلابیة و قد اختلفوا فی المتعوذة کثیراً﴾ (اسد الغابۃ ج ۴ ص ۵۷۱)

''حضرت نواس بن سمعان بن خالد بن عمرو بن قرط بن عبداللہ بن ابی بکر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ العامری الکلابیؓ کا شمار شامی صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے والد سمعان بن خالد حضور ﷺ کی خدمت میں ایک وفد لے کر آئے تھے، حضور ﷺ نے ان کے لئے دعا بھی فرمائی تھی اور انہوں نے حضور ﷺ کو دو جوتیاں پیش کی تھیں جو آپ ﷺ نے قبول فرمائی تھیں، انہوں نے اپنی بہن کی شادی حضور ﷺ سے کر دی تھی لیکن جب وہ آپ کے گھر میں گئیں تو آپ ﷺ سے پناہ مانگنے لگیں جس پر آنحضرت ﷺ نے انہیں چھوڑ دیا۔ معوذہ (پناہ مانگنے والی خاتون) کے بارے میں علماء کرام کے درمیان بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔

اور مولانا سعید انصاری سیر الصحابہ ج ۶ حصہ دوازدہم ص ۱۹۹ پر ان کے والد کے حالات لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

''صاحب اصابہ نے ان کے تذکرہ میں صرف اتنا لکھا ہے کہ یہ بنو قریظہ سے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے برکت کی دعا کی اور ان کے سر پر اپنا دستِ شفقت پھیرا۔

صاحب تجرید نے اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ ان سے کچھ احادیث بھی مروی ہیں جو ان کی اولاد کے پاس موجود ہیں۔"

(۳۰) حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ کی روایت

خروج دجال فتح روم کے بعد ہوگا

﴿عن نافع بن عتبة قال: كنا مع رسول الله ﷺ في غزوة قال: فاتى النبي ﷺ قوم من قبل المغرب، عليهم ثياب الصوف، فوا فقوه عند اكمة، فانهم لقيام و رسول الله ﷺ قاعد، قال: قالت نفسي: ائتهم فقم بينهم و بينه، لا يغتالونه قال: ثم قلت: لعله نجيّ معهم، فاتيتهم فقمت بينهم و بينه، قال: فحفظت منه اربع كلمات، اعدهن في يدي، قال: تغزون جزيرة العرب، فيفتحها الله، ثم فارس، فيفتحها الله، ثم تغزون الروم فيفتحها الله، ثم تغزون الدجال فيفتحه الله، قال: فقال نافع: يا جابر! لانرى الدجال يخرج حتى يفتح الروم﴾ (مسلم ۳۹۲/۲)

"حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے، آپ کے پاس مغرب کی طرف سے لوگوں کی ایک جماعت اونی کپڑوں میں ملبوس آئی، ان کی ملاقات حضور ﷺ سے ایک جھاڑی کے پاس ہوئی جب کہ وہ کھڑے ہوئے تھے اور آپ ﷺ تشریف فرما تھے۔ میں نے دل میں سوچا کہ چل، ان کے اور حضور ﷺ کے درمیان جا کر کھڑا ہو جا، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ آپ کے ساتھ کوئی دھوکہ کر دیں

پھر میں نے سوچا کہ ممکن ہے کہ آپ ان کے ساتھ آہستہ آواز سے باتیں کر رہے ہوں، بہر حال میں چلتا ہوا ان کے اور حضور ﷺ کے درمیان آکر کھڑا ہو گیا، میں نے آپ کی زبان سے نکلنے والے چار کلمات محفوظ کر لئے جن کو میں اپنے ہاتھ پر شمار کر رہا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا تم جزیرۂ عرب میں جہاد کرو گے، اللہ اس کو فتح کروا دیں گے، پھر فارس والوں سے جہاد کرو گے اللہ اسے بھی فتح کروا دیں گے، پھر روم سے جہاد کرو گے اور اللہ اس پر بھی فتح عطا فرمائیں گے، پھر دجال سے جہاد کرو گے اور اللہ اس پر بھی فتح یابی نصیب فرمائے گا۔"

راوی کہتے ہیں کہ حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے جابر! اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ دجال کا خروج اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک روم فتح نہ ہو جائے۔"

فائدہ

یہی روایت اختصار کے ساتھ سنن ابن ماجہ میں بھی مروی ہے۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۴۰۹۱۔

(۳۱) حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کی روایت

باب لد اور دجال کا قتل

﴿عن مجمع بن جارية الانصاري قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: يقتل ابن مريم الدجال بباب لد﴾

(الجامع للترمذي: ۲۲۴۴)

''حضرت مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دجال کو ''باب لد'' پر قتل کریں گے۔''

(۳۲) حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی روایت

ان سے مروی روایت کے عربی الفاظ اور ترجمہ وغیرہ آپ گذشتہ صفحات میں ''جزیرۂ دجال کا ایک انوکھا سفر'' کے عنوان کے تحت پڑھ چکے ہیں۔ چونکہ روایت طویل ہے اس لئے تکرار سے بچنے کے لئے یہاں دوبارہ اس کو ذکر نہیں کیا جا رہا ہے۔

(۳۳) حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ کی روایت

خطبہء نبوی ﷺ

﴿عن ابی امامة الباهلی قال: خطبنا رسول اللّٰه ﷺ فكان اكثر خطبته حديثا حدثناه عن الدجال و حذرناه، فكان من قوله ان قال: انه لم تكن فتنة فی الارض، منذ ذرا اللّٰه ذرية آدم، اعظم من فتنة الدجال، و ان اللّٰه لم يبعث نبيا الا حذر امته الدجال، و انا آخر الانبياء و انتم آخر الامم، وهو خارج فيكم لامحالة و ان يخرج و انا بين ظهرانيكم، فانا حجيج لكل مسلم، و ان يخرج من بعدی فكل امرئ حجيج نفسه، واللّٰه خليفتی علی كل مسلم، و انه يخرج من خلة بين الشام و العراق، فيعيث يمينا و يعيث شمالا، يا عباد اللّٰه! فاثبتوا، فانی ساصفه لكم صفة لم يصفها اياه نبی قبلی، انه يبدأ فيقول: انا نبی، ولا نبی بعدی، ثم يثنی فيقول: انا

ربکم، ولا ترون ربکم حتی تموتوا، و انه اعور و ان ربکم لیس باعور، و انه مکتوب بین عینیه کافر، یقرأه کل مؤمن، کاتب او غیر کاتب، و ان من فتنته ان معه جنة و نارا، فناره جنة و جنته نار، فمن ابتلی بناره فلیستغث باللّٰه و لیقرا فواتح الکهف، فتکون علیه بردا و سلاما کما کانت النار علی ابراهیم، و ان من فتنته ان یقول لاعرابی: ارأیت ان بعثت لک اباک و امک، اتشهدانی ربک؟ فیقول: نعم، فیتمثل له شیطانان فی صورة ابیه و امه فیقولان: یا بنی! اتبعه فانه ربک.

وان من فتنته ان یسلط علی نفس واحدة، فیقتلها، و ینشرها بالمنشار، حتی یلقی شقتین، ثم یقول: انظروا الی عبدی هذا، فانی ابعثه الآن، ثم یزعم ان له ربا غیری، فیبعثه اللّٰه و یقول له الخبیث، من ربک؟ فیقول: ربی اللّٰه، و انت عدو اللّٰه، انت الدجال، واللّٰه ما کنت بعد اشد بصیرة بک منی الیوم.

قال ابو الحسن الطنافسی: فحدثنا المحاربی.... عن ابی سعید قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: ذلک الرجل ارفع امتی درجة فی الجنة.

قال: قال ابو سعید: واللّٰه! ما کنا نری ذلک الرجل الا عمر بن الخطاب حتی مضی لسبیله.

قال المحاربی: ثم رجعنا الی حدیث ابی رافع، قال: و ان من فتنته ان یامر السماء ان تمطر فتمطر، ویامر الارض ان تنبت فتنبت، و ان من فتنته ان

يمر بالحي فيكذبونه، فلا تبقى لهم سائمة الا هلكت، و ان من فتنته ان يمر بالحي فيصدقونه، فيامر السماء ان تمطر فتمطر، و يامر الارض ان تنبت فتنبت، حتى تروح مواشيهم من يومهم ذلك، اسمن ما كانت واعظمه، و امده خواصر، وادره ضروعا، و انه لايبقى شيء من الارض الاوطئه و ظهر عليه الامكة و المدينة، لا ياتيهما من نقب من نقابهما الا لقيته الملائكة بالسيوف صلتة، حتى ينزل عند الظريب الاحمر، عند منقطع السبخة، فترجف المدينة باهلها ثلاث رجفات، فلايبقى منافق ولا منافقة الا خرج اليه، فتنفي الخبث منها كما ينفي الكير خبث الحديد، و يدعى ذلك اليوم يوم الخلاص.

فقالت ام شريک بنت ابی العكر: يارسول اللّٰه! فاين العرب يومئذ؟ قال: هم يومئذ قليل، وجلهم ببيت المقدس، و اما مهم رجل صالح، فبينما امامهم قد تقدم يصلي بهم الصبح، اذنزل عليهم عيسى ابن مريم الصبح، فرجع ذلک الامام ينكص، يمشي القهقرى، ليتقدم عيسى يصلي بالناس، فيضع عيسى يده بين كتفيه، ثم يقول له: تقدم فصل، فانها لک اقيمت، فيصلي بهم امامهم، فاذا انصرف قال: عيسى عليه السلام: افتحوا الباب، فيفتح، ووراء ه الدجال معه سبعون الف يهودى، كلهم ذو سيف محلى وساج، فاذانظر اليه الدجال ذاب كما يذوب الملح في الماء،

و ينطلق هاربا، ويقول عيسى عليه السلام: ان لى فيك ضربة لن تسبقني بها، فيدركه عند باب اللد الشرقى فيقتله، فيهزم اللّٰه اليهود، فلايبقى شئ مما خلق اللّٰه يتوارى به يهودى الا انطق اللّٰه ذلك الشئ، لا حجرولا شجرولا حائط ولادابة. الا الغرقدة، فانها من شجرهم لاتنطق. الا قال: يا عبداللّٰه المسلم! هذا يهودى، فتعال اقتله.

قال رسول اللّٰه ﷺ: و ان ايامه اربعون سنة، السنة كنصف السنة، و السنة كالشهر، والشهر كالجمعة، و آخر ايامه كالشررة، يصبح احدكم على باب المدينة فلا يبلغ بابها الآخر حتى يمسى، فقيل له: يارسول اللّٰه! كيف نصلى فى تلك الايام القصار؟ قال: تقدرون فيها الصلوة كما تقدرونها فى هذه الايام الطوال، ثم صلوا.

قال رسول اللّٰه ﷺ: فيكون عيسى ابن مريم عليه السلام فى امتى حكما عدلا، و اماما مقسطا .... و ان قبل خروج الدجال ثلاث سنوات شداد، يصيب الناس فيها جوع شديد، يامر اللّٰه السماء فى السنة الاولىٰ ان تحبس ثلث مطرها، ويامر الارض فتحبس ثلث نباتها، ثم يامر السماء فى الثانية فتحبس ثلثى مطرها، و يامر الارض فتحبس ثلثى نباتها، ثم يامر اللّٰه السماء فى السنة الثالثة، فتحبس مطرها كله، فلا تقطر قطرة، ويامر

الارض، فتحبس نباتها كله فلا تنبت خضراء، فلا تبقى ذات ظلف الاهلكت، الا ماشاء الله قيل: فما يعيش الناس في ذلك الزمان؟ قال: التهليل و التكبير و التسبيح و التحميد، و يجرى ذلك عليهم مجرى الطعام.

قال ابو عبدالله: سمعت ابا الحسن الطنافسي يقول: سمعت عبدالرحمٰن المحاربي يقول: ينبغي ان يدفع هذا الحديث الى المؤدب، حتى يعلمه الصبيان في الكتاب﴾ (السنن لابن ماجة: ۴۰۷۷)

''حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے ہمارے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا جس کا اکثر حصہ حدیث دجال اور اس سے ڈرانے پر مشتمل تھا چنانچہ اسی سلسلے میں آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب سے اللہ نے اولاد آدم کو پیدا کیا ہے، دنیا میں کوئی فتنہ دجال کے فتنہ سے بڑا نہیں ہوا، اور اللہ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اس نے اپنی امت کو فتنہء دجال سے ڈرایا ہے، اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت اس لئے لامحالہ اس کا خروج تم ہی میں ہوگا۔

اگر وہ میری موجودگی میں نکل آیا تو ہر مسلمان کی طرف سے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے میں موجود ہوں اور اگر اس کا خروج میرے بعد ہوا تو ہر مسلمان اپنا دفاع خود کرلے گا اور اللہ میری طرف سے ہر مسلمان کا محافظ ہے۔ وہ شام اور عراق کے درمیان ایک راستہ سے خروج کرے گا اور دائیں بائیں فساد پھیلاتا پھرے گا، اس لئے اے بندگانِ خدا! تم اس وقت ثابت

قدم رہنا، میں تمہارے سامنے اس کی ایسی علامات بیان کیے دیتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے ذکر نہیں کیں۔

ابتداء میں وہ یہ دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، بعد میں وہ ربوبیت کا مدعی ہوگا حالانکہ مرنے سے پہلے تم اپنے رب کو دیکھ نہیں سکتے، پھر وہ کانا بھی ہوگا اور تمہارا رب کانا نہیں، اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''کافر'' لکھا ہوگا جس کو ہر مسلمان، خواہ لکھنا پڑھنا جانتا ہو یا نہ، پڑھ لے گا۔

اس کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ اس کے ساتھ جنت اور جہنم ہوگی، حقیقت میں اس کی جہنم، جنت ہوگی اور جنت دراصل جہنم ہوگی، لہٰذا جو شخص اس کی جہنم میں گرفتار ہوا سے چاہئے کہ اللہ سے مدد کا طلب گار رہے اور اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھ دے، اس کی برکت سے وہ آگ اس کے لئے نار ابراہیم علیہ السلام کی طرح ٹھنڈک اور سلامتی والی بن جائے گی۔

اس کا دوسرا فتنہ یہ ہوگا کہ وہ ایک دیہاتی سے کہے گا دیکھ! اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کردوں تو کیا تو میرے رب ہونے کی گواہی دے گا؟ وہ اقرار کرلے گا چنانچہ دو شیطان اس کے ماں باپ کی صورت میں متمثل ہوکر اس کے سامنے آجائیں گے اور اس سے کہیں گے کہ بیٹا! اس کی پیروی کرو، یہ تمہارا رب ہے۔

اس کا تیسرا فتنہ یہ ہوگا کہ اسے ایک شخص پر قدرت دی جائے گی اور وہ اس کو قتل کرکے آرہ کے ذریعے چیر کر دو ٹکڑے کردے گا اور انہیں الگ الگ ڈال کر کہے گا کہ میرے اس

بندے کو دیکھو کہ میں اسے زندہ کرنے لگا ہوں، اس کے باوجود یہ سمجھتا ہے کہ اس کا رب میرے علاوہ کوئی اور ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو زندہ فرما دیں گے اور وہ خبیث اس سے پھر پوچھے گا کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دے گا کہ میرا رب اللہ ہے، اور تو دشمن خدا ''دجال'' ہے، بخدا! مجھے تیرے معاملے میں آج سے زیادہ بصیرت کبھی حاصل نہیں ہوئی۔

ابوالحسن الطنافسی سلسلہ سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا یہ شخص جنت میں درجہ کے اعتبار سے میرا سب سے اونچا امتی ہوگا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بخدا! ہم سمجھتے تھے کہ یہ شخص حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہوں گے تا آنکہ ان کا انتقال ہوگیا۔

اس کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ وہ آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا تو وہ بارش برسائیں گے، زمین کو اپنی پیداوار اگانے کا حکم دے گا تو وہ تعمیل کرے گی۔ اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ اس کا گذر ایک بستی پر ہوگا، اہل قریہ اس کی تکذیب کریں گے جس کی وجہ سے ان کا کوئی جانور بھی ہلاکت سے نہ بچ سکے گا، اور ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ ایک اور بستی پر اس کا گذر ہوگا، وہ اس کی تصدیق کریں گے تو دجال خوش ہو کر ان کے لئے آسمان سے بارش اور زمین سے پیداوار اگانے کا حکم دے گا، آسمان و زمین تعمیل کریں گے حتیٰ کہ شام کے وقت اسی دن جب ان کے جانور چر کر واپس آئیں گے تو وہ خوب موٹے اور فربہ ہوں گے، ان کی کوکھیں بھری ہوئی اور تھن لبریز ہوں گے۔

حرمین شریفین کے علاوہ زمین کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہوگا جو اس نے اپنے پاؤں تلے نہ روندا ہو اور اس پر اس کا غلبہ نہ ہو، البتہ حرمین کے اندر وہ جس درے سے بھی آنا چاہے گا، اس کے سامنے فرشتے ننگی تلواریں سونتے ہوئے آجائیں گے تا آنکہ وہ کھاری زمین کے کنارے سرخ ٹیلے پر (جس کا نام "ظریب احمر" ہی ہے) پڑاؤ کرے گا۔

پھر مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا جس سے گھبرا کر تمام منافق مرد اور عورتیں مدینہ سے نکل کر دجال کے پاس چلے جائیں گے، اس طرح مدینہ اپنے سے گندگی کو ایسے ہی دور کر دے گا جیسے لوہار کی بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے اور اسی وجہ سے اس دن کو "یوم الخلاص" نجات کا دن کہا جائے گا۔

حضرت ام شریک بنت ابی العکر رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ فرمایا کہ وہ تھوڑے ہوں گے اور ان میں سے بھی اکثر بیت المقدس میں ہوں گے جہاں ان کا امام ایک مرد صالح ہوگا، ایک دن ان کا امام نماز فجر پڑھانے کے لئے آگے بڑھے گا کہ اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو جائے گا۔ یہ دیکھ کر وہ امام الٹے پاؤں چلتا ہوا مصلی امامت چھوڑ کر واپس آنا چاہے گا تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ کر لوگوں کو نماز پڑھائیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے دونوں کندھوں کے درمیان دست شفقت رکھیں گے اور فرمائیں گے کہ آگے بڑھ کر تم ہی نماز پڑھاؤ اس لئے کہ اقامت تمہارے لئے ہی ہوئی ہے چنانچہ وہی لوگوں کو نماز پڑھائے گا۔

نماز سے فارغ ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دروازہ کھولنے کا حکم دیں گے، چنانچہ دروازہ کھول دیا جائے گا جس کے پیچھے دجال ستر ہزار زیورات سے مزین تلواروں اور عمدہ کپڑوں میں ملبوس مسلح یہودیوں کے ساتھ موجود ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نظر پڑتے ہی دجال اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں، اور بھاگ کھڑا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ تیرے لئے میری ایک ضرب تو مقدر ہے اس لئے تو مجھ سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتا چنانچہ آپ اس کا پیچھا کرتے ہوئے "لد" کے مشرقی دروازے پر اسے جالیں گے اور قتل کر دیں گے، اس طرح اللہ یہودیوں کو شکست سے دوچار کر دے گا اور اللہ کی مخلوق میں سے غرقد نامی درخت کے علاوہ جو کہ یہودیوں کا درخت ہے، باقی جس چیز کے پیچھے بھی کوئی یہودی چھپنا چاہے گا اللہ اس کو گویائی عطا فرمائے گا خواہ وہ پتھر ہو یا درخت، دیوار ہو یا دابہ اور ہر چیز پکارے گی کہ اے اللہ کے بندۂ مسلم! یہ یہودی ہے، آ کر اس کو قتل کر۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ دجال چالیس سال تک رہے گا، اس کا ایک سال چھ مہینوں کے برابر، دوسرا سال ایک مہینے کے برابر، اور مہینہ جمعہ کے برابر ہوگا اور اس کا آخری دن آگ کے انگارے کی طرح ہوگا کہ تم میں سے ایک آدمی صبح کے وقت شہر کے ایک دروازے سے چلے گا، دوسرے دروازے تک پہنچنے نہیں پائے گا کہ شام ہو جائے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم ان چھوٹے دنوں میں کیسے نماز پڑھیں؟ فرمایا جیسے ان بڑے دنوں میں اندازے کے ساتھ پڑھو گے،

ایسے ہی چھوٹے دنوں میں بھی اندازہ کر کے نماز پڑھتے رہنا، اور فرمایا کہ قتل دجال کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری امت میں عادل حاکم اور انصاف پسند امام کی حیثیت سے رہیں گے .... یاد رکھو! خروج دجال سے قبل تین سال انتہائی سخت آئیں گے جن میں لوگوں کو شدید بھوک کا سامنا ہوگا، ان میں سے پہلے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو ایک تہائی بارش اور زمین کو ایک تہائی پیداوار روک لینے کا حکم دیں گے، دوسرے سال آسمان کو دو تہائی بارش اور زمین کو دو تہائی پیداوار روک لینے کا حکم ہوگا اور تیسرے سال آسمان کو مکمل بارش اور زمین کو مکمل پیداوار روک لینے کا حکم ہوگا، چنانچہ آسمان سے ایک قطرہ بھی نہ برسے گا اور زمین سے گھاس اگنا بھی بند ہو جائے گی اور ہر سم دار جانور ہلاک ہو جائے گا۔ الا ماشاءاللہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اس زمانے میں لوگوں کو کیا چیز زندہ رکھے گی؟ فرمایا تہلیل وتکبیر اور تسبیح وتحمید ہی ان کے لئے کھانے کی جگہ کام دیا کرے گی۔

امام ابن ماجہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن الطنافسی کے حوالے سے عبدالرحمٰن المحاربی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ حدیث استاد کو بتانی چاہئے تاکہ وہ بچوں کو اس کی تعلیم دے اور سکھائے۔

فائدہ

امام ابوداؤد نے بھی اپنی کتاب سنن ابی داؤد میں اس حدیث کا حوالہ دیا ہے۔ ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۴۳۲۲۔

(۳۴) حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ ابتداء میں عیسائی تھے، قبول اسلام کے لئے اپنے وطن سے سمندری سفر کر کے خدمت نبوی ﷺ میں حاضری کا شرف حاصل کیا تھا، دوران سفر "دجال" سے ملاقات کا عجیب و غریب واقعہ پیش آیا جو ان کے قبول اسلام کے لئے مزید تقویت کا سبب بن گیا، وہ واقعہ انہوں نے خود حضور ﷺ کو سنایا اور آپ ﷺ اس سے مسرور ہوئے۔ البتہ کتب حدیث میں یہ واقعہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

واقعہ گو کہ ایک ہی ہے لیکن روایت کرنے والے اور صاحب واقعہ دو الگ الگ فرد ہیں اس لئے ہم نے اس حدیث کا حوالہ دونوں کے تحت الگ الگ درج کیا ہے۔ مکمل حدیث اور اس کا ترجمہ گذشتہ صفحات میں گذر چکا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمایئے۔ تاہم حوالہ یہاں بھی درج کیا جاتا ہے تاکہ تلاش کرنے میں آسانی رہے۔

(مسلم ۷۳۸۶، ابوداؤد ۴۳۲۵، ترمذی ۲۲۵۳، ابن ماجہ ۴۰۷۴)

(۳۵) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت

دجال کا محاصرہ اور مسلمانوں کی سراسیمگی

﴿عن ثعلبة بن عباد العبدی من اهل البصرة قال: شهدت يوما خطبة لسمرة بن جندب، فذكر في خطبته حديثا في صلوة الكسوف ان رسول الله ﷺ خطب بعد صلوة الكسوف فقال فيها: و انه، والله! لاتقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون كذابا، آخرهم الاعور الدجال، ممسوح العين اليسرى كانها عين ابى تحيى [لشيخ حينئذ من الانصار] و انه متى يخرج، او قال:

متـى مـا يخرج، فانه سوف يزعم انه الله، فمن آمن به و صـدقـه و اتبـعـه لـم ينفعه صـالح من عمله سلف، و من كـفـر بـه و كـذبه لم يعاقب بشئ من عمله، و قال حسن: بسئ من عـمله سلف، و انه سـوف يظهر على الارض كلها الا الحرم، و بيت المقدس، و انه يحصـر المؤمنين فـي بيـت الـمقدس، فيزلزلون زلزالا شـديدا، لم يهلكه الله و جنوده، حتى ان جذم الحائط اوقال اصـل الشجرة لينـادى: يا مؤمن! هذا يهودى، او قال: هذا كافر فتعال فـاقتـلـه، و لـن يـكـون ذلك كذلك حتى تروا امورا يتـافـقـم شانها في انفسـكـم، فتسـاء لون بينكم هل كان نبـيـكـم ذكـر لـكـم منها ذكرا؟ و حتى تزول جبال عن مراسيها﴾ (مسند احمد ج ۵ ص ۱۶ کذا فی التحلیہ ص ۹۳)

"ثعلبہ بن عباد عبدی جو کہ اہل بصرہ میں سے ہیں، کہتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے خطبہ میں حاضر ہوا، انہوں نے صلوۃ الکسوف سے متعلق حدیث ذکر فرمائی کہ حضور ﷺ نے صلوۃ کسوف کے بعد خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا بخدا! قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تمیں کذاب ظاہر نہ ہو جائیں جن میں سب سے آخری کانا دجال ہوگا جس کی بائیں آنکھ پونچھی ہوئی ہوگی گویا کہ وہ ابو تحیی (ایک انصاری بزرگ) کی آنکھ کی طرح ہوگی، اور جب وہ نکلے گا تو اس کا گمان یہ ہوگا کہ وہ خدا ہے، سو جو شخص اس پر ایمان لا کر اس کی تصدیق و اتباع کرے گا اس کو ماضی میں کئے ہوئے اعمال صالحہ کچھ نفع نہ دے سکیں گے اور جو شخص اس کا انکار کر کے تکذیب

کرے گا تو اس کے گذشتہ گناہوں پر کوئی سزا نہ ہوگی۔

عنقریب حرم اور بیت المقدس کے علاوہ وہ پوری زمین پر غالب آجائے گا اور بیت المقدس میں موجود مسلمانوں کا محاصرہ کرلے گا اور مسلمان سخت آزمائش میں مبتلا ہو جائیں گے پھر اللہ اس کو اور اس کے لشکر کو ہلاک کردیں گے حتی کہ دیوار کی تہہ یا درخت کی جڑ بھی نداء لگائے گی کہ اے مؤمن! یہ یہودی ہے آکر اس کو قتل کر۔

اور ایسا اس وقت تک ہرگز نہیں ہوگا جب تک تم کچھ ایسے امور کو نہ دیکھ لو جن کو تم خود دشوار اور مشکل سمجھو گے اور آپس میں سوال کرو گے کہ کیا تمہارے نبی نے تم سے اس کے متعلق کچھ ذکر کیا تھا؟ اور یہاں تک کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہل نہ جائیں (اس وقت تک مذکورہ واقعات پیش نہ آئیں گے۔)

فائدہ

اسی طرح کی ایک روایت مسند احمد ج ۵ ص ۱۳ اور طبرانی ج ۷ ص ۶۵، ۲۲۱ پر بھی مروی ہے۔ (کذا فی التصایہ ص ۹۶)

(۳۶) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایات

حضرت جابرؓ اور عمرؓ کا حلف

﴿عن محمد بن المنکدر قال: رأیت جابر بن عبداللہ یحلف باللہ ان ابن الصیاد الدجال، قلت: تحلف باللہ؟ قال: انی سمعت عمر یحلف علی ذلک عند النبی ﷺ فلم ینکرہ النبی ﷺ﴾ (البخاری: ۷۳۵۵، مسلم ۷۳۵۳)

''محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ ابن صیاد ہی کے دجال ہونے کی قسم کھا رہے تھے، میں نے کہا کہ آپ اللہ کی قسم کھا رہے ہیں؟ فرمایا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی موجودگی میں ایسی قسم کھاتے ہوئے دیکھا ہے اور آپ ﷺ نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی۔''

فائدہ

انہی الفاظ کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث ابوداؤد میں بھی مروی ہے۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو، حدیث نمبر ۴۳۳۱۔
اور اسی مضمون کی حدیث اختلاف الفاظ کے ساتھ ابوداؤد میں ایک دوسری جگہ بھی آئی ہے۔ ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۴۳۲۸۔

سرزمینِ مدینہ کیا خوب ہے؟

(ب) ۵۰ـ عن جابر بن عبداللّٰه قال: اشرف رسول اللّٰه ﷺ على فلق من افلاق الحرة، و نحن معه، فقال: نعمت الارض المدينة، اذا خرج الدجال على كل نقب من انقابها ملك لايدخلها، فاذا كان ذلك رجفت المدينة باهلها ثلث رجفات لايبقى منافق و لا منافقة الا خرج اليه، و اكثر . يعنى من يخرج اليه. النساء، و ذلك يوم التخليص. يوم تنفى المدينة الخبث كما ينفى الكير خبث الحديد، يكون معه سبعون الفا من اليهود على كل رجل منهم ساج، و سيف محلى

فيضرب رواقه بهذا الضرب الذی عند مجتمع السيول، ثم قال رسول الله ﷺ: ما كانت فتنة ولا تكون حتى تقوم الساعة اكبر من الدجال، وما من نبي الا وقد حذره امته، ولا خبرنكم بشئ ما اخبره امته نبي قبلي، ثم وضع يده على عينيه، ثم قال: اشهد ان الله ليس باعور﴾ (مسند احمد ج ۳ ص ۲۹۲ كذا في النهاية ص ۹۷)

"حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ حرہ کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر تشریف لائے، ہم آپ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ارض مدینہ کیا خوب ہے کہ جب خروج دجال ہوگا تو اس کے ہر در سے پر ایک فرشتہ موجود ہوگا جس کی وجہ سے دجال اس میں داخل نہیں ہو سکے گا، جب وہ وقت آئے گا تو مدینہ منورہ میں تین زلزلے آئیں گے اور تمام منافق مرد و عورت نکل کر اس کی طرف چلے جائیں گے اور دجال کے پاس سب سے زیادہ عورتیں جانے والی ہوں گی۔

اس دن کو "نجات کا دن" کہا جائے گا جب کہ مدینہ اپنے آپ سے گندگی کو اسی طرح دور کر دے گا جیسے بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔ دجال کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے جن میں سے ہر ایک کے جسم پر قیمتی چادریں اور مزین تلواریں ہوں گی اور وہ اپنا خیمہ اس جگہ نصب کر دے گا جہاں سیلاب کا پانی آ کر اکٹھا ہوتا ہے ("سیالہ" مدینہ منورہ سے ایک منزل کے فاصلے پر ایک جگہ ہے)۔

پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دجال سے بڑا فتنہ قیام قیامت تک نہ پہلے ہوا ہے اور نہ آئندہ ہوگا، ہر نبی نے اپنی

امت کو اس کے فتنے سے آگاہ کیا ہے تاہم میں تمہیں ایک ایسی بات بتاؤں گا جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے نہیں بتائی ہوگی، یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنی دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا (جو اس کے اندھا ہونے یا کم از کم کانا ہونے کی طرف اشارہ تھا) اور فرمایا کہ میں اس بات کا چشم دید گواہ ہوں کہ خدا کانا نہیں۔"

(ج) ﴿عن جابر انه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: بين يدى الساعة كذابون، منهم صاحب اليمامة، و صاحب صنعاء العنسى، و منهم صاحب حمير و منهم الدجال، و هو اعظم فتنة، قال جابر: و بعض اصحابى يقول: قريب من ثلاثين كذابا﴾

(مسند احمد ج ۳ ص ۳۳۵)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، قیامت سے پہلے کچھ کذاب ظاہر ہوں گے جیسے یمامہ، صنعاء اور حمیر وغیرہ والے۔ انہیں میں ایک دجال بھی ہوگا جو خلقت انسانی کا سب سے بڑا فتنہ ہوگا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بعض دوسرے ساتھی ۳۰ کذابوں کا ذکر کرتے تھے۔"

(۳۷) حضرت ھشام بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت

خلق اکبر کون ہے؟

(الف) ﴿عن حميد بن هلال، عن رهط منهم ابو الدهماء و ابو قتادة قالوا: كنا نمر على هشام بن عامر، نأتى عمران بن حصين، فقال ذات يوم: انكم

لتجاوزوني الى رجال، ما كانوا باحضر لرسول الله ﷺ مني، ولا اعلم بحديثه مني، سمعت رسول الله ﷺ يقول: ما بين خلق آدم الى قيام الساعة خلق اكبر من الدجال﴾ (مسلم ۷۳۹۵)

''حمید بن ہلال تابعین کی ایک جماعت جس میں ابوالدہماء اور ابوقتادہ بھی تھے، سے نقل کیا ہے کہ ہم لوگ حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرتے ہوئے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے یہاں جاتے تھے، ایک دن حضرت ہشام رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ تم لوگ مجھے چھوڑ کر ایسے لوگوں کے پاس جاتے ہو جو خدمت نبوی میں مجھ سے زیادہ حاضر باش نہ تھے اور نہ ہی مجھ سے زیادہ حدیثیں جانتے ہیں، میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تخلیق آدم سے قیام قیامت تک فتنہ دجال سے بڑا کوئی فتنہ نہیں ہوگا۔''

دجال کا سر پیچھے سے گنجا معلوم ہوگا

(ب) ﴿عن هشام بن عامر قال: قال رسول الله ﷺ: ان راس الدجال من ورائه حبك حبك، فمن قال انت ربي افتتن به و من قال كذبت ربي الله عليه توكلت فلا يضره او قال: فلا فتنة عليه﴾

(مسند احمد ج ۴ ص ۲۰ کذا فی النہایہ ص ۱۰۲)

''حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا دجال کا سر پیچھے سے گنجا معلوم ہوگا، جو شخص یہ کہہ لے گا کہ تو میرا رب ہے، وہ فتنہ میں مبتلا ہو جائے گا اور جو شخص اس کی

تکذیب کر کے کہے گا کہ میرا رب تو اللہ ہے اور میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں تو وہ اس کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا یا یہ فرمایا کہ اس پر کوئی آزمائش نہ آئے گی۔"

(۳۸) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت

شفقت کی انتہاء

﴿عن رافع بن خديج عن النبي ﷺ في ذم القدرية، و انهم زنادقة هذه الامة، و في زمانهم يكون ظلم السلطان، فياله من ظلم و حيف و اثرة، ثم يبعث الله طاعونا فيفني عامتهم ثم يكون الخسف فما اقل من ينجو منهم، المؤمن يومئذ قليل فرحه، شديد غمه، ثم يكون المسخ فيمسخ الله عامتهم قردة و خنازير، ثم يخرج الدجال على اثر ذلك قريبا، ثم بكى رسول الله ﷺ حتى بكينا لبكائه، و قلنا: ما يبكيك؟ قال: رحمة لاولئك القوم الاشقياء، لان فيهم المقتصد و فيهم المجتهد﴾ (الطبرانی فی الکبیر ۴۲۷۰۔ کذافی النہایہ ص ۱۱۳)

"حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے "قدریہ" کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اس امت کے زندیق ہیں اور ان کے زمانے میں ظلم وستم، حسرت وندامت کا دور دورہ اور بادشاہی ہوگی پھر اللہ تعالیٰ ان پر طاعون کو مسلط کر دیں گے جس سے ان کی اکثریت ہلاک ہو جائے گی پھر ان کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور بہت کم لوگ بچ سکیں گے۔

اس وقت مؤمن خوش کم اور غمگین زیادہ ہوگا، پھر

چہروں کو مسخ کر کے اکثر لوگوں کے چہرے بندر اور خنزیر کی طرح کر دیئے جائیں گے پھر اس کے قریبی زمانے میں ہی دجال کا خروج ہو جائے گا۔ یہ کہہ کر حضور ﷺ رونے لگے، آپ کو روتا دیکھ کر ہم بھی رونے لگے، پھر ہم نے پوچھا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا ان بدبخت لوگوں پر مجھے رحم آ رہا ہے کیونکہ ان میں بعض میانہ رو ہوں گے اور بعض اپنی رائے پر عمل پیرا ہوں گے۔"

(۳۹) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی روایت

خروج دجال کے وقت مسلمانوں کے تین گروہ

﴿عن ابی نضرة قال: اتینا عثمان بن ابی العاص فی یوم جمعة، لنعرض علیه مصحفا لنا علی مصحفه، فلما حضرت الجمعة امرنا فاغتسلنا، ثم اتینا بطیب فتطیبنا ثم جئنا المسجد، فجلسنا الی رجل فحدثنا عن الدجال، ثم جاء عثمان بن ابی العاص فقمنا الیه فجلسنا، فقال: سمعت رسول الله ﷺ یقول: یکون للمسلمین ثلاثة امصار، مصر بملتقی البحرین، و مصر بالحیرة، و مصر بالشام، فیفزع الناس ثلاث فزعات، فیخرج الدجال فی اعراض الناس، فیهزم من قبل المشرق فاول مصر یرده المصر الذی بملتقی البحرین، فیصیر اهله ثلاث فرق، فرقة تقیم تقول: نشامه ننظر ما هو، و فرقة تلحق بالاعراب، و فرقة تلحق بالمصر الذی یلیهم و مع الدجال سبعون الفا علیهم السیجان و اکثر تبعة الیهود و النساء، ثم یاتی

المصر الذی یلیه، فیصیر اهله ثلاث فرق، فرقة تقول: نشامه، و ننظر ماهو، و فرقة تلحق بالاعراب و فرقة تلحق بالمصر الذی یلیهم بغربی الشام، و ینحاز المسلمون الی عقبة افیق، فیبعثون سرحا لهم، فیصاب سرحهم، فیشتد ذلک علیهم، و تصیبهم مجاعة شدیدة، وجهد شدید حتی ان احدهم لیحرق وتر قوسه فیا کله، فبینماهم کذلک اذ نادی مناد من السحر یاایها الناس! اتاکم الغوث، ثلاثا، فیقول بعضهم لبعض: ان هذا الصوت لصوت رجل شبعان، و ینزل عیسی ابن مریم علیه الصلوة والسلام عند صلوة الصبح فیقول له امیرهم: یا روح اللّٰہ! تقدم، صل، فیقول: هذه الامة امراء بعضهم علی بعض، فیتقدم امیرهم فیصلی، فاذا قضی صلوة اخذ عیسی علیه السلام حربته، فیذهب نحو الدجال، فاذا راه الدجال ذاب کما یذوب الرصاص فیضع حربته بین ثندوتیه فیقتله و ینهزم اصحابه فلیس یومئذ شیٔ یواری منهم احدا حتی ان الشجرة لتقول: یا مؤمن هذا کافر، و یقول الحجر: یا مؤمن! هذا کافر﴾

(مسند احمد ج ۴ ص ۲۱۶، کذا فی التصریح ص ۱۱۳)

''ابونضرہ کہتے ہیں ہم حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے پاس جمعہ کے دن اپنے مصحف کا ان کے مصحف سے مقابلہ کرنے کے لئے آئے (کہ کہیں ہمارے نسخے میں کوئی غلطی تو نہیں) جب جمعہ کا وقت آیا تو انہوں نے ہمیں غسل کرنے کا حکم

دیا، پھر ہمارے پاس خوشبو لائی گئی، وہ لگا کر ہم مسجد چلے گئے اور وہاں ایک شخص کے پاس جا کر بیٹھ گئے، اس نے ہمیں دجال سے متعلق ایک حدیث سنائی۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو ہم اٹھ کر ان کے پاس جا بیٹھے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (قیامت کے قریب) مسلمانوں کے تین شہر (قابل ذکر) ہوں گے، ایک شہر دو سمندروں کے سنگم پر واقع ہوگا، دوسرا حیرہ کے مقام پر اور تیسرا شام میں۔

لوگ واقعات اور حالات حاضرہ کی بناء پر تین مرتبہ شدید گھبراہٹ کا شکار ہو چکے ہوں گے پھر لوگوں کے برابر میں دجال نکل آئے گا اور مشرق کے لوگوں کو شکست دے دے گا چنانچہ سب سے پہلے وہ اس شہر میں داخل ہوگا جو دو سمندروں کے سنگم پر واقع ہے، وہاں کے لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک گروہ تو یہ کہہ کر وہیں اقامت گزین رہے گا کہ پتہ تو چلے کہ یہ کون ہے اور اس کے پاس کیا ہے؟ ایک گروہ دیہات کی طرف چلا جائے گا اور ایک گروہ اس سے متصل شہر میں منتقل ہو جائے گا۔ دجال کے ساتھ ستر ہزار ایسے افراد ہوں گے جن پر قیمتی چادریں ہوں گی اور اس کے اکثر پیروکار یہودی اور عورتیں ہوں گی۔

پھر وہ اس کے ساتھ متصل شہر میں آئے گا اور وہاں کے لوگ بھی اسی طرح کے تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے مسلمان خود تو "افیق" نامی گھاٹی کی طرف سمٹ جائیں گے اور

اپنے مویشی چرنے کے لئے بھیج دیں گے لیکن وہ سب ہلاک ہو جائیں گے جس سے مسلمانوں کو شدید نقصان ہوگا اور وہ سخت بھوک اور تکلیف و مشقت کا شکار ہو جائیں گے حتی کہ بعض لوگ اپنی کمان کا چلہ جلا کر کھانے پر مجبور ہو جائیں گے۔

مسلمان انہی حالات میں ہوں گے کہ ایک دن سحری کے وقت ایک شخص تین مرتبہ ندا لگائے گا کہ اے لوگو! تمہارے پاس مدد آ گئی۔ لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ یہ تو کسی پیٹ بھرے ہوئے شخص کی آواز ہے، پھر نماز فجر کے وقت حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول ہو جائے گا، مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا یا روح اللہ! آگے بڑھ کر نماز پڑھایئے۔ وہ فرمائیں گے کہ اس امت کے بعض لوگ بعض کے امیر ہیں چنانچہ مسلمانوں کا امیر ہی آگے بڑھ کر نماز پڑھائے گا، نماز سے فارغ ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا حربہ پکڑ کر دجال کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ دجال ان کو دیکھتے ہی رانگ کی طرح پگھلنے لگے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا نیزہ اس کی چھاتیوں کے گوشت پر ماریں گے اور اس کو قتل کر ڈالیں گے۔ اس کے حواری شکست سے دوچار ہو جائیں گے اور اس دن ان میں سے کسی کو بھی کوئی چیز اپنے پیچھے نہیں چھپائے گی، حتی کہ درخت کہے گا اے مؤمن! یہ کافر ہے اور پتھر کہے گا کہ اے مؤمن! یہ کافر ہے۔"

(۴۰) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی روایت

جنگ عظیم اور فتح قسطنطنیہ

﴿عن عبداللّٰہ بن بسر ان رسول اللہ ﷺ قال: بین

الملحمة و فتح المدینة ست سنین، و یخرج المسیح الدجال فی السابعة﴾ (ابوداؤد ۴۲۹۶)

''حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جنگ عظیم اور فتح قسطنطنیہ کے درمیان چھ سال ہوں گے، ساتویں سال مسیح دجال کا خروج ہو جائے گا۔''

فائدہ

یہی روایت سنن ابن ماجہ میں بھی حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۴۰۹۳۔

(۴۱) حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کی روایت

کوہ عقیق پر چشم تصور میں دجال کے پڑاؤ

﴿عن سلمة بن الاکوع قال: اقبلت مع رسول اللہ ﷺ من قبل العقیق حتی اذا کنا علی الثنیة التی یقال لها ثنیة الحوض بالعقیق، اوما بیده قبل المشرق، فقال: انی لانظر الی مواقع عدو اللہ المسیح، انه یقبل حتی ینزل من کذا، حتی یخرج الیه غوغاء الناس، مامن نقب من انقاب المدینة الا علیه ملک، او ملکان یحرسانه، معه صورتان، صورة الجنة و النار، خضراء معه شیاطین یتشبهون بالاموات، یقول للحی: اتعرفنی؟ انا اخوک، انا ابوک، انا ذو قرابة منک، الست قدمت، هذا ربنا فاتبعه، فیقضی اللہ مایشاء منه، و یبعث اللہ له رجلا من المسلمین، فیسکته و یبکته، و یقول: هذا الکذب یاایها

الناس! لایغرنکم فانه کذاب، و یقول باطلا، و لیس ربکم باعور، فیقول: هل انت متبعی؟ فیابی فیشقه شقتین، و یعطی ذلک، و یقول: اعیده لکم فیبعثه اللّٰه اشد ما کان تکذیبا واشده شتما، فیقول: یایها الناس! انما رایتم بلاء ابتلیتم به، و فتنة افتتنتم بها، ان کان صادقا فلیعدنی مرة اخری، الاهو کذاب، فیامربه الی هذه النار، و هی صورة الجنة، ثم یخرج قبل الشام﴾

(الطبرانی ۶۳۰۵، کذا فی التصلیۃ ص ۱۱۸)

''حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں کوہ عقیق کی طرف سے حضور ﷺ کے ہمراہ آ رہا تھا، چلتے چلتے جب ہم کوہ عقیق کے اس ٹیلے پر پہنچے جس کو ''ثنیۃ الحوض'' کہا جاتا ہے تو آپ ﷺ نے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں دشمن خدا مسیح دجال کے پڑاؤ کی جگہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ چلتا چلا آ رہا ہے، اور فلاں مقام پر منزل کی ہے اور لوگوں کا ہجوم اس کی طرف نکل کر چلا گیا ہے اور مدینہ کا کوئی ایسا درہ نہیں ہے جس پر ایک یا دو فرشتے حفاظت کے لئے نہ کھڑے ہوں۔

اس کے ساتھ دو شبیہیں ہیں ایک جنت کی شبیہ اور ایک جہنم کی، اور کچھ شیاطین ہیں جو مُردوں کی شکلیں اختیار کر کے آتے ہیں اور زندوں سے کہتے ہیں کہ مجھے پہچانتے ہو؟ میں تمہارا بھائی، باپ، قرابت دار ہوں، کیا میں مر نہیں گیا تھا؟ یاد رکھو! کہ یہ ہمارا رب ہے اس لئے اس کی پیروی کرو۔ اس طرح اللہ اس کو حسب منشاء غلبہ عطا فرما دے گا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں ایک ایسا شخص

بھیجیں گے جو دجال کو ساکت اور لاجواب کر دے گا اور وہ اعلان کرے گا کہ اے لوگو! یہ تمہیں دھوکے میں مبتلا نہ کر دے، یہ جھوٹا ہے اور جھوٹ کہتا ہے، تمہارا رب کانا تو نہیں ہو سکتا۔ دجال اس سے کہے گا کہ تو میری اتباع کرتا ہے یا نہیں؟ وہ انکار کر دے گا۔ دجال اس کو دو ٹکڑے کر دے گا اور اس کو یہ قدرت دی جائے گی اور کہے گا کہ میں تمہارے سامنے اس کو دوبارہ زندہ کرتا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندگی دیں گے اور وہ پہلے سے زیادہ اس کی تکذیب اور برائی و مذمت بیان کرے گا اور کہے گا کہ اے لوگو! تم یہ ایک آزمائش دیکھ رہے ہو جس میں تم کو مبتلا کیا گیا ہے اور ایک فتنہ ہے جس سے تم دوچار ہوئے ہو، اگر یہ سچا ہو تو مجھے دوبارہ قتل کر کے دکھائے، یاد رکھو! یہ وہی کذاب ہے، دجال غصے میں آ کر اپنی خود ساختہ جہنم میں اس کو پھینک دینے کا حکم دے گا جو درحقیقت جنت ہوگی۔ پھر دجال شام کی طرف چلا جائے گا۔"

(۴۲) حضرت محجن بن ادرع رضی اللہ عنہ کی روایات

یوم الخلاص کونسا دن ہوگا؟

﴿عن محجن بن الادرع ان رسول اللّٰہ ﷺ خطب الناس فقال: یوم الخلاص، وما یوم الخلاص؟ ثلاثا، فقیل له: وما یوم الخلاص؟ قال: یجیء الدجال فیصعد احدا، فینظر الی المدینة فیقول لاصحابه: هل ترون هذا القصر الابیض؟ هذا مسجد احمد، ثم یاتی المدینة فیجد فی کل نقب من انقابها ملکا مصلتا سیفه، فیاتی سبخة الجرف، فیضرب رواقه، ثم ترجف

المدينة ثلاث رجفات، فلا يبقى منافق ولا منافقة، ولا فاسق ولا فاسقة، الا خرج اليه، فذلک يوم الخلاص﴾ (مسند احمد ج ۴ ص ۳۳۸، کذا فی النہایہ ص ۱۲۰)

''حضرت محجن بن ادرع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دن تقریر کرتے ہوئے فرمایا، نجات کا دن، کیا ہی خوب ہوگا نجات کا دن؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ نجات کے دن سے کیا مراد ہے؟ فرمایا دجال آکر احد پہاڑ پر چڑھ جائے گا اور مدینہ کی طرف دیکھ کر اپنے حواریوں سے کہے گا کہ اس سفید محل کو دیکھ رہے ہو؟ یہ احمد ﷺ کی مسجد ہے، پھر مدینہ میں داخل ہونا چاہے گا تو اس کے ہر درے پر تلوار سونتے ہوئے فرشتے کو پائے گا۔

مجبور ہو کر وہ کھاری زمین پر ہی خیمہ زن ہوگا، پھر مدینہ میں تین زلزلے آئیں گے اور ہر منافق مرد وعورت اور تمام فاسق مرد وعورت نکل کر اس کے پاس چلے جائیں گے، یہ ''نجات کا دن'' ہوگا۔

احد پہاڑ پر چڑھ کر مدینہ کی فضیلت

(ب) ﴿عن محجن بن الادرع قال: اخذ رسول الله ﷺ بيدى، فصعد على احد، فاشرف على المدينة، فقال: ويل امها من قرية يدعها اهلها على خيرما تكون او كا خير ماتكون، فيا تيها الدجال فيجد على كل باب من ابوابها ملكا مصلتا بجناحيه فلايد خلها، قال: ثم نزل، و هو آخذ بيدى فدخل با فيدخل؟ المسجد، فاذا

رجل یصلی، و قال لی: من هذا؟ فاثنیت علیه خیرا، فقال: اسکت لا تسمعه فتهلکه، قال: ثم اتی حجرة امراة من نسائه فنفض یده من یدی قال: ان خیر دینکم ایسره، ان خیر دینکم ایسره﴾ (مسند احمد ج ۴ ص ۳۳۸، کذا فی اتحاف ص ۱۴۰)

''حضرت محجن بن ادرع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور احد پہاڑ پر تشریف لے گئے، پھر مدینہ کی طرف جھانک کر دیکھا اور فرمایا، ہلاکت ہو، لوگ اس بہترین بستی اور شہر کو چھوڑ کر چلے جائیں گے، حالانکہ دجال اس شہر میں آنا چاہے گا تو اس کے ہر دروازے پر ایک مسلح فرشتہ پائے گا اور اس میں داخل نہ ہو سکے گا۔

حضرت محجن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نیچے اتر آئے اور میرا ہاتھ پکڑے ہوئے مسجد میں داخل ہو گئے، وہاں ایک آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ میں نے اس کی تعریف کی تو فرمایا کہ خاموشی سے کہو، کہیں یہ سن نہ لے اور ہلاک نہ ہو جائے (کہ غرور میں مبتلا ہو جائے) پھر آپ ﷺ ازواج مطہرات میں سے ایک زوجہ کے حجرہ کے پاس آئے اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھڑاتے ہوئے دو مرتبہ فرمایا کہ تمہارا سب سے بہتر دین ''آسان'' ہے۔''

(۴۳) حضرت نہیک بن صریم رضی اللہ عنہ کی روایت

نہر اردن پر دجال سے قتال

﴿عن نهیک بن صریم السکونی قال: قال رسول الله ﷺ: لتقاتلن المشرکین حتی یقاتل بقیتکم الدجال

علی نهر الاردن، انتم شرقیه، و هو غربیه، قال: و ما ادری این الاردن یومئذ من الارض﴾

(البزار ۳۳۸۷، کذا فی النھایۃ ص ۱۲۲)

''حضرت نہیک بن صریم السکونی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تم مشرکین سے ضرور قتال کرو گے یہاں تک کہ تمہارے بقیہ افراد دجال سے نہر اردن پر لڑیں گے۔ تم مشرقی جانب ہو گے اور وہ مغربی جانب، راوی کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ اس وقت اردن زمین کے کس حصے میں ہوگا؟''

(۴۴) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت

گذشتہ صفحات میں حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ کی جو روایت ابن ماجہ شریف کے حوالے سے ذکر کی گئی ہے اس کی ایک عجیب خصوصیت یہ ہے کہ ایک صحابی نے دوسرے صحابی سے روایت نقل کی اور دوسرے صحابی نے حضور ﷺ سے۔ چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بھی صحابی ہیں اور حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ بھی اس لئے ہم نے اس روایت کو دونوں صحابہ کے نام کے تحت ذکر کرنا مناسب سمجھا۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۹۱۔

(۴۵) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت

پانی اور آگ

﴿عن حذیفة عن النبی ﷺ قال فی الدجال: ان معه ماء و نارا، فناره ماء بارد، و ماؤه نار، قال ابو مسعود: انا سمعته من رسول الله ﷺ﴾ (البخاری: ۳۱۳۰)

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے

دجال کے بارے میں فرمایا کہ اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی۔ اس کی آگ تو اصل میں ٹھنڈا پانی ہوگی اور پانی آگ ہوگا، حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں نے بھی حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔"

فائدہ

یہی روایت مسلم شریف میں کچھ تفصیلاً مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

اگر پانی کی طلب ہو تو؟

﴿عن ربعی بن حراش قال: اجتمع حذیفة و ابومسعود، فقال حذیفة: لانا بما مع الدجال اعلم منه، ان معه نهرا من ماء، و نهرا من نار، فاما الذی ترون انه نار ماء، و اما الذی ترون انه ماء نار، فمن ادرک ذلک منکم فاراد الماء فلیشرب من الذی یراه انه نار، فانه یجده ماء، قال ابومسعود: هکذا سمعت النبی ﷺ یقول﴾

(مسلم ۱۔۲۷۲)

"ربعی بن حراش کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابومسعود رضی اللہ عنہ کسی مقام پر اکٹھے ہو گئے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ دجال کے ساتھ جو چیزیں ہوں گی، میں انہیں دجال سے زیادہ جانتا ہوں، اس کے ساتھ پانی کی ایک نہر ہوگی اور ایک نہر آگ کی ہوگی۔ جس کو تم آگ سمجھو گے وہ پانی ہوگا اور جس کو تم پانی سمجھو گے وہ آگ ہوگی۔ تم میں سے جو شخص اس کو پائے اور پیاس کی وجہ سے پانی پینا چاہے تو اس میں سے

ہے جس کو وہ آگ سمجھے، وہ اس کو پانی پائے گا۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے بھی بعینہ اسی طرح حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔"

فائدہ

یہی روایت ابوداؤد شریف میں بھی مروی ہے۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۴۳۱۵۔

(۴۶) حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کی روایت

تسبیح وتکبیر کی ہیبت

﴿عن عمرو بن عوف قال: قال رسول الله ﷺ: لاتقوم الساعة حتى تكون ادنى مسالح المسلمين ببولاء، ثم قال: يا علي، ياعلي، ياعلي، قال: بابي و امي قال: انكم ستقاتلون بني الاصفر، ويقاتلهم الذين من بعدكم حتى تخرج اليهم روقة الاسلام، اهل الحجاز، الذين لايخافون في الله لومة لائم، فيفتحون القسطنطينية بالتسبيح و التكبير، فيصيبون غنائم لم يصيبوا مثلها، حتى يقتسموا بالاترسة و ياتي آت، فيقول: ان المسيح قد خرج في بلادكم، الاوهي كذبة، فالآخذ نادم، والتارك نادم﴾

(ابن ماجہ ۴۰۹۴)

"حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک

مسلمانوں کی ایک چھوٹی مسلح جماعت ''بولاء'' نامی مقام پر نہ آئے، پھر حضرت علیؓ کا نام لے کر تین مرتبہ آپ ﷺ نے ان کو پکارا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں حاضر ہوں، فرمایا بیشک عنقریب تم رومیوں سے جہاد کرو گے اور ان سے لڑنے والے لوگ تمہارے بعد آنے والے ہوں گے یہاں تک کہ ان کی طرف اہل حجاز میں کے منتخب مسلمان نکلیں گے جو دین خداوندی کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت کو خاطر میں نہ لائیں گے اور تسبیح و تکبیر کی بدولت ہی قسطنطنیہ کو فتح کرلیں گے اور ان کو اتنا مال غنیمت ملے گا کہ اس سے پہلے کبھی نہ ملا ہوگا حتی کہ وہ کمانوں کو تقسیم کر رہے ہوں گے کہ ایک آنے والا آکر کہے گا کہ تمہارے شہروں میں دجال کا خروج ہو چکا ہے۔ یاد رکھو! کہ یہ خبر جھوٹی ہوگی اس لئے لینے والا بھی نادم ہوگا اور چھوڑنے والا بھی۔''

(٤٧) حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ کی روایت

دجال کے پیروکار

﴿عن ابی وائل رضی اللّٰہ عنه قال: اکثر اتباع الدجال الیھود واولاد المومسات﴾

(رواہ احمد، کما فی الفتح الربانی ٢٤/٧٣، کذا فی المسیح الدجال للطھطاوی ص ٤١)

''حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دجال کے اکثر پیروکار یہودی اور فاحشاؤں کی اولاد ہوگی۔''

فائدہ

اس حدیث کو اگرچہ فرمانِ نبوی ﷺ کے طور پر حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ نے ذکر نہیں فرمایا لیکن ظاہر ہے کہ یہ بات انسان اپنی عقل سے نہیں کہہ سکتا۔ لازماً انہوں نے حضور ﷺ سے سن کر ہی فرمایا ہوگا اس لئے حکماً یہ ایسے ہی ہے جیسے خود حضور ﷺ نے فرمایا ہے، اصطلاحی الفاظ میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ موقوف حدیث جو غیر مدرک بالعقل ہو وہ حکماً مرفوع ہوتی ہے، کتب اصول حدیث میں اس کی تصریح موجود ہے۔

نیز یہی روایت شیخ بخاری، نعیم بن حماد نے بھی اپنی کتاب ''الفتن'' کے ص ۳۲۶ پر نقل کی ہے۔ حاشیہ میں اس کی تخریج مصنف ابن ابی شیبہ ۴۹۳/۷ کے حوالے سے کی گئی ہے۔

(۴۸) حضرت عمیر بن ھانی رضی اللہ عنہ کی روایت

جب ایمان اور نفاق میں اخلاص ہوگا؟

﴿عن عمير بن هانی قال: قال رسول الله ﷺ: اذا صار الناس فی فسطاطين: فسطاط ايمان لا نفاق فيه، و فسطاط نفاق لاايمان فيه، فاذا هما اجتمعا، فابصر ک الدجال اليوم او غدا﴾ (الفتن ص ۳۱۴، وصححہ الالبانی)

''حضرت عمیر بن ھانی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، جب لوگ دو خیموں میں تقسیم ہو جائیں گے، ایک خیمہ میں ایمان ہوگا، نفاق نام کی کوئی چیز نہ ہوگی اور دوسرا خیمہ نفاق کا ہوگا جس میں ایمان نام کی کوئی چیز نہ ہوگی، سو جب یہ دونوں اکٹھے ہو جائیں گے تو اسی دن یا اگلے دن تمہیں دجال نظر آجائے گا۔''

(۴۹) حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کی روایت

خروج دجال کا وقت

﴿عن راشد بن سعد قال: لما فتحت اصطخر نادی مناد: الا ان الدجال قد خرج، قال: فلقيهم الصعب بن جثامة قال، فقال: لولا ماتقولون لاخبرتكم انی سمعت رسول الله ﷺ يقول: لايخرج الدجال حتی يذهل الناس عن ذكره، و حتی تترك الائمة ذكره علی المنابر﴾

(مسند احمد ج ۴ ص ۷۱، کذا فی المسیح الدجال ونزول عیسیٰ ابن مریم ص ۱۰)

''راشد بن سعد کہتے ہیں کہ جب اصطخر فتح ہو چکا تو ایک منادی نے یہ آواز لگائی کہ ہوشیار! دجال نکل آیا۔ پھر کچھ لوگوں کی ملاقات حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے ہوگئی، انہوں نے فرمایا کہ اگر تم نے یہ بات نہ کہی ہوتی تو میں تمہیں بتاتا کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔

دجال اس وقت تک نہیں نکلے گا جب تک لوگ اسکا تذکرہ بھول نہ جائیں اور ائمہ مساجد منبروں پر اسکا ذکر کرنا چھوڑ نہ دیں۔''

(۵۰) حضرت فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ کی روایت

مسیح الضلالہ

﴿عن الفلتان بن عاصم، عن النبی ﷺ قال: اما مسيح الضلالة فرجل اجلی الجبهة، ممسوح العين اليسری، عريض النحر، فيه اندفاء﴾

(مصنف ابن ابی شیبہ کذا فی التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ ص ۵۴۷)

''حضرت فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''مسیح الضلالۃ'' کشادہ پیشانی والا ایک شخص ہوگا جس کی بائیں آنکھ پونچھی ہوئی ہوگی۔ چوڑا سینہ ہوگا اور اس میں کچھ جھکاؤ ہوگا۔''

(۵۱) حضرت عبداللہ بن مغنم رضی اللہ عنہ کی روایت

دجال کے ابتدائی حالات

﴿عن سليمان بن شهاب العبسی قال: نزل علی عبدالله بن مغنم و كان من اصحاب النبی ﷺ، فحدثنی عن النبی ﷺ انه قال: الدجال ليس به خفاء، انه يجیء من قبل المشرق، فيدعو الی حق فيتبع و ينصب للناس فيقاتلهم فيظهر عليهم فلا يزال كذلك حتی يقدم الكوفة، فيظهر دين الله و يعمل به فيتبع، و يحث علی ذلك ثم يقول بعد ذلك: انی نبی فيفزع من ذلك كل ذی لب، و يفارقه، و يمكث بعد ذلك ثم يقول: انا الله، فتعمش عينه اليمنی، و تقطع اذنه، و يكتب بين عينيه كافر، فلا يخفی علی كل مسلم، فيفارقه كل احد من الخلق فی قلبه مثقال حبة خردل من ايمان، و يكون اصحابه و جنوده المجوس و اليهود و النصاری، وهذه الاعاجم من المشركين. ثم يدعو برجل فيما يرون فيامر به فيقتل، ثم يقطع اعضاءه كل عضو علی حدة، فيفرق بينها حتی يراه الناس، ثم يجمع بينها، ثم يضربه بعصاه فاذا هو قائم، فيقول: انا الله احيی و

امیت، و ذلک سحر یسحر به اعین الناس، لیس یصنع من ذلک شیئا﴾ (الطبرانی، کذا فی النہایہ ص ۱۲۹)

''سلیمان بن شہاب العبسی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مغنم رضی اللہ عنہ میرے یہاں تشریف لائے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے، اور مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا دجال کے معاملے میں کوئی پوشیدگی نہیں کہ وہ مشرق کی طرف سے آئے گا، ابتداء میں لوگوں کو حق کی دعوت دے گا، لوگ اس کی پیروی کریں گے اور لوگوں کے لئے اس کو قائم کر دے گا اور حق کے معاملے میں لوگوں سے قتال کر کے ان پر غالب آجائے گا۔

یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا تا آنکہ وہ کوفہ وارد ہوگا، دین خداوندی کو غالب کر کے اس پر عمل کرے گا اور لوگ اس سے محبت کرنے لگیں گے پھر اس کے بعد اچانک وہ نبوت کا دعویٰ کر دے گا جس سے ہر عقلمند گھبرا کر اس کو چھوڑ دے گا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ خدائی کا دعویٰ کر بیٹھے گا جس کی نحوست سے اس کی دائیں آنکھ بے نور ہو جائے گی، اور اس کا کان کٹ جائے گا اور اس کی آنکھوں کے درمیان ''کافر'' لکھا جائے گا جو کسی بھی مسلمان پر مخفی نہیں رہے گا اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ اس سے جدا ہو جائے گا۔

اس طرح دجال کے ساتھی اور لشکری مجوسی، یہود و نصاری اور عجمی مشرکین رہ جائیں گے، پھر لوگوں کے دیکھتے ہی دیکھتے ایک شخص کو بلا کر اس کو قتل کرنے کا حکم دے دے گا، پھر اس کا ایک ایک عضو کاٹ کاٹ کر علیحدہ کر دے گا یہاں تک کہ

لوگ بھی اس کو دیکھ لیں گے، پھر اس کو جمع کر کے اس پر اپنی لاٹھی مارے گا تو اچانک وہ کھڑا ہو جائے گا، پھر دجال کہے گا کہ میں ہی خدا ہوں، موت و زیست دیتا ہوں، یہ ایک جادو ہوگا جو لوگوں کی آنکھوں پر چھا جائے گا لیکن وہ اس سے کچھ پیدا نہ کر سکے گا۔"

(۵۲) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی روایت

سورج گرہن کے موقع پر دجال کا تذکرہ

﴿عن اسماء بنت ابی بکر انها قالت: اتيت عائشة زوج النبي ﷺ حين خسفت الشمس، فاذا الناس قيام يصلون و اذا هي قائمة تصلي، فقلت: ما للناس؟ فاشارت بيدها الى السماء و قالت: سبحان الله، فقلت: آية فاشارت اى نعم، قالت: فقمت حتى تجلاني الغشي فجعلت اصب فوق راسي الماء، فلما انصرف رسول الله ﷺ حمد الله و اثنى عليه ثم قال: مامن شيء كنت لم اره الا و قد رايته في مقامي هذا حتى الجنة و النار، و لقد اوحي الى انكم تفتنون في القبور مثل او قريبا من فتنة الدجال الخ﴾ (البخاری ۱۰۵۳)

"حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کی زوجہ (اور اپنی بہن) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی جس وقت سورج کو گہن لگا ہوا تھا، لوگ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کھڑی نماز میں مشغول تھیں، میں نے کہا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے

''سبحان اللہ'' کہا، میں نے کہا کہ کوئی نشانی ظاہر ہوئی ہے، انہوں نے اثبات میں اشارہ کر دیا، تو میں بھی نماز کے لئے کھڑی ہوگئی۔ طول قیام کی وجہ سے مجھ پر غشی طاری ہوگئی تو میں نے اپنے سر پر پانی ڈالنا شروع کر دیا۔

جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے کے بعد فرمایا جو چیزیں میں نے اب تک نہ دیکھی تھیں، وہ مجھے آج اسی جگہ دکھادی گئیں حتیٰ کہ جنت اور جہنم بھی، اور میری طرف یہ وحی بھی کی گئی ہے کہ قبروں میں تمہاری اسی طرح آزمائش ہوگی جیسے فتنہء دجال کے موقع پر ہوگی۔''

فائدہ

یہی روایت مسلم شریف میں بھی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔
حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۲۱۰۳۔

(۵۳) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت

فتنہء دجال سے پناہ مانگنے کا حکم

﴿عن ابی سعید الخدری، عن زید بن ثابت قال: قال ابوسعید: ولم اشهده من النبی ﷺ و لکن حدثنیه زید بن ثابت قال: بینما النبی ﷺ فی حائط لبنی النجار، علی بغلة له، و نحن معه، اذحادت به فکادت تلقیه، و اذا اقبر ستة او خمسة او اربعة. قال: کذا کان یقول الجریری. فقال: من یعرف اصحاب هذه الاقبر؟ فقال رجل: انا، قال: فمتی مات هؤلاء؟ قال: ماتوا فی

الاشراک فقال: ان هذه الامة تبتلى فى قبورها، فلولا ان لا تدافنوا، لدعوت الله ان يسمعكم من عذاب القبر الذى اسمع منه، ثم اقبل علينا بوجهه فقال: تعوذوا بالله من عذاب النار، فقالوا: نعوذ بالله من عذاب النار، فقال: تعوذوا بالله من عذاب القبر، فقالوا: نعوذ بالله من عذاب القبر، قال: تعوذوا بالله من الفتن ما ظهر منها و ما بطن، قالوا: نعوذ بالله من الفتن، ما ظهر منها و ما بطن، قال: تعوذوا بالله من فتنة الدجال، قالوا: نعوذ بالله من فتنة الدجال﴾ (مسلم ۷۲۱۳)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ میں نے خود تو یہ حدیث حضور ﷺ سے نہیں سنی، البتہ زید بن ثابت نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ اپنے خچر پر سوار بنی نجار کے باغ میں چلے جا رہے تھے، ہم بھی آپ کے ہمراہ تھے کہ اچانک آپ کی سواری بدکی اور قریب تھا کہ آپ کو گرا دے، غور کرنے پر پتہ چلا کہ وہاں چھ یا پانچ یا چار قبریں ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ ان قبر والوں کو کوئی شخص جانتا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا کہ میں جانتا ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ لوگ کب مرے تھے؟ کہا کہ شرک کی حالت میں، فرمایا کہ اس امت کو قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن ہی نہیں کیا کرو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ عذاب قبر تمہیں بھی سنا دے جیسے میں سن رہا ہوں۔

پھر آپ ﷺ اپنے رخ انور کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ عذاب جہنم سے اللہ کی پناہ مانگو، صحابہ نے کہا

"نعوذ باللّٰہ من النار" پھر فرمایا، عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو، صحابہ نے کہا "نعوذ باللّٰہ من عذاب القبر" پھر فرمایا کہ ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگو، صحابہ نے کہا "نعوذ باللّٰہ من الفتن، ما ظھر منھا و ما بطن" پھر فرمایا کہ فتنہ دجال سے اللہ کی پناہ مانگو، صحابہ نے کہا "نعوذ باللّٰہ من فتنة الدجال"۔"

(۵۴) حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کی روایت

دجال کو اس کے پیروکار بھی "کذاب" سمجھیں گے

﴿عن عبید بن عمیر قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: لیصحبن الدجال اقوام یقولون: انا لنصحبه و انا لنعلم انه کافر، و لکنا نصحبه ناکل من الطعام، و نرعی الشجر، فاذا نزل غضب اللّٰہ تعالٰی نزل علیھم کلھم﴾

(الفتن ۳۲۶)

"حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، دجال کے ساتھ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو اس بات کا اعتراف کریں گے کہ ہم جانتے ہیں یہ کافر ہے لیکن ہم اس کے ساتھ اس لئے رہ رہے ہیں کہ کھانے کو مل جاتا ہے اور درختوں کی حفاظت کر لیتے ہیں۔ جب اللہ کا غضب نازل ہوگا تو ان سب پر نازل ہوگا۔"

(۵۵) ایک غیر معروف صحابی رضی اللہ عنہ کی روایت

دیدار خداوندی مرنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے

(الف) ﴿قال ابن شھاب: و اخبرنی عمر بن ثابت

الانصاری، انه اخبره بعض اصحاب رسول الله ﷺ، ان رسول الله ﷺ قال یوم حذر الناس الدجال انه مکتوب بین عینیه کافر، یقراه من کره عمله، او یقرأه کل مؤمن، وقال: تعلموا انه لن یری احدمنکم ربه. عزوجل. حتی یموت﴾ (مسلم:۷۳۵٦)

"عمر بن ثابت انصاری کہتے ہیں کہ انہیں ایک صحابی رسول نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بتایا کہ ایک دن آپ ﷺ نے لوگوں کو فتنہ دجال سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا، اس کے اعمال ناپسند کرنے والا یا ہر مؤمن اس کو پڑھ لے گا، اور فرمایا کہ یہ بات اچھی طرح جان لو! کہ مرنے سے پہلے تم میں سے کوئی شخص اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتا۔"

نزول عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ

(ب) ﴿عن بعض اصحاب محمد ﷺ قال: ذکر رسول الله ﷺ الدجال فقال: یاتی سباخ المدینة و هو محرم علیه ان یدخلها فتنتفض باهلها نفضة او نفضتین و هی الزلزلة، فیخرج الیه منها کل منافق و منافقة، ثم یولی الدجال قبل الشام، حتی یاتی بعض جبال الشام. و بقیة المسلمین یومئذ معتصمون بذروة جبل فیحاصرهم نازلا باصله، حتی اذا طال علیهم البلاء، قال رجل من المسلمین، یا معشر المسلمین! حتی متی انتم هکذا، وعدو الله نازل باصل جبلکم" هل انتم

الا باحدی الحسنیین؟ بین ان یستشهد کم اللّٰه او یظهر کم، فیتابعون علی الموت یعلم اللّٰه انها الصدق من انفسهم، ثم تاخذهم ظلمة لا یصر امرؤ کفه، قال: فینزل ابن مریم فیحسر عن ابصارهم و بین اظهرهم، رجل علیه لامته، فیقولون: من انت یا عبداللّٰه؟ فیقول: انا عبداللّٰه و رسوله، و روحه و کلمته عیسی ابن مریم، اختاروا احدی ثلاث، بین ان یبعث اللّٰه علی الدجال و جنوده عذابا من السماء او یخسف بهم الارض او یسلط علیهم سلاحکم، و یکف سلاحهم عنکم، فیقولون: هذه یارسول اللّٰه! اشفی لصدورنا ولا نفسنا، فیومئذ تری الیهودی العظیم الطویل الاکول الشروب لاتقل یده سیفه من الرعدة، فینزلون الیهم فیسلطون علیهم و یذوب الدجال حین یری ابن مریم کما یذوب الرصاص حتی یاتیه او یدرکه عیسی ابن مریم فیقتله﴾

(المصنف لعبد الرزاق ۱۱/ ۳۹۸ کذا فی التصریح ص ۱۶۱)

''ایک غیر معروف صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا وہ مدینہ منورہ کی کھاری زمین پر آئے گا کیونکہ مدینہ میں اس کا داخلہ حرام ہوگا، اس وقت مدینہ میں ایک یا دو زلزلے آئیں گے جس سے گھبرا کر ہر منافق (مرد و عورت) اس کی طرف چلا جائے گا پھر دجال شام کا رخ کرے گا اور شام کے ایک پہاڑ پر پہنچے گا جس کی چوٹی پر اس وقت مسلمان پناہ گزین ہوں گے، پہاڑ کے نیچے پڑاؤ ڈال کر

دجال ان کا محاصرہ کر لے گا۔

جب یہ مصیبت طویل ہو جائے گی تو ایک مسلمان کہے گا کہ اے جماعت مسلمین! تم کب تک اس طرح پڑے رہو گے؟ دشمن خدا تمہارے پہاڑ کے نیچے پڑاؤ ڈالے موجود ہے، اب تم دو اچھے امور کے درمیان ہو، شہادت یا غلبہ، چنانچہ مسلمان موت پر بیعت کر لیں گے اور اللہ جانتا ہے کہ وہ اس میں سچے ہوں گے۔

پھر ان پر ایسا اندھیرا چھا جائے گا کہ انسان کو اپنی ہتھیلی بھائی نہیں دے گی اور اس دوران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو جائے گا۔ جب لوگوں کی آنکھیں دیکھنے کے قابل ہوں گی تو وہ اپنے درمیان ایک زرہ پوش شخص کو پائیں گے اور اس سے پوچھیں گے کہ اے بندۂ خدا! آپ کون ہیں؟ وہ کہیں گے کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول، اس کی روح اور کلمہ عیسی ابن مریم ہوں۔

تمہیں تین باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے جو چاہو منتخب کر لو۔

(۱) دجال اور اس کے لشکر پر اللہ تعالی آسمان سے کوئی عذاب بھیج دے۔

(۲) ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے۔

(۳) تمہارا اسلحہ ان پر مسلط کر کے ان کے اسلحہ سے تمہیں بچا لیا جائے۔

مسلمان عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ! یہی تیسری صورت ہمارے دلوں کے لئے زیادہ باعث شفاء ہے پھر تم اس دن دیکھو گے کہ ایک لمبا تڑنگا خوب کھاتا پیتا یہودی بھی ہیبت کی وجہ سے اپنے ہاتھ میں تلوار نہ اٹھا سکے گا اور مسلمان پہاڑ سے اتر کر ان پر غالب آجائیں گے اور دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

دیکھتے ہی سیسہ کی طرح پگھلنا شروع ہو جائے گا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باب لد پر اسے جالیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔"

چار مقامات پر دجال کا داخلہ ممنوع ہوگا

(ج) ﴿عن جنادة بن ابی امیة قال: اتینا رجلا من الانصار من الصحابة قال: قام فینا رسول اللّٰہ ﷺ فقال: "انذرکم المسیح" الحدیث و فیه: یمکث فی الارض اربعین صباحاً، یبلغ سلطانه کل منهل، لایاتی اربعة مساجد الکعبة، و مسجد الرسول، و المسجد الاقصی، والطور﴾ (مسند احمد، فتح الباری ۱۳/ د ۱۰۵، کذا فی المسیح الدجال ص ۳۳)

"جنادہ بن ابی امیہ کہتے ہیں کہ ہم ایک انصاری صحابی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے یہ حدیث سنائی کہ ایک دن حضور ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہیں مسیح دجال سے ڈراتا ہوں اور فرمایا کہ وہ زمین میں چالیس دن ٹھہرے گا اور اس کی حکومت ہر گھاٹ تک پہنچ جائے گی، لیکن وہ چار مسجدوں میں داخل نہ ہو سکے گا۔ (۱) خانہ کعبہ (۲) مسجد نبوی ﷺ (۳) مسجد اقصیٰ (۴) طور۔

دجال کی تکذیب کرنے پر دجال کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا

(د) ﴿عن ابی قلابة قال: رایت الناس قد ازدحموا علی رجل، فزاحمت الناس، حتی خلصت الیه فسالت عنه، فقالوا: رجل من اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ، فسمعته

یقول. ان من بعدکم الکذاب المضل، و ان راسه من وراءه حبکا حبکا، و انه سیقول. انا ربکم، فمن قال: کذبت، لست بربنا ولکن اللّٰه ربنا، علیه توکلنا و الیه انبنا، و نعوذ باللّٰه منک، فلا سبیل له علیه﴾

(الفتن ص ۳۰۷، وقد اخرجه احمد فی المسند ۵/ ۳۷۲)

"ابو قلابہ کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو ایک شخص کے گرد جمگھٹا لگائے ہوئے دیکھا، میں بھی اس رش میں گھس کر اس تک پہنچ گیا اور لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ ایک صحابی رسول ہیں۔ میں نے ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارے بعد ایک گمراہ کن کذاب آئے گا جس کا سر پیچھے سے گنجا محسوس ہوگا، اور وہ ربوبیت کا دعویٰ کرے گا، جو شخص اس کی تکذیب کر کے یہ کہے کہ تو ہمارا رب نہیں، ہمارا رب تو اللہ ہے، اسی پر ہم بھروسہ اور رجوع کرتے ہیں اور تجھ سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں تو دجال اس کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔"

﴿(۵۶) حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

تین موقعوں پر محفوظ رہنے والا شخص ناجی ہے

﴿عن عبداللّٰه بن حوالة قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: من نجا من ثلاث فقد نجا، ثلاث مرات، موتی، والدجال، و قتل خلیفة مصطبر بالحق معطیه﴾

(مسند احمد ۵/ ۳۳، ۲۸۸۔ حاکم ۳/ ۱۰۸، السنۃ لابن ابی عاصم ص ۱۱۷۷)

"حضرت عبداللہ بن حوالہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا جو شخص تین مقامات پر محفوظ رہا وہ نجات پا گیا، پھر

فرمایا، وہ تین چیزیں یہ ہیں۔

(۱) میرا انتقال

(۲) خروج دجال

(۳) حق پر ثابت قدم نبی خلیفہ کا قتل

(۵۷) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ترمذی شریف کی جو حدیث نمبر ۲۲۴۴ نقل کی گئی ہے، وہ حضرت اسامہ بن زید سے بھی مروی ہے، تطویل کی خاطر دوبارہ اس کو ذکر نہیں کیا جا رہا ہے۔ خود امام ترمذیؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کر کے "وفی الباب عن .... اسامۃ بن زید" فرمایا ہے۔

(۵۸) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت

دجال کا دعویٰ خدائی

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آفرینشِ آدم سے لے کر قیامت تک اللہ نے ایسا کوئی فتنہ نازل نہیں کیا (اور نہ کرے گا) جو دجال کے فتنہ سے زیادہ عظیم ہو اور میں نے اس کے بارے میں ایسی باتیں (علامات) بتا دی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نے نہیں بتائیں۔

اس کا رنگ گہرا گندمی ہوگا، بال پیچ دار ہوں گے، بائیں آنکھ ممسوح (چانور) ہوگی، اس کی (دائیں) آنکھ پر موٹی پھلی ہوگی، مادر زاد اندھے اور ابرص کو تندرست کر دے گا، اور کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں، پس جو شخص کہے گا کہ میرا رب اللہ ہے، اس پر کوئی فتنہ (عذاب) نہ ہوگا اور جو شخص کہے گا کہ تو میرا رب ہے وہ فتنہ میں مبتلا ہو جائے گا (یعنی کافر ہونے کے باعث) جب تک اللہ چاہے گا وہ تمہارے اندر رہے گا، پھر عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہو جائیں گے جو محمد (ﷺ) کی تصدیق کرتے ہوئے انہی

کی شریعت پر (کاربند) ہوں گے۔ وہ ایک ہدایت یافتہ امام اور حاکم عادل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔"

(کنزل العمال بحوالہ طبرانی و فتح الباری۔ دیکھئے علامات قیامت اور نزول مسیح ص ۸۴)

(۵۹) حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی روایت

گذشتہ صفحات میں حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ترمذی کی جو حدیث نمبر ۲۲۴۴ نقل کی ہے وہ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ امام ترمذیؒ نے بھی اس کا حوالہ دیا ہے۔"و فی الباب عن ..... ابی برزۃ"۔

(٦٠) حضرت کیسان رضی اللہ عنہ کی روایت

انہی حضرت مجمع کی روایتؒ حضرت کیسان رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ اس لئے بخوف طوالت صرف حوالہ پر اکتفاء کیا جا رہا ہے۔

فائدہ

حضرات صحابہء کرام علیہم الرضوان اجمعین جس دور میں تھے وہ "خیر القرون" کے اعزاز سے مشرف تھا، خود رب کائنات نے ان کو "رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ" کی شاہی خلعت سے سرفراز فرمایا تھا، اپنے نبی کی رفاقت و صحبت کے لئے منتخب فرمایا تھا، حاملین قرآن ہونے کی عزت سے معزز فرمایا تھا، اس خوش قسمت جماعت کی خوش نصیبی کا کیا ٹھکانا جس کے ہر فرد کی عدالت پر امت مسلمہ کا اجماع ہو چکا، گو کہ قرآنی اعزاز ان کے لئے کم نہ تھا لیکن امت نے بھی ان کو "الصحابۃ کلھم عدول" کا تحفہ پیش کر کے اپنے لئے ان کی سفارش کا ایک وسیلہ ڈھونڈ لیا۔

اس قدسی صفات جماعت کے ٦٠ مقتدر افراد اگر سلسلہء دجال کی روایات نقل کریں تو یقیناً یہ وجود و خروج دجال کی ایک بہت بڑی اور متواتر دلیل ہوگی اور میں یہ سمجھنے پر مجبور ہوں کہ اگر اتنی بڑی تعداد اس سلسلہ کی روایات نقل کرنے کی زحمت نہ بھی

گوارا کرتی تب بھی دو چار صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے اس کا روایت کر دینا کافی سے زیادہ تھا۔

اب بھی اگر کوئی شخص اپنی نادانی یا ضد کی بناء پر اس کا انکار ہی کرتا چلا جائے تو ''لانسلم'' کا کوئی علاج نہیں۔ بہت سارے حضرات تحقیق کے نام پر تلبیس اور دجل و فریب پھیلانے کی مذموم کوششیں سرانجام دے رہے ہیں اور بزعم خویش اسلام اور مسلمانوں کی کوئی بہت بڑی خدمت سرانجام دے رہے ہیں، اس سلسلے میں ان کو ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ'' کی احادیث پر تنقید کرنے سے کوئی چیز مانع ہو سکتی ہے اور نہ اصحاب صحاح و کتب حدیث کی مسلمہ حیثیت ان کے سامنے کچھ وقعت رکھتی ہے۔

گو کہ گذشتہ معروضات کے بعد منکرین ظہور و خوارق دجال کا ذکر یا ان کے ''عقائد'' پر تبصرہ کی ضرورت تو باقی نہیں رہتی لیکن یہ سوچ کر کہ شاید اسی کو پڑھ کر کوئی جادۂ مستقیم سے ہٹا ہوا شخص راہ راست پر آ جائے اور امت مسلمہ کے مجموعی احساسات و جذبات کو ٹھیس پہنچانے سے رک جائے، کچھ گذارشات سپرد قلم کر دیتے ہیں۔ اللہ رب العزت اس کو ہر قسم کے فتنے کا ذریعہ بننے سے محفوظ فرمائے اور امت مسلمہ کو متحد و متفق اور باہم شیر و شکر بنا دے۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

﴿فہرست مآخذ ومراجع﴾

۱	تفسیر ابن کثیر	ابوالفداء عماد الدین ابن کثیرؒ
۲	تفسیر ابن السعود	الشیخ ابوالسعودؒ
۳	تفسیر معارف القرآن	حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
۴	بخاری شریف	امام بخاریؒ
۵	مسلم شریف	امام مسلمؒ
۶	ترمذی شریف	امام ترمذیؒ
۷	ابوداؤد شریف	امام ابوداؤدؒ
۸	نسائی شریف	امام نسائیؒ
۹	ابن ماجہ شریف	امام ابن ماجہؒ
۱۰	مشکوۃ شریف	خطیب تبریزیؒ
۱۱	المصنف لابن عبدالرزاق	ابوبکر بن عبدالرزاق الصنعانیؒ
۱۲	موطا مالک	امام مالکؒ
۱۳	فیض الباری	مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ
۱۴	فتح الباری	علامہ ابن حجر عسقلانیؒ
۱۵	شرح مسلم	امام نوویؒ
۱۶	التعلیق الصبیح	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
۱۷	مظاہر حق جدید	مولانا عبداللہ جاوید غازی پوری
۱۸	ترجمان السنۃ	مولانا سید محمد بدر عالم مہاجر مدنیؒ
۱۹	فتاوی شامی	علامہ ابن عابدین الشامیؒ

۲۰	تقریب التہذیب	علامہ ابن حجر عسقلانیؒ
۲۱	اسد الغابہ	علامہ ابن اثیرؒ
۲۲	فتح الملہم	علامہ شبیر احمد عثمانیؒ
۲۳	عقیدۃ المسلم فی ضوء الکتاب والسنۃ	د۔ تاج محمد بن عبدالرحمٰن العروسی
۲۴	معارف الحدیث	مولانا منظور احمد نعمانیؒ
۲۵	بذل المجہود	مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ
۲۶	عقائد اسلام	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
۲۷	کتاب الفتن	شیخ نعیم بن حمادؒ
۲۸	الاشاعہ لاشراط الساعۃ	سید محمد بن رسول البرزنجیؒ
۲۹	التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ	امام قرطبیؒ
۳۰	النہایۃ فی الفتن والملاحم	امام ابن کثیرؒ
۳۱	عقد الدرر	الشیخ یوسف بن یحییٰ المقدسیؒ
۳۲	المسیح الدجال	شیخ احمد مصطفیٰ الطہطاوی
۳۳	المسیح الدجال حقیقۃ لا خیال	عبداللطیف عاشور
۳۴	آپ کے مسائل اور ان کے کا حل	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
۳۵	علامات قیامت اور نزول مسیح	مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ
۳۶	علمی جائزہ	مفتی محمد یوسف
۳۷	احادیث دجال کا تحقیقی مطالعہ	شبیر احمد ازہر میرٹھی
۳۸	تعطیر الانام فی تعبیر المنام	علامہ عبدالغنی نابلسیؒ
۳۹	فلکیات جدیدہ	مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ
۴۰	ماہنامہ احرار	ترجمان احرار

يكون في آخر أمتي خليفة يحثي المال حثيا ولا يعده عدا — مسلم شریف

كيف أنتم إذا نزل ابن مريم فيكم وإمامكم منكم — متفق علیہ

اسلام میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کا تصوّر

امام مہدی سے متعلق اہل السنت والجماعت کا عقیدہ، نام ونسب، سیرت وحلیہ، علامات ظہورِ مہدی، صحیحین میں امام مہدی سے متعلق احادیث والتعاقبی تناظر میں،
منکرین ومدعیان مہدویت اکابر علماء کی آراء وفتاویٰ

از افادات

حضرت مولانا مفتی محمد یوسف خان صاحب مدظلہ
استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

مؤلف

مولانا حافظ محمد ظفر اقبال
فاضل جامعہ اشرفیہ

بیت العلوم
۲۰ ۔ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون [illegible]

قیامت کی نشانیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں
علامات قیامت اور فتنوں کا عروج مشہور مفسر و مورخ علامہ
عماد الدین ابن کثیر کی کتاب علامات یوم القیامۃ کا
سلیس اردو ترجمہ

مؤلف
علامہ عماد الدین ابن کثیر

تحقیق و تعلیق
عبد اللطیف عاشور

ترجمہ
لجنۃ المصنفین لاہور
مولانا محمد قیس صاحب
مولانا خالد محمود صاحب
مولانا عبد العظیم صاحب

بیت العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون ۳۵۲۲۱۳

محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا سفرِ آخرت اور وصیتیں

اُردو ترجمہ

مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووصایاہ عند موتہ

مؤلف

صلاح بن فتحی ابوخبیب

مترجم

مولانا محمد زکریا اقبال

اُستاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

بیت العلوم

۲۰۔ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون ۷۳۵۲۴۸۳

اعضائے انسانی کے گناہ

جن انسانی اعضاء سے گناہ صادر ہوتے ہیں اس کتاب میں ان کی نشاندہی کی گئی ہے اور صادر ہونے والے گناہوں کو بیان کیا گیا۔ ساتھ ساتھ ان گناہوں کے مراتب اور ان کا توڑ بھی بیان کیا گیا ہے

جمع و ترتیب

مولانا مفتی ثناء اللہ محمود

استاذ جامعہ احتشامیہ جیکب لائن کراچی

بیت العلوم

۲۰ - نابھہ روڈ ، پرانی انارکلی لاہور ۔ فون ۷۳۵۲۴۸۳



بیت العلوم

قرآن مجید اور اسلامی کتابوں کا مرکز